مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مرتّب :-
راجا رشید احمد محمود
افسر تعلقات عامہ ، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ، لاہور



پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ◎ لاہور

بار اول	...	نومبر ۱۹۷۳ء
تعداد	...	پانچ ہزار
طابع	...	ایم ۔ احسان الحق
مطبع	...	لیو فائن پرنٹنگ پریس ، چوک جین مندر ، پرانی انارکلی ، لاہور
نگران طباعت و تصحیح	...	مرتب
ناشر	...	پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ، لاہور

ملنے کا پتا

سیلز ڈپو ، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

احاطہ سیلا رام مل ، عقب روزنامہ مساوات ، لاہور

تحفۃً
خاکسار خلیل الرحمن
13.x.83

انتساب

کائنات کے محسن اعظم ، آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں گلدستۂ عقیدت

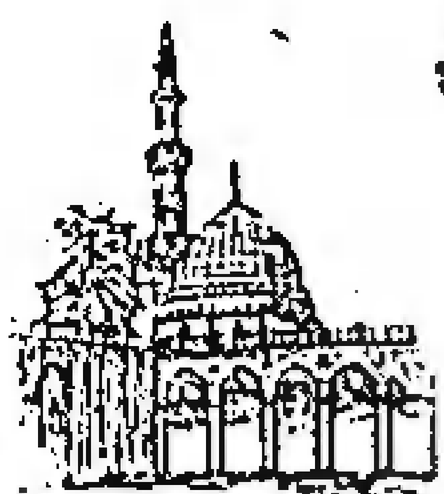
جنھوں نے دنیا کو جہالت ، کفر اور نفاق کے اندھیروں
سے نجات دی اور علم ، ایمان ، محبت اور اخلاق کی
روشنی بخشی

مرتب

ترتیب

حصہ اول

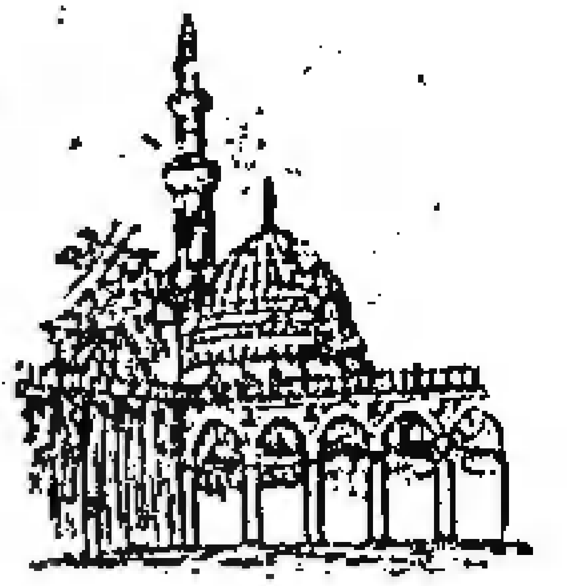
حصہ دوم



پیش لفظ

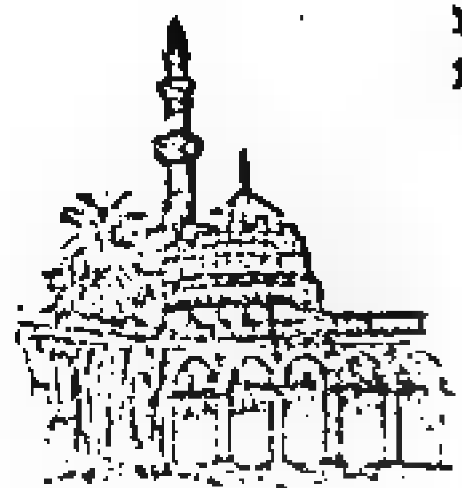
نعتوں کا یہ مجموعہ پیش کرتے ہوئے ہم اس بات پر بجا طور پر فخر محسوس کر رہے ہیں کہ یہ اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ نہ صرف اردو زبان میں بلکہ دنیا کی ان دوسری زبانوں میں بھی، جن کے بولنے والے شعرائے کرام جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا کرتے رہے، کوئی ایسا مجموعہ نہیں ملتا، جس میں نعتیں اس مقصد کے پیش نظر یک جا کی گئی ہوں کہ ایک طرف تو ان کے مندرجات بچوں کی ذہنی استعداد کے مطابق ہوں اور دوسری طرف حضرت رسول اکرمؐ کے علمی کمالات، آپ کی سیرت و کردار اور مکارم اخلاق کا زیادہ سے زیادہ ذکر ہو تاکہ اپنے پیارے نبیؐ کی تعریف و ثنا پڑھ کر جہاں بچوں میں ان سے محبت و ارادت اور عقیدت کے جذبات پیدا ہوں، وہاں انہیں حضورؐ کی شخصیت، سیرت اور اخلاقی مقام سے بھی آشنائی ہو اور اس طرح ان میں حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کی لگن پیدا ہو سکے۔

اردو میں کم و بیش ہر شاعر نے محسن کائناتؐ کی تعریف میں داد سخن دی ہے، بارگاہ رحمۃللعالمینؐ میں شعر و ادب کا نذرانہ پیش کیا ہے کیونکہ نبیؐ اکرمؐ کی تعریف ہر مسلمان اپنا



جزو ایمان سمجھتا ہے لیکن عام طور پر نعتوں میں حضورؐ کے حسن و جمال کی تعریف ، آپ کا سراپا ، میلاد و معجزات کا تذکرہ ، آپ سے عقیدت کا مظاہرہ ، ذاتی تاثرات و کیفیات اور ارادت و محبت کا ذکر ہوتا ہے ۔ اس خطۂ پاک سے اپنے جذباتی لگاؤ کا اظہار کیا جاتا ہے ، جہاں آپؐ نے نبوت و رسالت اور ہدایت و حکمت کا نور پھیلایا یا جہاں آپؐ کا روضۂ پاک ہے ۔ حضورؐ کے فضائل و شمائل کو نظم کرتے ہوئے شعرائے کرام نے غزل کے مضامین اور قصیدے کے پر شکوہ الفاظ و تراکیب کو کثرت سے استعمال کیا اور بعض صورتوں میں تو وہ سراپا عقیدت بن کر حدود شریعت کا بھی لحاظ نہ رکھ سکے ۔ رسولِ خدا کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور ان کے پیغام پر محیط نعتیں کم سے کم لکھی گئی ہیں اور جن نعتوں میں اس پہلو کی طرف توجہ دی بھی گئی ہے ، ان میں بہت کم ایسی ہیں ، جو شعر و سخن کے محاسن کی حامل ہوں اور اعلیٰ شعری معیاروں کے تقاضوں پر پوری اترتی ہوں ۔

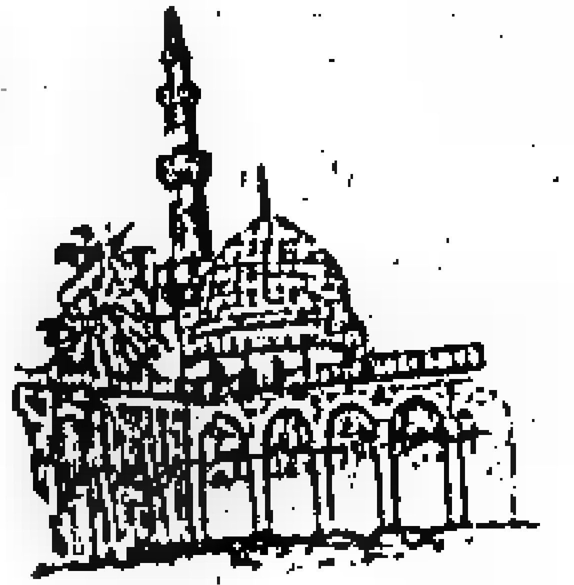
بچوں کے لیے نعتوں کا یہ مجموعہ مرتب کرتے وقت یہ بات پیش نظر رہی ہے کہ ان نعتوں کو پڑھنے والے کے ذہن میں یہ لگن اور شوق پیدا ہو کہ وہ بھی اپنے اندر ان کمالات و خصائل کو منعکس کرے ، جو ہمارے آقا و مولاؐ کی حیات طیبہ میں جھلکتے ہیں ۔ اس لحاظ سے یہ مجموعہ ایک مقصدی حیثیت رکھتا



ہے کہ بچے ان نعتوں کو پڑھ کر حضور سرور کائناتؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور ان کے پیغام سے زندگی آموز سبق سیکھیں اور ایک سچے مسلمان کی طرح زندگی بسر کرنے کا تصور ان کے ذہن میں ابھر سکے۔

اس مقصد کے حصول کی خاطر ''مدح رسولؐ'' میں ایسی نعتیں زیادہ تعداد میں شامل کی گئی ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں اور جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی امت کو کن اوصاف حمیدہ اور فضائل جلیلہ کا حامل ہونا چاہیے۔

اس مجموعے کی نعتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ کم عمر بچوں کی ذہنی استعداد کو سامنے رکھا جائے اور دوسرے حصے میں ایسی نعتیں شامل کی گئی ہیں، جنھیں ثانوی اور اعلی ثانوی جماعتوں کے طالب علم بآسانی سمجھ سکیں اور تسکین روح، آسودگیٔ قلب اور تہذیب دماغ کا سامان حاصل کر سکیں۔ ان نعتوں کو ترتیب دینے میں ہم نے یہ اہتمام کیا ہے کہ شعرا کو حروف تہجی کے اعتبار سے نمایندگی دی جائے۔

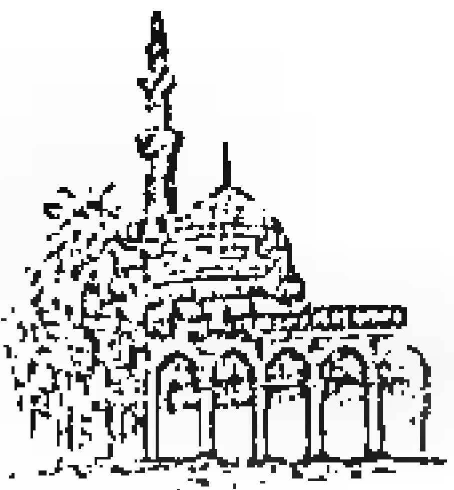


نعتوں کی فراہمی میں مندرجہ ذیل حضرات نے خصوصی دلچسپی لی - جناب منور ابن صادق (ادارہ تعلیم و تحقیق) چودھری عبدالحمید (مکتبہ کارواں ، لاہور) جناب فانی مراد آبادی (لائل پور) جناب عبدالرب صدیقی (پاکپتن) قریشی محمد شریف ظفر پسروری (سہگل آباد) جناب سردار محمد (لاہور) جناب منظور حسین منظور (گوجرانوالہ) جناب تاج محمد عباسی (لاہور) صوفی محمد یونس (لاہور) ، جناب مبشر احمد جلیل (سیانی ضلع سرگودھا) جناب منصور محمد خان (پشاور) اور جناب محمد اکرم اثر (لاہور) - پروفیسر سید سجاد باقر رضوی ، پروفیسر قیوم نظر اور شیخ صادق علی دلاوری نے اس مجموعے کی ترتیب و تشکیل میں مدد دی - ہم ان کرم فرماؤں کے تہہ دل سے ممنون ہیں -

اظہر منزل ، نیو شالامار کالونی
نوان کوٹ - لاہور

راجا رشید احمد محمود
ایم - اے





جس میں ترا عکس اتر گیا ہے
آئینہ وہی سنور گیا ہے

جو نام پہ تیرے مر گیا ہے
دنیا میں وہ نام کر گیا ہے

باطل کو مٹا کے، حق کا پرچم
تا عرش بلند کر گیا ہے

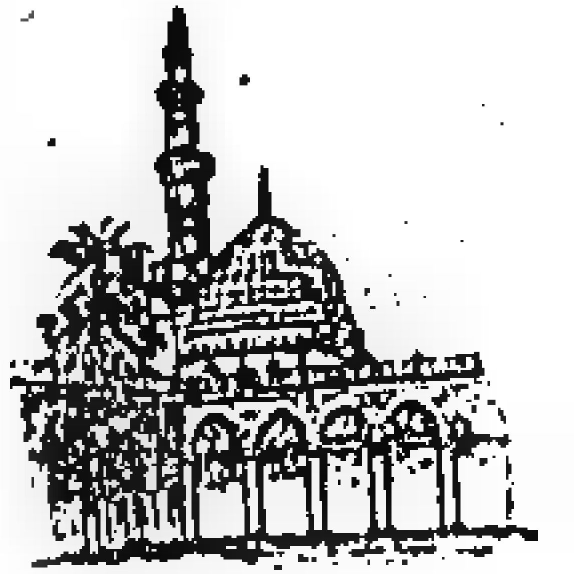
چڑھتا ہوا اہرمن کا دریا
آتے ہی ترے اتر گیا ہے

انساں کو بتوں سے دور کر کے
یزداں کے قریب کر گیا ہے

فردوس بکف ہوئیں وہ راہیں
جن راہوں سے تو گزر گیا ہے

حق تجھ پر نثار اور حق پر
سب کچھ تو نثار کر گیا ہے

اثر صہبائی



رگ رگ میں عشق ذات رچایا حضورؐ نے
ہر نقش غیر دل سے مٹایا حضورؐ نے

تھا اک حجاب بندہ و خالق کے درمیاں
کس نے وہی حجاب اٹھایا ؟ حضورؐ نے

ہر رہگزر پہ تند ہواؤں کے باوجود
ایقان کا چراغ جلایا حضورؐ نے

افسردہ کائنات تھی ، پژ مردہ تھی حیات
مژدہ حیاتِ نو کا سنایا حضورؐ نے

جور و ستم کے دور سبھی ختم کر دیے
رنج و تعب سے سب کو بچایا حضورؐ نے

اسلامیوں کو دے کر اخوت کا اک سبق
ہر فرق رنگ و نسل مٹایا حضورؐ نے

اخترؔ پہ اس سے بڑھ کے بھلا ہوگا کیا کرم
دو بار اپنے در پہ بلایا حضورؐ نے

چودھری اکرم علی اخترؔ



مسند نشینِ عالمِ امکاں تمھی تو ہو
اس انجمن کی شمعِ فروزاں تمھی تو ہو

دنیائے ہست وبود کی زینت تمھی سے ہے
اس باغ کی بہار کے ساماں تمھی تو ہو

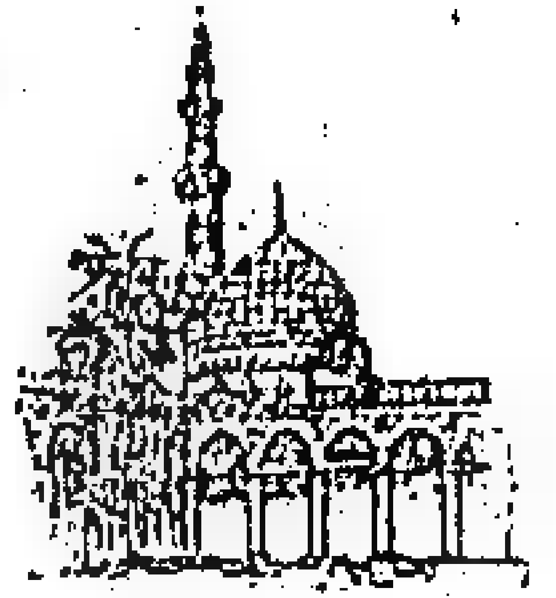
دنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب
جو روحِ زندگی ہے ، وہ ارماں تمھی تو ہو

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ زارِ حسنِ درخشاں تمھی تو ہو

دنیا و آخرت کا سہارا تمھاری ذات
دونوں جہاں کے والی و سلطاں تمھی تو ہو

اختر کو بے نوائیٔ دنیا کی فکر کیا
ساماں طرازِ بے سرو ساماں تمھی تو ہو

اختر شیرانی



تری سرکار بڑی ہے مولاؐ
تو تو رحمت کی جھڑی ہے مولاؐ

ترے کوچے کے حسیں ذروں کی
آنکھ تاروں سے لڑی ہے مولاؐ

تری فطرت میں نگینے کی طرح
سورۂ "نور" جڑی ہے مولاؐ

یہ بتا، عرش بریں کی رفعت
کیوں ترے پاؤں پڑی ہے مولاؐ

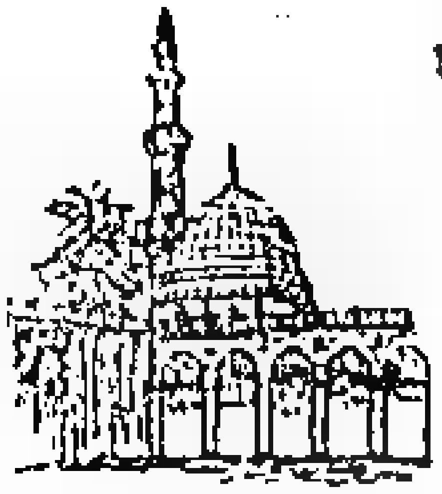
ہاتھ باندھے ہوئے ساری دنیا
ترے قدموں میں کھڑی ہے مولاؐ

صحن دانش میں تری عظمت کی
آج تک لاٹھ گڑی ہے مولاؐ

آبلہ پا ہیں ترے مستانے
اور منزل بھی کڑی ہے مولاؐ

رحم فرما کہ زمانے کے لیے
یہ قیامت کی گھڑی ہے مولاؐ

شیر افضل جعفری



آپؐ نے جس طرف بھی بڑھائے قدم
کہکشاں گرد راہ سفر ہو گئی

وہ حسیں لب کھلے اور چمن کھل گئے
وہ نگاہیں اُٹھیں اور سحر ہو گئی

آج کیوں درد دل میں ہے اپنے کمی
ہو نہ ہو ، ان کو میری خبر ہو گئی

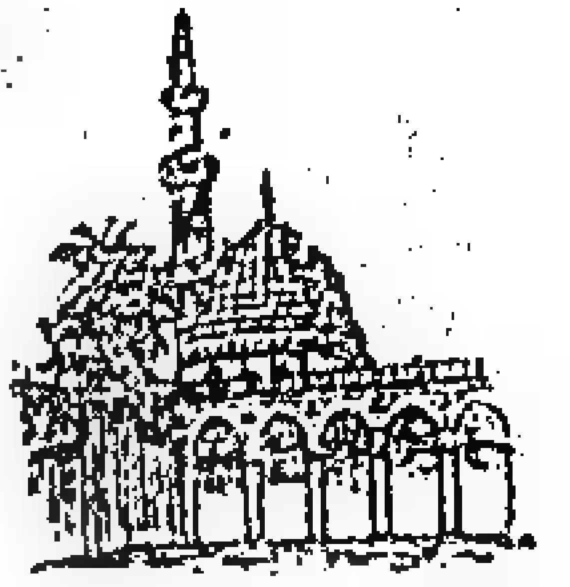
روئے پاک نبیؐ کا تصور ہے کیا
روشنی تا بہ حد نظر ہو گئی

اللہ اللہ عروج شہ دوسرا
وسعت آسماں رہگزر ہو گئی

بات جب تھی مدینے میں ہوتی بسر
زندگانی کا کیا ہے ، بسر ہو گئی

کس بلندی پہ اقبالؔ پہنچیں گے ہم
ان کے در تک رسائی اگر ہو گئی

اقبالؔ صفی پوری



مجھ کو اللہ دکھائے رخ زیبا تیرا
نظر آیا تھا کبھی خواب میں جلوا تیرا

پتلیاں آنکھوں ہی آنکھوں میں لیے پھرتی ہیں
وہی صورت ، وہی سیرت ، وہی نقشہ تیرا

ناز ہے اپنے مقدر کو تری چاہت پر
اور کیا چاہے کوئی چاہنے والا تیرا

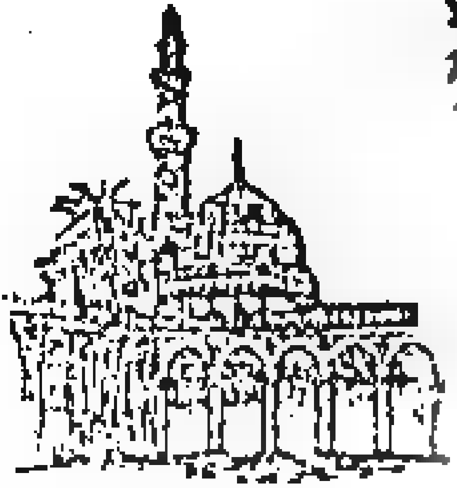
رہ گئے حضرت جبریلؑ کے پر بھی جل کر
کس کو معلوم ہوا رتبۂ اعلیٰ تیرا

تو وہ محبوب ، کہ جس کا نہیں ثانی کوئی
ہم تو کیا چیز ہیں ، اللہ بھی شیدا تیرا

دل وہی دل ہے کہ جس دل میں محبت تیری
سر وہی سر ہے کہ جس سر میں ہے سودا تیرا

آسمانوں پہ ، زمینوں پہ ہے تیری توصیف
تو مدینے میں ہے اور عرش پہ چرچا تیرا

امامی بنگلوری



خلق کے سرور، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور، خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نور مجسم، نیر اعظم، سرور عالم، مونس آدم
نوحؑ کے ہمدم، خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

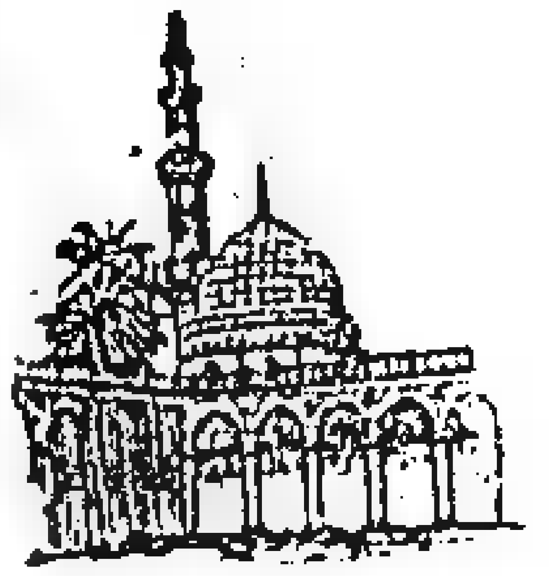
بحر سخاوت، کان مروت، آیۂ رحمت، شافع امت
مالک جنت، قاسم کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

دولت دنیا خاک برابر، ہاتھ کے خالی، دل کے تونگر
مالک کشور، تخت نہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر موسیٰؑ، ہادی عیسیٰؑ، تارک دنیا، مالک عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ، خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ، نعت امیرؔ ہے اپنا پیشہ
ورد ہمیشہ دن بھر، شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

امیرؔ مینائی



کس نے صنم کدوں میں پیام خدا دیا
آتش کدوں کو ابر کرم سے بجھا دیا

اسرار کائنات سے پردہ اُٹھا دیا
افسانۂ جہاں کو حقیقت بنا دیا

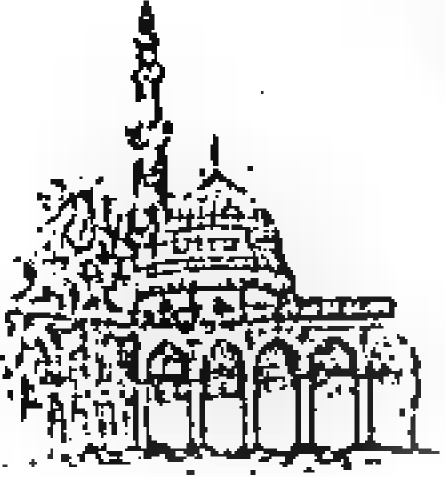
گم کردگان راہ کو حق سے ملا دیا
عالم میں کیف و نور کا دریا بہا دیا

رنگ اور خوں کا تفرقہ یکسر مٹا دیا
اہل جفا و جور کو درس وفا دیا

رحمت سے آب چشمۂ حیواں پلا دیا
مر مر کے حق کے واسطے جینا سکھا دیا

یہ فخر کائناتؐ کا ہے معجزہ امینؔ
انسانیت کو خواب گراں سے جگا دیا

امینؔ اللہ وثیر



ساری دنیا کا رکھوالا — احمدؐ کالی کملی والا
نام اس کا انجیل میں آیا — سب نے اس سے فیض اٹھایا

دکھیوں کا دم بھرنے والا
سب پہ احسان کرنے والا

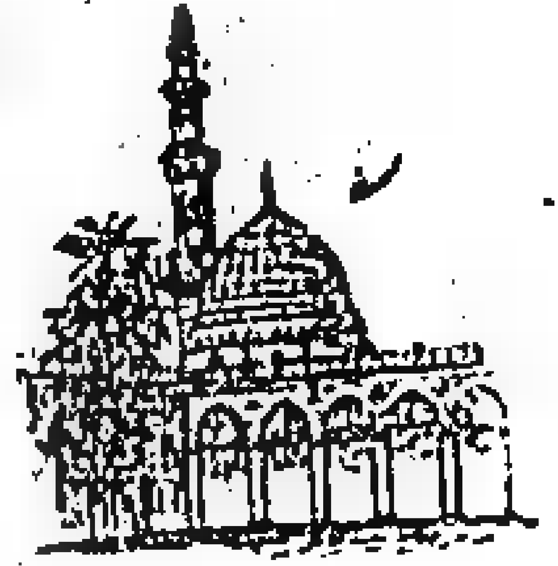
سادہ طبیعت اس نے پائی — اس کا بستر ایک چٹائی
سادہ اس کا رہنا سہنا — شان اس کی لیکن کیا کہنا

عرش بریں پر جانے والا
پل بھر میں لوٹ آنے والا

اس کی زیارت سب نے چاہی — نبیوں نے دی اس کی گواہی
انسانوں میں سب سے اعظم — اس کے شیدا دونوں عالم

دونوں جہاں میں رحمت والا
بعد خدا کے عظمت والا

انجم وزیر آبادی



پھولا پھلا یہ باغ تمنا تمھی سے ہے
آنکھوں میں نور ، دل میں اجالا تمھی سے ہے

بے کس کی آس، چارۂ بے چارگاں ہو تم
ٹوٹے ہوئے دلوں کو سہارا تمھی سے ہے

معراج اک علامت ایمان و آگہی
ایمان و آگہی کا یہ رشتہ تمھی سے ہے

اللہ رے یہ شرف کہ خدائی گلے لگائے
یہ بندگی کا رتبۂ اعلیٰ تمھی سے ہے

تم نور کائناتؐ ہو ہر شے میں جلوہ ریز
ہر صورت وجود میں معنٰی تمھی سے ہے

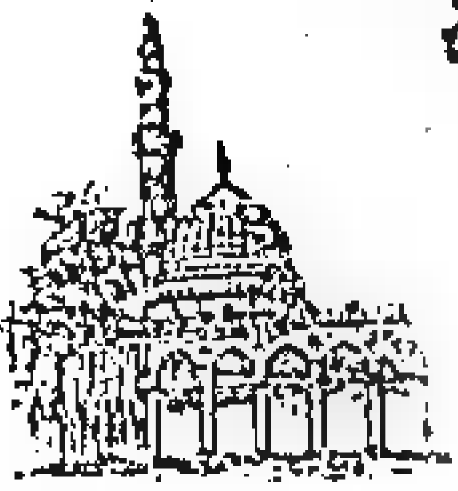
وہ روشنی کہ طور سے دل تک ہے موجزن
وہ مستعار برق تجلّی تمھی سے ہے

تم نے نظر پھرائی تو صحرا ہے خشک لب
لبریز ہے کہ سیریٔ دریا تمھی سے ہے

مسند نشین خلق ہو ، تم پر سلام حق
نظم جہان "کن" مرے مولاؐ تمھی سے ہے

باقر تمھارے در کے غلاموں کا ہے غلام
شاہوں سے ہمسری کا یہ رتبہ تمھی سے ہے

سجاد باقر رضوی



جمالِ احمدِؐ مرسل جسے جلوہ دکھاتا ہے
رموزِ حسنِ اقدس کا وہی عرفان پاتا ہے

خدا اس کا ، حرم اس کا ، زمانے کی فضا اس کی
محبت جو رسولِ پاکؐ کی دل میں بساتا ہے

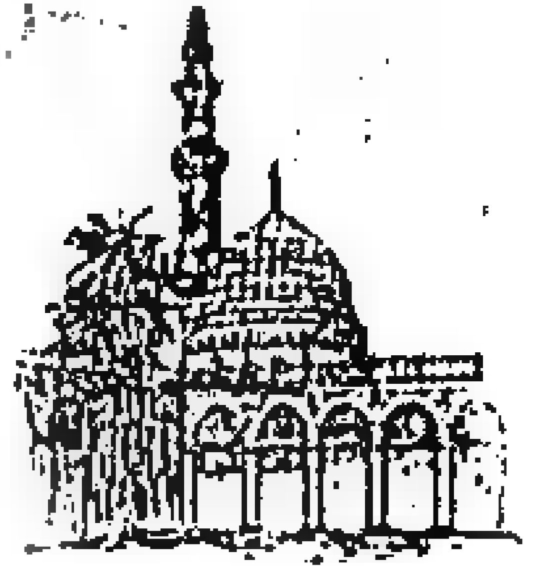
ابھر آتے ہیں لاکھوں طور تاریکی کے سینے سے
جمالِ مصطفیٰؐ سے جب کوئی دل جگمگاتا ہے

بھٹک سکتا نہیں راہوں کے پیچ و خم میں وہ رہرو
جو اس نورالہدیٰ کو رہنما اپنا بناتا ہے

سمجھتا ہے وہی شانِ محمدؐ مصطفیٰ لوگو!
جو قرآنِ مقدس اپنے سینے سے لگاتا ہے

زمانہ اس سخنور کے سخن پر بخت نازاں ہے
ثنائے مصطفیٰؐ سے جو خیالوں کو سجاتا ہے

حسن بخت



ہم کو نام حضورؐ پیارا ہے
زندگی کا یہی سہارا ہے

اے مدینہ، انھی کی قسمت ہے
جن کو حاصل ترا نظارا ہے

گر مدینے میں ہم پہنچ جائیں
چرخ کا ہر ستم گوارا ہے

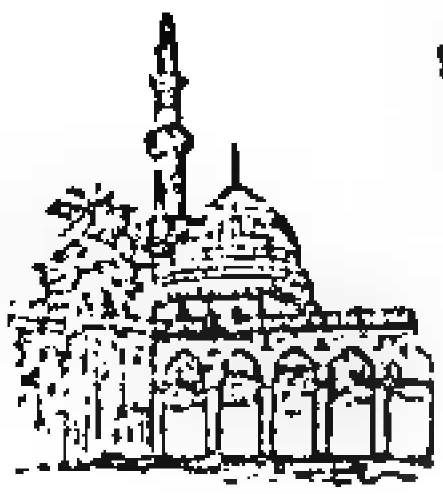
جیسے ہم ہیں درِ شہِؐ دیں پر
یہ تصور بھی کتنا پیارا ہے

آنکھ پرنم ہے ہجر طیبہ میں
درد پنہاں تو آشکارا ہے

اے مدینہ، یہ فخر ہے ہم کو
تو ہمارا ہے، تو ہمارا ہے

نام حضرتؐ کا ورد رکھ بہزاد
ڈوبتوں کا یہی سہارا ہے

بہزاد لکھنوی



اُسی کا آئینہ ہے جلوۂ زیبا محمدؐ کا
جو عاشق ہے خدا کا، ہے وہی شیدا محمدؐ کا

زمیں روشن ہوئی جن سے، منور عرش تھا جس سے
یہ انوار محمدؐ ہیں، وہ جلوا تھا محمدؐ کا

خدا کے فضل سے ہے یہ شرف اسلام کو حاصل
پڑھیں گے آ کے کلمہ حضرت عیسیٰؑ محمدؐ کا

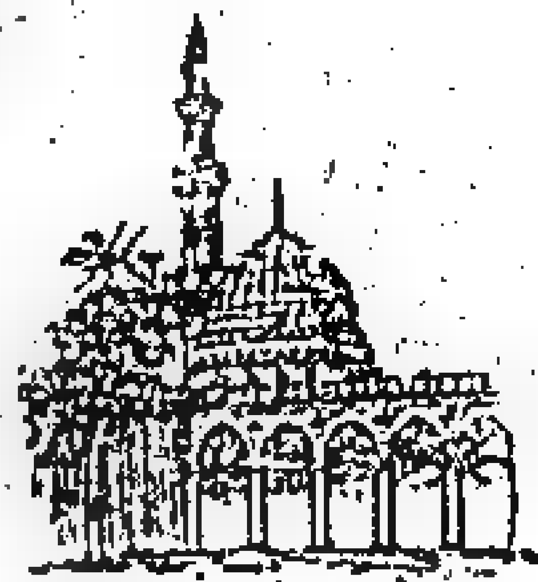
گزاری عمر میں نے آب کوثر کی تمنا میں
زباں جب تک نہ دھوتا، نام کیا لیتا محمدؐ کا

دعا کیوں کر نہ ہو مقبول حضرتؐ کے وسیلے سے
کبھی ٹالا نہیں اللہ نے کہنا محمدؐ کا

نبی ایسا کیا پیدا، بجا اسلام کا ڈنکا
خدا کی یہ عنایت تھی، وہ صدقہ تھا محمدؐ کا

کھلا یہ راز بےخود سے، محبت کی ہے ہو اس میں
خدا نے رکھ دیا ہے نام کیا پیارا محمدؐ کا

وحیدالدین بےخود



سیکڑوں سال سے تشنہ لب تھی زمیں
آتش افشاں تھا ہر سمت چرخ بریں

آدمیت سسکتی تھی ، دم توڑتی
باد صرصر تھی ہرسو ستم توڑتی

نقد دل کا نہ کوئی طلب گار تھا
جنس اخلاص کا بند بازار تھا

صنف نازک کا دنیا میں یہ حال تھا
جیسے عورت بھی بکتا ہوا مال تھا

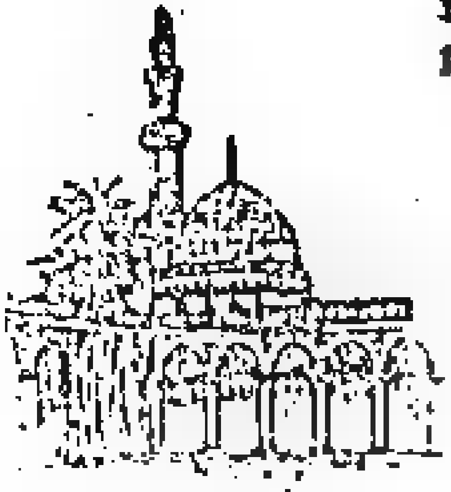
بادشاہی زمیں پر اندھیروں کی تھی
چار جانب حکومت لٹیروں کی تھی

خون انساں میں انسان تھا غوطہ زن
آدمی سی رہا تھا خود اپنا کفن

روح انسانیت جب فنا ہو گئی
پستیٔ فکر کی انتہا ہو گئی

آخرش بحر رحمت ہوا موج زن
کوہ فاراں سے پھوٹی وہ پہلی کرن

جس کے آتے ہی کافور اندھیرا ہوا
بزم عالم میں ہر سو سویرا ہوا



آپؐ آئے کہ سورج چمکنے لگا
چہرۂ زندگانی دمکنے لگا

موجۂ گل ہر اک سمت لہرا گئی
باغ انسانیت میں بہار آ گئی

چاک دل چاک زخم جگر سل گئے
اپنے دشمن سے دشمن گلے مل گئے

بزم توحید میں نعرہ زن ہو گئے
بت پرستار اب بت شکن ہو گئے

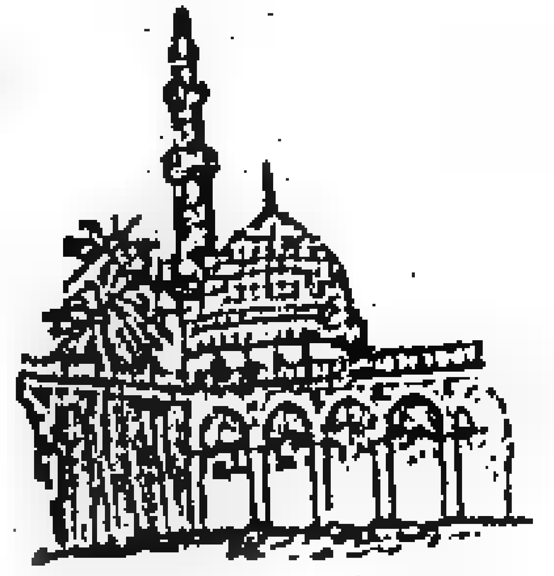
صنف نازک کی قسمت بھی کھلنے لگی
اب یہ میزان عظمت میں تلنے لگی

آپؐ آئے کہ دنیا بدلنے لگی
آدمیت کے سانچے میں ڈھلنے لگی

گلشن زندگی پر شباب آ گیا
ذہن انساں میں اک انقلاب آ گیا

اہل عالم پہ تھا وہ مسلط نظام
آدمی جس میں تھا سیم و زر کا غلام

توڑ ڈالا وہ کہنہ نظام آپ نے
اہل زر کو دیا یہ پیام آپ نے



آدمی مال و دولت کا ہے صرف امیں
مال و دولت پہ اس کا اجارہ نہیں

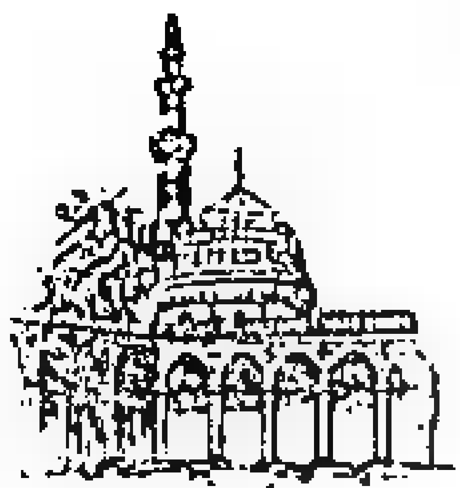
مال و دولت کی کوئی حقیقت نہیں
مال و دولت تو معیار عظمت نہیں

حسن اخلاق سے ، جوش ایثار سے
قوم بنتی ہے دنیا میں کردار سے

اہل عالم میں گونجا پیام آپ کا
اور برپا ہوا جب نظام آپ کا

جوش ایثار سے ، حسن افکار سے
واقعی بن گئی قوم کردار سے

پیام شاہجہان پوری



غریبوں کی جو ثروت ہیں ، ضعیفوں کی جو قوت ہیں
انھیں عالم کے ہر دکھ کی دوا کہنا ہی پڑتا ہے

انھیں فرمانِ روائے انس و جاں کہتے ہی بنتی ہے
انھیں محبوبِ رب دوسرا کہنا ہی پڑتا ہے

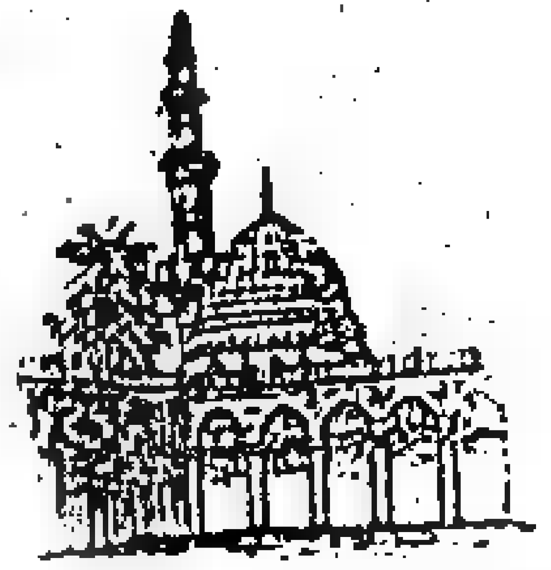
زہے تاثیر ، ان کا نام نامی جب لیا جائے
لبوں کو لازماً صل علیٰ کہنا ہی پڑتا ہے

جہاں بھر کو کیا سیراب جن کے فیض بے حد نے
انھیں دریائے الطاف و عطا کہنا ہی پڑتا ہے

کیا بیڑا جنھوں نے پار آ کر نوعِ انساں کا
انھیں انسانیت کا ناخدا کہنا ہی پڑتا ہے

جنھوں نے بزمِ امکاں سے مٹائی کفر کی ظلمت
انھیں تنویرِ حق ، نورالھدیٰ کہنا ہی پڑتا ہے

حفیظ تائب



فروغ نور مجسم محمدؐ عربی
فراغ عظمت آدم محمدؐ عربی

اسیر کون و مکاں خواجۂ زمین و زماں
ہیں فخر و نازش عالم ، محمدؐ عربی

عرب کو اس نے عطا کی قیادت عظمیٰ
عجم کا محسن اعظم محمدؐ عربی

نظر کشا ہے فضا میں اُفق سے تا بہ اُفق
تری جلالت پرچم محمدؐ عربی

فصیل سر الٰہی بہت بلند سہی
مگر ہیں عرش کے محرم محمدؐ عربی

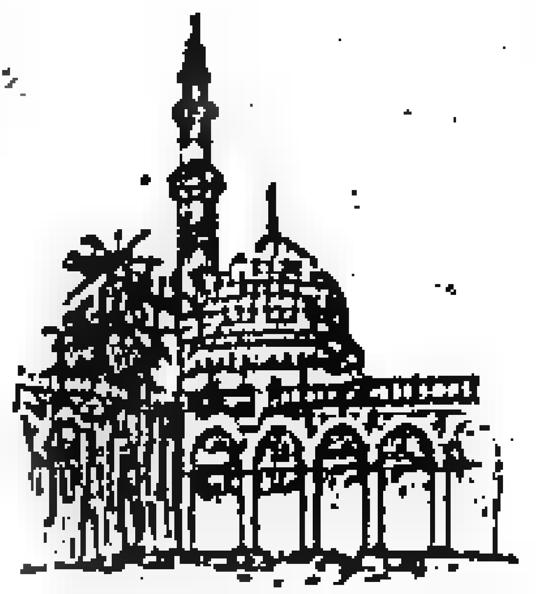
تری نگاہ کرم کا اُمیدوار ہوں میں
کرم اے رحمت عالم محمدؐ عربی

عبدالکریم ثمرؔ



سلام اُس پر ، خدا کے بعد جس کی شان یکتا ہے
ثنا خواں خود خدائے پاک ہے ، جو سب کا آقا ہے
سلام اس پر کہ توڑا زور جس نے بت پرستوں کا
علم اونچا کیا جس نے جہاں کے زیر دستوں کا
سلام اس پر کہ جس کی پاک صورت، پاک سیرت تھی
سلام اس پر کہ جس کی زندگی خلق و مروت تھی
سلام اس پر کہ بعد اُس کے نہ آئے گا نبی کوئی
نہ اُس سا کوئی آیا ہے ، نہ آئے گا نبی کوئی
سلام اس پر کہ جس نے درد کی دولت عطا کر دی
سکھائے جس نے کمزوروں کو آئین جواں مردی
سلام اس ذات اقدس پر کہ حامی ہے یتیموں کا
سلام اس جان اطہر پر ، جو والی ہے غریبوں کا
سلام اس پر ، اندھیرے میں اجالا کر دیا جس نے
خدا کے نور سے دونوں جہاں کو بھر دیا جس نے
سلام اس پر غلاموں کو عطا کی جس نے سلطانی
سکھائے جس نے مظلوموں کو انداز جہاں بانی
سلام اس پر ، ملی ہے مہرو مہ کو جس سے تابانی
سلام اس پر کہ پائی چرخ نے جس سے درخشانی
سلام اس پر کہ جو مطلوب و مقصود خدا ٹھہرا
سلام اس پر کہ جو ٹوٹے دلوں کا آسرا ٹھہرا

حافظ لدھیانوی



وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ، ضعیفوں کا ماوی
یتیموں کا والی ، غلاموں کا مولا

خطا کار سے در گزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

الطاف حسین حالی



نبی کون یعنی رسول کریمؐ
نبوت کے دریا کا در یتیم

اٹھا کفر ، اسلام ظاہر کیا
بتوں کو خدائی سے باہر کیا

کیا حق نے نبیوں کا سردار اُسے
بنایا نبوت کا حق دار اُسے

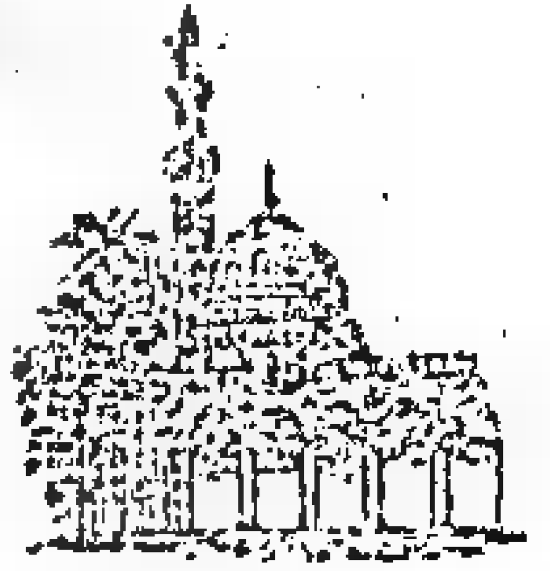
نبوت جو کی حق نے اس پر تمام
لکھا اشرف الناس ، خیرالانام

بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اسے
خدا نے کیا اپنا محبوب اسے

کروں اس کے رتبے کا میں کیا بیاں
کھڑے ہوں جہاں بالدھ صف مرسلاں

محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں
ہوا ہے نہ ایسا ، نہ ہوگا کہیں

میر حسن



دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ، ایک ہی سجدے میں ادا ہو

جس بات میں مشہور جہاں ہے لب عیسیٰ
اے جان جہاں ! وہ تری ٹھوکر میں ادا ہو

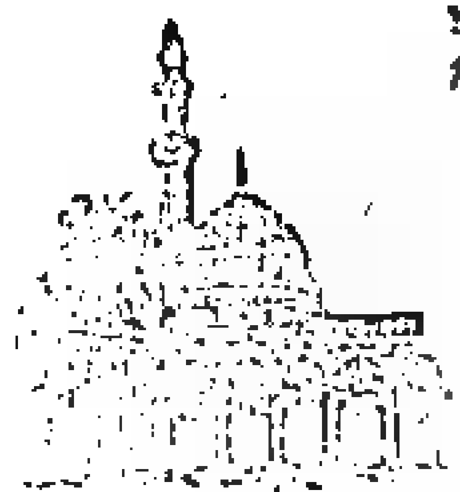
منگتا تو ہیں منگتا، کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبیں پر
جو ان کی رضا ہو ، وہی خالق کی رضا ہو

دیکھا انھیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے ، جو آپؐ کے دامن سے بندھا ہو

دے ڈالیے اپنے لب جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل ! درد حسن کی بھی دوا ہو

مولانا حسن رضا بریلوی

زباں پر اے خوشا صل علی ، یہ کس کا نام آیا
کہ جبریلؑ امیں میرے لیے لے کر سلام آیا

وہ جس نے نوع انساں کو غلامی سے رہائی دی
وہ جس نے پنجۂ مرگ دواسی سے رہائی دی

جب انساں دام مرگ اس کے غلاموں پربچھاتے ہیں
حرم کے طائروں کو شان صیادی دکھاتے ہیں

میں ایسے حال میں تنگ آکے جب فریاد کرتا ہوں
اُسی کا نام لیتا ہوں ، اُسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس سے ربط قائم ہے زمینوں آسمانوں میں
وہ جس کا ذکر ہوتا ہے موذن کی اذانوں میں

زمین و آسماں ہی جب ستم ایجاد کرتے ہیں
اسی کے نام لیواؤں پہ جب بیداد کرتے ہیں

میں ایسے حال میں تنگ آکے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں ، اسی کو یاد کرتا ہوں

ابوالاثر حفیظ جالندھری



مدینے میں کاش اے دل زار ہوتے
وہ پر نور کوچے ، وہ بازار ہوتے

سماتے وہ آنکھوں میں دلکش مناظر
خود اپنی نظر کے خریدار ہوتے

وہ کیفیت خاص ہوتی عنایت
نہ بے ہوش ہوتے ، نہ ہشیار ہوتے

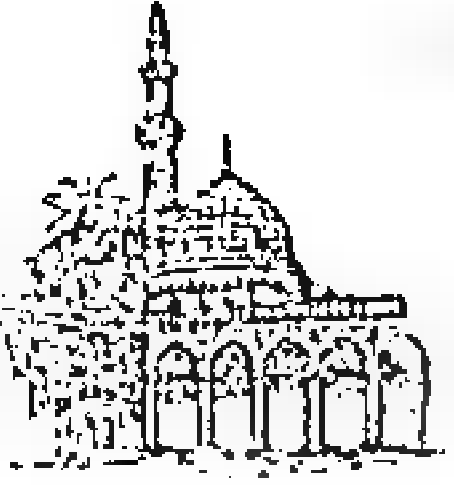
کبھی باب جبریلؑ پر دست بستہ
کبھی سرنگوں زیر دیوار ہوتے

کبھی چومتے جالیوں کو ادب سے
کبھی شوق میں محو دیدار ہوتے

ادھر نام پاک نبیؐ لب پہ آتا
ادھر دل کی دھڑکن سے بیدار ہوتے

حمید ایسی قسمت کہاں تھی ہماری
کہیں ہم بھی پائین دربار ہوتے

زائر حرم حمید صدیقی لکھنوی



خدا کے سوا کس کی دانش میں آیا
وہ پایہ ، جو فخر دو عالمؐ نے پایا

زہے خلق ، اس کو گلے سے لگایا
جو تلوار لے کر پئے قتل آیا

سنیں گالیاں اور پتھر بھی کھائے
مگر پھر بھی پیغام حق ہی سنایا

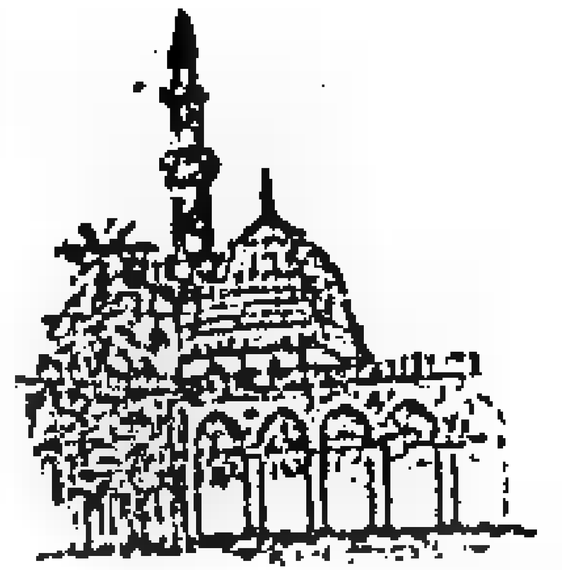
وہ جس نے رہ حق کے بھولے ہوؤں کو
فلاح دو عالم کا رستہ بتایا

وہ جس نے بتوں کی محبت چھڑا کر
بس اللہ سے لو لگانا سکھایا

کیا جس نے تعمیر قصر حقیقت
مظاہر پرستی کا قصہ چکایا

شہنشاہ دارینؐ ہیں آپ خالد
یہ دونوں جہاں کیا ہیں ؟ ان کی رعایا

خالد بزمی



دامن عفو سر حشر وہ پھیلاتے ہیں
خود بخود سارے گنہگار کھنچے آتے ہیں

ہائے وہ اشک ، جو پلکوں سے حرا میں ٹپکے
آج تک ان سے مہ و مہر ضیا پاتے ہیں

تیرے اعدا بھی رہے تیرے کرم کے محتاج
سائے ہر سر پہ ترے لطف کے لہراتے ہیں

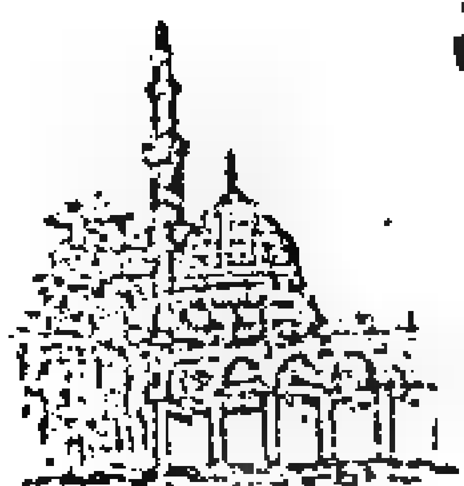
کملی والےؐ! ترے صدقے ، ترے قربان دل وجاں
دل و جاں تیریء محبت کی قسم کھاتے ہیں

میں کہاں اور کہاں مرتبۂ نعت رسولؐ
یہ کرم ان کا ہے ، آقا مرے لکھواتے ہیں

کہکشاں ہو کہ ستارے ، شب اسریٰ سارے
خیر مقدم کو سر راہ بچھے جاتے ہیں

اُن کی یہ طرفہ عنایت ہے ، خوشابخت خلیق
ہے کبھی اذن حضوری ، کبھی تڑپاتے ہیں

خلیق قریشی

شہنشاہ اممؐ ، اللہ کے محبوب پیارے تھے
یتیموں ، بے کسوں ، بے بس غریبوں کے سہارے تھے
زمانے کو ہے جس پر ناز ، وہ روشن ستارے تھے
بشر کے روپ میں نور الٰہی کے نظارے تھے

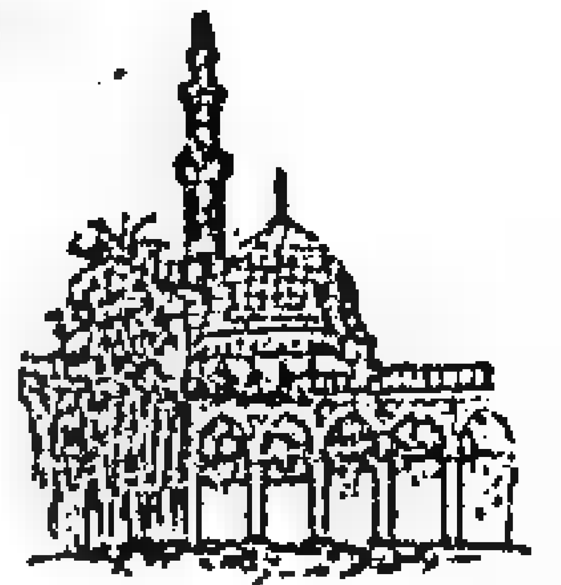
اٹھا پردہ تجلی کا ، مہ انور کا نکل آیا
عرب کی سر زمیں سے نور کا چشمہ ابل آیا

زمانے پر بڑا احسان ہے فخر رسالت کا
پلایا نوع انسانی کو بھر بھر جام وحدت کا
خلوص دل سے جس جس نے پڑھا کلمہ شہادت کا
دیا سردار جنت نے اسے پیغام جنت کا

تعصب میں زمانہ کچھ کہے لیکن حقیقت ہے
نجات زیست کی ضامن محمدؐ کی شریعت ہے

بندھے رہتے تھے پتھر پیٹ سے ، فاقے کی حالت میں
مسرت رقص کرتی تھی مگر شان رسالت میں
شکن آئی نہ چہرے پر ، نہ فرق آیا اطاعت میں
سر اقدس جھکا رہتا تھا خالق کی عبادت میں

نصیبہ جاگ اٹھا گنہگاران امت کا
سر اقدس پہ چمکا تاج زریں جب شفاعت کا



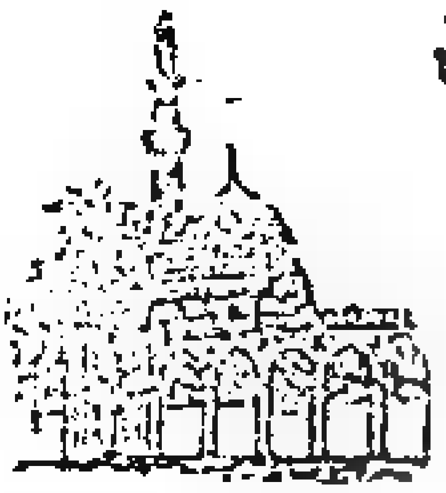
خدا شاہد ہے ، یہ قوم مسلماں گر سنبھل جائے
مثال شمع سوزاں عشق احمدؐ میں پگھل جائے

خلوص و جذبۂ ایثار کے سانچے میں ڈھل جائے
قسم اللہ کی ، موج مصیبت سر سے ٹل جائے

خدا کی رحمتیں لا ریب ہوتی ہیں اس امت پر
عمل کرتی ہے سچے دل سے جو قانون قدرت پر

ء

حافظ خلیل الرحمان




ذو عالم کا امداد گار آ گیا ہے
امین آ گیا ، غم گسار آ گیا ہے

غریبوں کی جاں کو ، یتیموں کے دل کو
سکوں ہو گیا ہے ، قرار آ گیا ہے

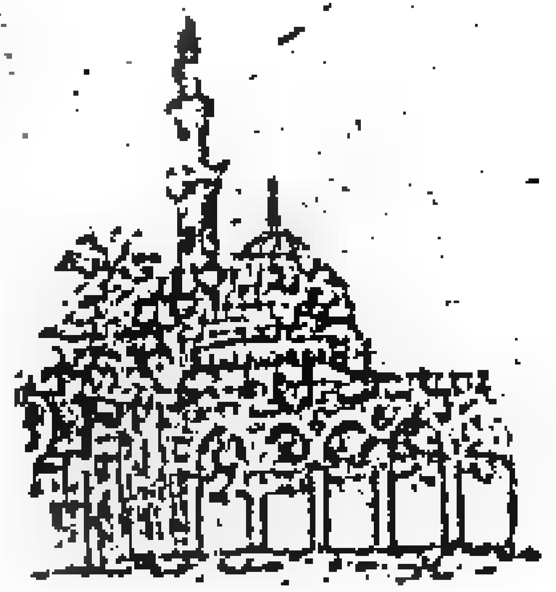
اصول محبت ہے پیغام جس کا
وہ محبوب پروردگار آ گیا ہے

اب انساں کو انساں کا عرفان ہو گا
یقیں ہو گیا ، اعتبار آ گیا ہے

بجھے گا نہ جس کا چراغ محبت
وہ پیغمبرؐ ذی وقار آ گیا ہے

زمانے کو اب اپنی منزل مبارک
کہ اک خضر صد رہگزار آ گیا ہے

احسان دانش



میرے آقا　　خلق سراپا

نام محمدؐ　　کتنا پیارا

ورد کرو سب　　صل علیٰ کا

آپؐ کی ہستی　　سب سے اعلیٰ

آپ کا رتبہ　　سب سے بالا

خلق خدا کا　　ملجا و ماویٰ

نور وفا کا　　پھول حیا کا

نیر تاباں　　صدق و صفا کا

ماہ منور　　لطف و عطا کا

پیکر اقدس　　صبر و رضا کا

دیں کا حاصل　　آپؐ کا اسوہ

رحمت عالم　　شافع عقبیٰ

ان کی شفاعت　　دل کا دلاسا

روشن روشن　　آپؐ کا چہرہ

ایسے، جیسے　　نور کا ہالہ

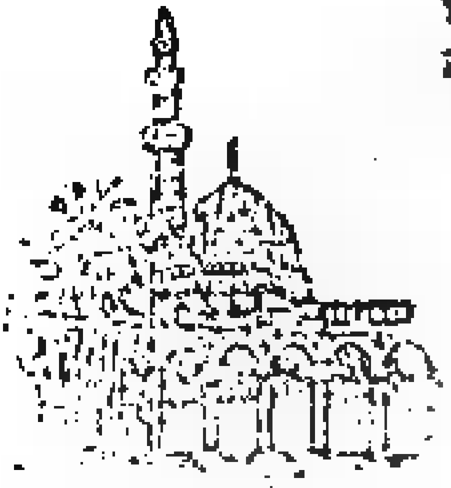
رنگ و نسل کا　　بت توڑا تھا

خلق خدا کا　　دل جوڑا تھا

میں ہوں ان کا　　والہ و شیدا

شعر بہانہ
ان کی ثنا کا

خواجہ عبدالمنان راز



حق نے ہر سو مصطفیٰؐ کا بول بالا کر دیا
عہد جو روز ازل باندھا تھا ، پورا کر دیا

تشنۂ تکمیل چھوڑا تھا جسے اسلاف نے
تو نے اے فخر رسلؐ ! وہ کام پورا کر دیا

پرچم توحید لہرا کر فضائے دہر میں
کفر کی دنیا میں اک کہرام برپا کر دیا

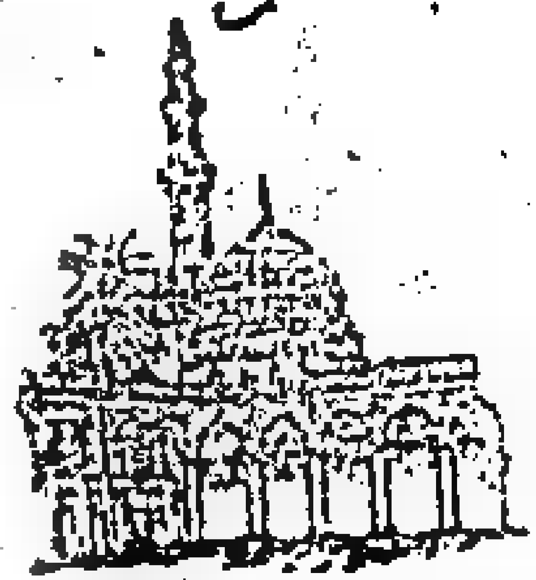
بے کسوں کو دی اماں اہل ستم کے ظلم سے
غاصبوں کو خوف عقبیٰ سے شناسا کر دیا

امتیاز خادم و آقا مٹا کر بے دریغ
فطرت انساں کی لغزش کا ازالہ کر دیا

پیکر مذہب میں تو نے پھونک دی روح جہاد
ساحل خاموش کو پر شور دریا کر دیا

کٹ مرے جب تیرے دیوانے تری ناموس پر
فخر نے سر ملت بیضا کا اونچا کر دیا

محمدؐ کبیر خاں رسا



مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

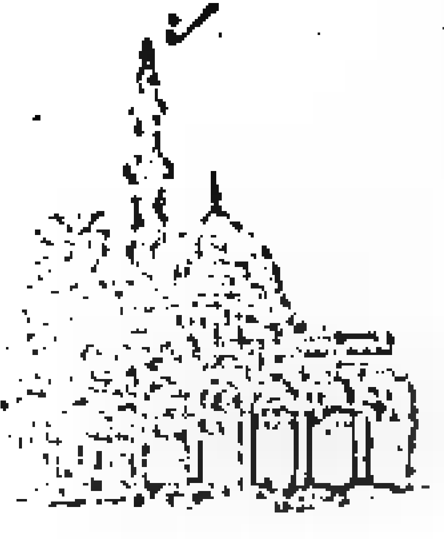
جس طرف اُٹھ گئی، دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن، جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

مولانا احمد رضا خان بریلوی



سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ

سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبیؐ

دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں

شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات

ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل

ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے، ویسے ہی

ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

ملک کونین میں انبیا تاجدار

تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

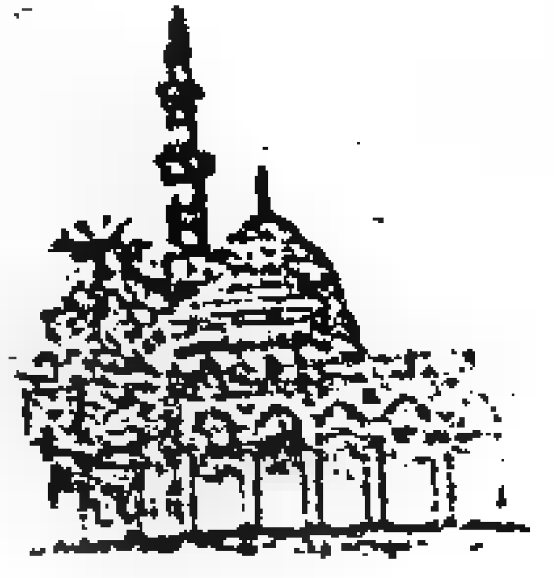
لامکاں تک اجالا ہے جس کا، وہ ہے

ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے

بیکسوں کا سہارا ہمارا نبیؐ

مولانا احمد رضاؔ خاں بریلوی



موجب تخلیق عالم کون ہے؟

وہ کہ جس کا نور ہے نور خدا
سید عالم محمدؐ مصطفیٰ
اول مخلوق ، ختم الانبیا
جس نے اک عالم کو زندہ کر دیا

موجب تخلیق عالم ہے وہی

افتخار نسل آدم کون ہے؟

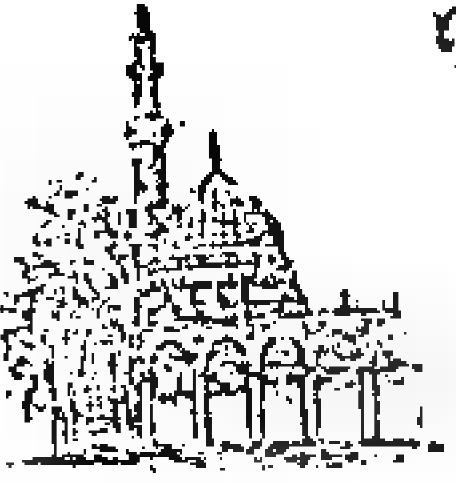
کفر کا گھر جس نے ویراں کر دیا
بت کدے کو بیت یزداں کر دیا
خلق کی مشکل کو آساں کر دیا
آدمی کو جس نے انساں کر دیا

افتخار نسل آدم ہے وہی

قائد اقوام عالم کون ہے؟

جس کو صرف انسانیت سے پیار تھا
جو ہر اک مخلوق کا غم خوار تھا
قید رنگ و نسل سے بیزار تھا
جو اخوت کا علم بردار تھا

قائد اقوام عالم ہے وہی

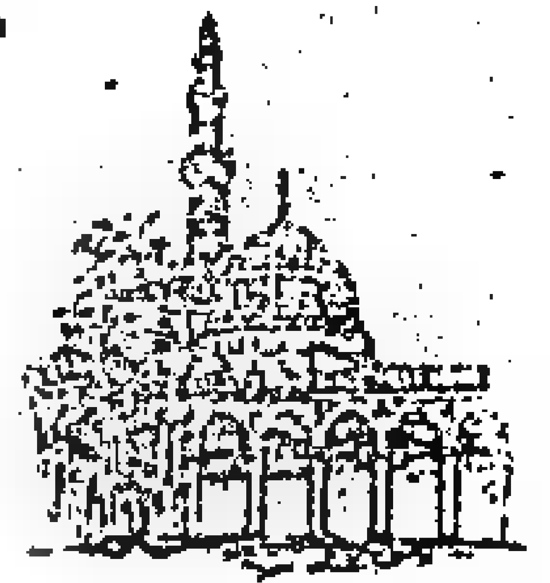


مقصد فطرت کا محرم کون ہے؟

پیش کرکے ایزدی پیغام کو
توڑ ڈالا کفر کے اصنام کو
متحد کرکے تمام اقوام کو
عام جس نے کر دیا اسلام کو

مقصد فطرت کا محرم ہے وہی

رئیس امروہوی



تیرا دعوی ، تیرا مسلک قابلِ صد احترام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے ! سلام

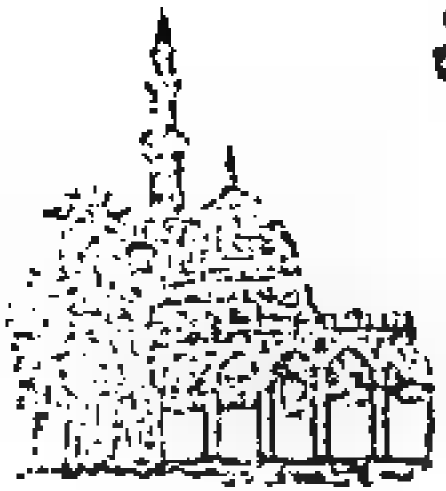
کہکشاں ہے تیرے رہوار مقدس کا غبار
تیرے نقشِ پا ہیں فردوسِ بریں کے لالہ زار
دو جہانوں کے مقدر پر ہے تیرا اختیار
خالقِ کون و مکاں کے روبرو تیرا قیام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے ! سلام

تیرے در پر سرنگوں ہیں آفتاب و ماہتاب
تو نے ختم المرسلینؐ کا حق سے پایا ہے خطاب
فکرِ انساں ہو نہیں سکتی وہاں تک باریاب
طائرِ سدرہؑ کو بھی حاصل نہیں تیرا مقام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے ! سلام

تا ابد روشن رہیں گے تیرے تابندہ اُصول
اے خدا کے ماننے والے ! خدائی کے رسولؐ
بے نوا شاعر کے ویرانے میں بھی دو چار پھول
تیرے ہاتھوں میں بہارِ لالہ و گل کا نظام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے سلام

ساغر صدیقی





مچی اک دھوم عالم میں ، محمدؐ مصطفیٰ آئے
ہوا اتمام دیں جن پر ، وہ ختم الانبیا آئے

جہاں کے لوگ تھے سب مبتلائے کفر و گمراہی
انہیں ایماں کا رستہ دکھانے رہنما آئے

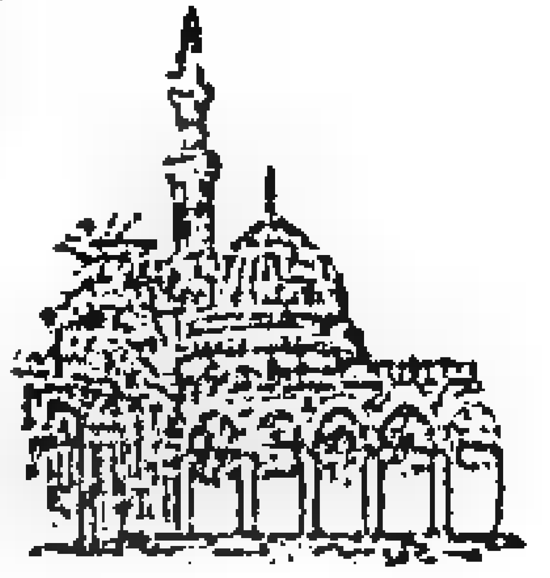
خدا کو چھوڑ کر سب ہوچکے تھے لات و عزیٰ کے
خدا کے نام کی عظمت کو محبوبؐ خدا آئے

نہ دیکھی جائے جس سے ذلت و مظلومیٔ نسواں
وہ لے کے اپنے سینے میں دل درد آشنا آئے

مسلمانو ! زبانی گل کترنے پر نہ اتراؤ
انہی کی زندگی کا تم نمونہ بن کے دکھلاؤ

رسولؐ پاک جب معبود غیراللہ کے دشمن تھے
تو تم بھی توڑ کر بت ، بت شکن دنیا میں کہلاؤ

رسولؐ پاک استقلال کی تصویر روشن تھے
تو تم بھی شور طوفان حوادث سے نہ گھبراؤ

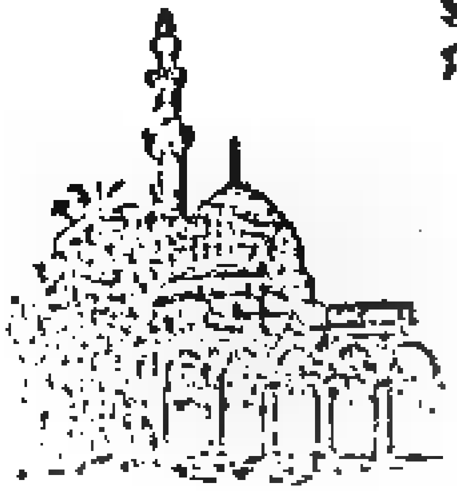


رسولؐ پاک تھے بیباک اظہار صداقت میں
تو تم بھی بات سچی صاف کہہ دینے پہ تل جاؤ

رسولؐ پاک جب حریت نسواں کے حامی تھے
تو تم بھی اس لطیف و محترم فرقے کا غم کھاؤ

محبت کے وہ جذبے از سر نو تیز ہو جائیں
رسولؐ پاک کی الفت سے دل لبریز ہو جائیں

عبدالمجید سالک



احمدؐ مرسل ، فخر دو عالم ، صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر اول ، مرسل خاتم ، صلی اللہ علیہ وسلم

طینت جس کی سب سے مطہر، بعثت جس کی سب سے موخر
خلقت جس کی سب پہ مقدم ، صلی اللہ علیہ وسلم

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی ، دین کی دولت جس نے لٹائی
لہرایا توحید کا پرچم ، صلی اللہ علیہ وسلم

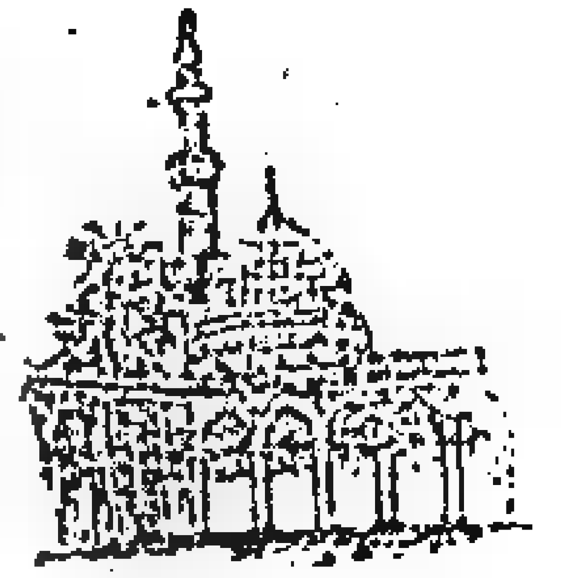
وہم کی ہر زنجیر کو توڑا ، ایک خدا سے رشتہ جوڑا
شرک کی محفل کر دی برہم صلی اللہ علیہ وسلم

ارض و سما میں آیۂ رحمت ، روز جزا میں سایۂ رحمت
اس کے لوائے حمد کا پرچم ، صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اگر مقصود نہ ہوتے ، کون و مکاں موجود نہ ہوتے
اور مسجود نہ ہوتے آدمؑ ، صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے بسائی دل کی بستی ، جس کا ظہور شباب ہستی
نزہت گیتی جس کا مقدم ، صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال سہیل



کافروں نے یہ کیا جنگ احد میں مشہور
کہ پیمبرؐ بھی ہوئے کشتۂ شمشیر دو دم

ہو کے مشہور مدینہ میں جو پہنچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم

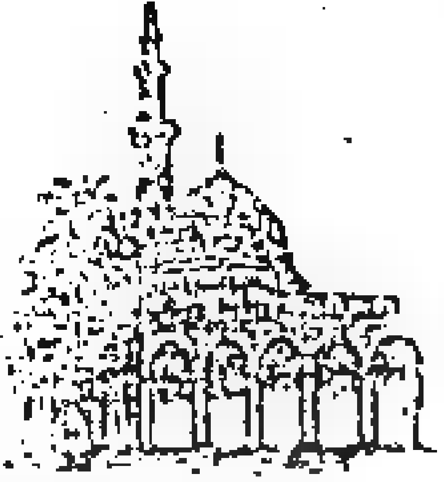
ایک خاتون کہ انصار نکو نام سے تھیں
سخت مضطر تھیں، نہ تھے ہوش و حواس الکے بہم

موقعٔ جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے، کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم

تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیر ستم

سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا، ٹوٹ پڑا کوہ الم

اس عفیفہؓ نے یہ سب سن کے کہا تو یہ کہا
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہ اممؐ؟

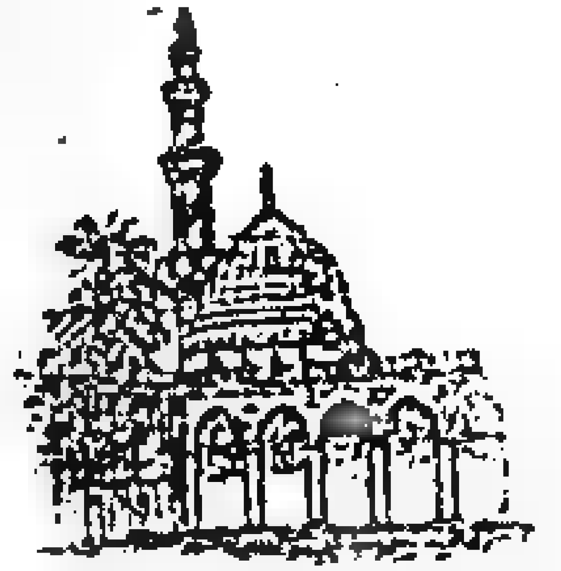


سب نے دی اُس کو بشارت کہ سلامت ہیں حضورؐ
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم

بڑھ کے اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج و الم

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہِ دیںؐ! ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

شبلی نعمانی



مہ و خورشید و انجم تھے ، مگر بے نور تھی دنیا
خدائی جگمگائی جب زمیں پر آدمی آیا

تبسم کی ادا سیکھی ہے کب گلہائے ہستی نے
جب اک انسان کاملؐ لے کے ہونٹوں پر ہنسی آیا

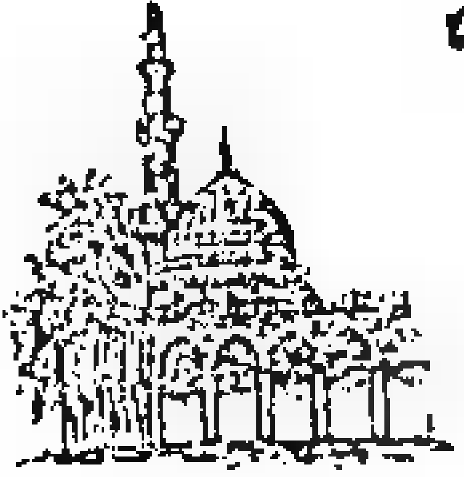
شب ظلمت کے ہنگاموں میں گم تھی نسل انسانی
یکایک طاق کعبہ پر چراغ ہاشمی آیا

فرشتے جان لیں ، انسانیت کا مرتبہ کیا ہے
سکھانے آدم خاکیؑ کو اسرار خودی آیا

دکھانے کے لیے وحدانیت کی شان عالم کو
مٹانے کے لیے دنیا سے رسم آزری آیا

پڑی سوتی رہیں دنیا کی قومیں خواب غفلت میں
وہ جب آیا تو انساں کو شعور زندگی آیا

شفیق جونپوری

حضورؐ آئے اندھیروں میں روشنی لے کر
شبِ سیاہ میں چاند اترا چاندنی لے کر

حضورؐ ملجا و ماویٰ بنے غریبوں کے
جو لوگ آئے تھے دنیا میں بے زری لے کر

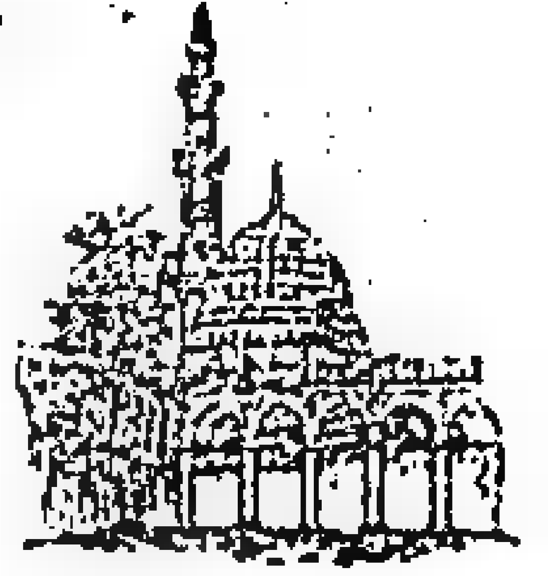
یہ انقلاب کہ آقا بنے جو بندے تھے
حضورؐ آئے غلاموں کی برتری لے کر

عرب کے ذرّے پکارے کہ آفتاب اُترا
حضورؐ آئے وہ فرخندہ اختری لے کر

حضورؐ آئے تو ٹوٹے ہوئے قلوب جڑے
حضورؐ آئے محبت کی چاشنی لے کر

جو فرش و عرش میں تھا فاصلہ، وہ ختم ہوا
حضورؐ آئے وہ اک ربطِ باہمی لے کر

شفیقی عہدی پوری



خشک ہونٹوں پر ترانے آ گئے
شادمانی کے زمانے آ گئے

مژدہ اے اُمت کہ ختم المرسلین
بخت خوابیدہ جگانے آ گئے

نور ایماں بن کے از سر تا بہ پا
کفر کی ظلمت مٹانے آ گئے

جان و دل صدقے ، بہر نقش قدم
دہر کو جنت بنانے آ گئے

بیکسوں کو پوچھتا ہی کون تھا
بیکسوں کے ناز اُٹھانے آ گئے

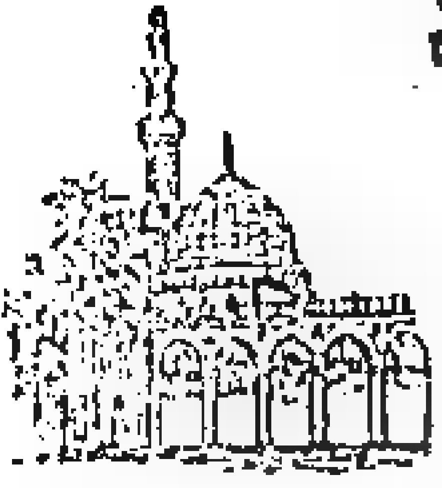
زحمت بے جا و ظلم و جور سے
ناتوانوں کو بچانے آ گئے

اللہ ، اللہ خسرو کون و مکاں
راہرو کے بوجھ اُٹھانے آ گئے

مختلف ارباب رنگ و نسل کو
ایک ہی مرکز پہ لانے آ گئے

دل کی ہر دھڑکن یہ کہتی ہے شکیل
شادمانی کے زمانے آ گئے

شکیل بدایونی

رسالت کے علم لہرا رہے ہیں
حدی خوانوں کے جمگھٹ جا رہے ہیں
فضا میں روشنی پھیلا رہے ہیں

مدینے کے مسافر جا رہے ہیں

ہر اک دکھ کا مداوا آ گیا ہے
زہے ملجا و ماویٰ آ گیا ہے
خوشا قسمت، بلاوا آ گیا ہے

مدینے کے مسافر جا رہے ہیں

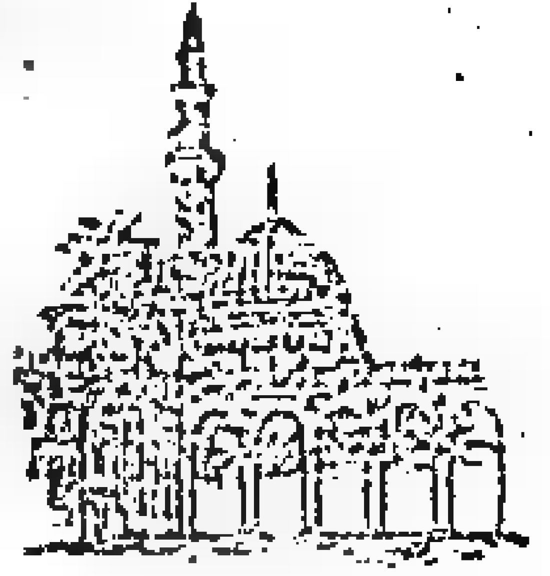
نگاہیں شہر رحمت بار پر ہیں
نبیؐ کے کوچہ و بازار پر ہیں
رسول اللہ کے دربار پر ہیں

مدینے کے مسافر جا رہے ہیں

یہ سارے ولولے اسلام سے ہیں
محمدؐ مصطفیٰ کے نام سے ہیں
خلیل اللہ کے پیغام سے ہیں

مدینے کے مسافر جا رہے ہیں

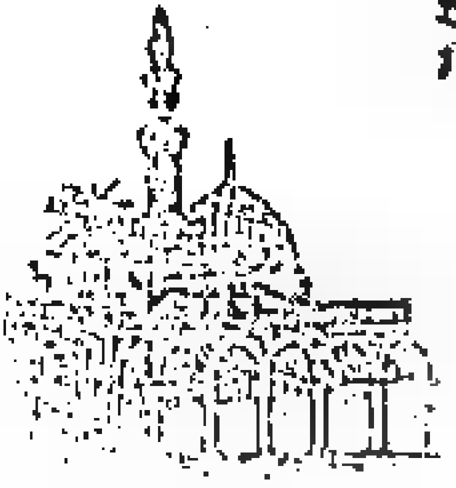




اندھیری رات کٹتی جا رہی ہے
سیاہی ہے کہ چھٹتی جا رہی ہے
مئے توحید بٹتی جا رہی ہے

مدینے کے مسافر جا رہے ہیں

آغا شورش کاشمیری



ہم ہیں تصورات کی جنت لیے ہوئے
آنکھیں ہیں بند جلوۂ رحمت لیے ہوئے

احساس عطربیز ہے ، عنبر فشاں خیال
بیٹھے ہیں ہم مدینہ کی نکہت لیے ہوئے

اُن کے حضور اس لب خاموش کی قسم
ہر حرف مدعا ہے حکایت لیے ہوئے

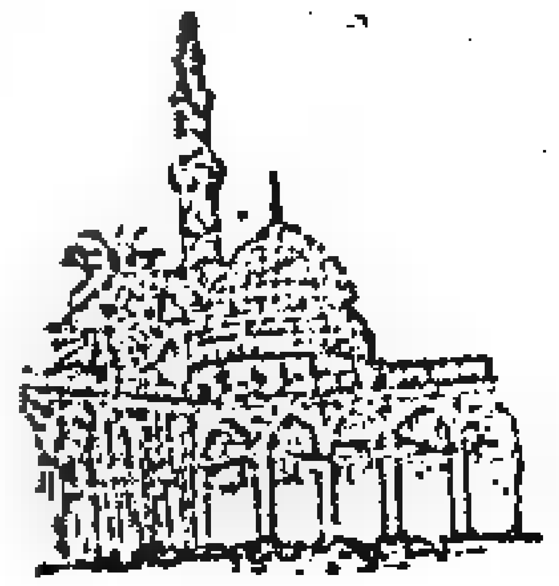
ہے اُن کے روبرو یہ جنون سپردگی
عصیاں کے اعتراف کی جرأت لیے ہوئے

توفیق شرم اور ہمیں ، اے زہے نصیب
کس درجہ سرخرو ہیں خجالت لیے ہوئے

یا رب ! کھلے نہ آنکھ کہ بیٹھے ہوئے ہیں ہم
پیش نظر جمال رسالت لیے ہوئے

جیسا بھی کچھ ہے ، آپؐ کا ہے ، آپ کے سپرد
آیا ہے اپنے آپ کو شوکت لیے ہوئے

شوکت تھانوی



آنکھوں میں نور، دل میں بصیرت ہے آپؐ سے
میں خود تو کچھ نہیں، مری قیمت ہے آپ سے

ہے آپ ہی کے دم سے یہ ایمان کی زمیں
اور دین کی یہ چھت بھی سلامت ہے آپ سے

ہے آپؐ کا کرم یہ مری خواہش ہو
گو خاک ہوں مگر مجھے نسبت ہے آپ سے

یہ آپ ہی کا فیض دلوں کا گداز ہے
ان برف کی تہوں میں حرارت ہے آپ سے

جو بے خبر ہیں، ان کی ہیں آنکھیں بجھی ہوئی
جو جاگتے ہیں، ان کو محبت ہے آپ سے

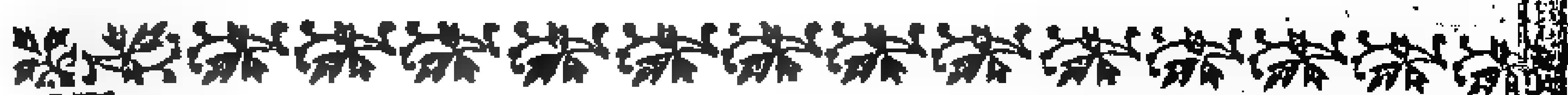
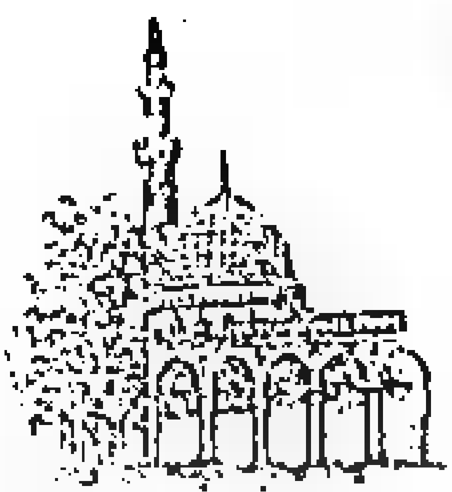
جب آپ نے دکھائیں تو راہیں دکھائی دیں
یعنی دل و نگاہ کی وسعت ہے آپ سے

اس خاک کو کیا ہے ستاروں سے بھی بلند
انسانیت کی شوکت و عظمت ہے آپ سے

اس مہر و مہ سے تیرہ شبی کم نہیں ہوئی
دنیا کو روشنی کی ضرورت ہے آپ سے

تسخیر کائنات مرا منتہا نہیں
مجھ کو تو صرف آپ کی حاجت ہے آپؐ سے

شہزاد احمد

زباں سے اس طرح کچھ نعت شاہ بحر و بر نکلی
کہ خود لینے بلائیں رحمت حق دوڑ کر نکلی

تری وسعت کے اے بحر ولائے مصطفیٰؐ، صدقے
لب دریائے رحمت کشتیٔ دل ڈوب کر نکلی

براق تھے جلو میں حضرت آدمؑ سے تا عیسیٰؑ
سواری نوشۂ معراج کی جب عرش پر نکلی

مہ و خورشید ہوں، اشجار ہوں، یا سنگ پارے ہوں
خدا شاہد، خدائی آپؐ کے زیر اثر نکلی

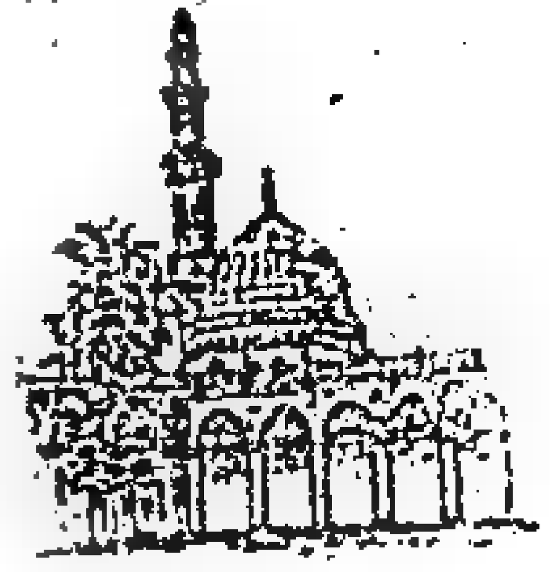
تمہیں بھی جلوۂ رخسار سے تشبیہ ہم دیتے
کہاں تم میں یہ آب و تاب اے شمس و قمر! نکلی

جہاں میں یوں تو آنے کو ہزاروں انبیا آئے
مگر اپنے نبیؐ کی شان سب سے اوج پر نکلی

میں سمجھوں گا مجھے معراج ہستی ہو گئی حاصل
یہ جاں صابرؔ در سرکار اقدس پر اگر نکلی

صابرؔ براری





جس طرح بے حجاب نظر سے نظر ملے
بے پردہ یوں حبیبؐ و محب عرش پر ملے

تھے قبلہ رو، مدینہ کی جانب نگاہ تھی
جو قافلے حرم کے سر رہگزر ملے

باب عطا، بہشت تمنا وہ کیوں نہ ہو
جس در سے بھیک خلق کو شام و سحر ملے

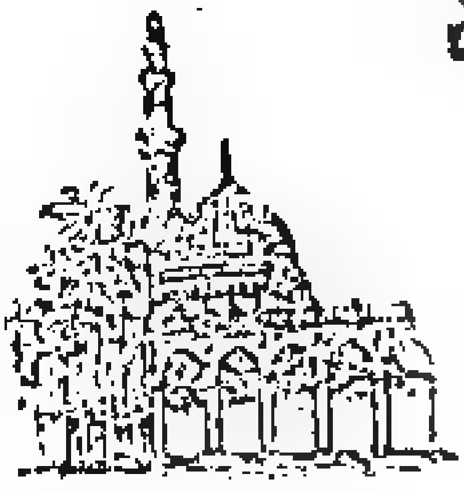
اس جلوہ گاہ ناز کی عظمت ہو کیا بیاں
روح الامینؑ جہاں صفت نامہ بر ملے

دنیا میں، حشر و نشر میں، قبر و بہشت میں
ہر گام، ہر قدم پہ شہؐ بحر و بر ملے

ہاتھوں میں ان کے نام خدا، بول اٹھے حجر
اشجار سر بسجدہ سر رہگزر ملے

ہر دم یہی ضیاؔ کی تمنا ہے، یا رسولؐ!
سوئے مدینہ پھر مجھے اذن سفر ملے

ضیاؔءالقادری



خدائی میں خدا کا ماننے والا نہ تھا کوئی
حقوق الناس کو پہچاننے والا نہ تھا کوئی

کوئی عزت نہ تھی عورت کی ، دنیا کی نگاہوں میں
اسانیت کا غلبہ تھا فقیروں اور شاہوں میں

غلاموں پر بہائم سے بھی بدتر ظلم ڈھاتے تھے
ستم دیکھو کہ خود انسان انسانوں کو کھاتے تھے

غرض میں کیا کہوں،دنیامیں کیسی غیرحالت تھی
اسے اک ہادیٔ اعظمؐ کی شدت سے ضرورت تھی

وہ ، جس کی ذات ہو ساری خدائی کے لیے رحمت
وہ ، جس کی ذات سے پسماندہ پائیں اوج اور رفعت

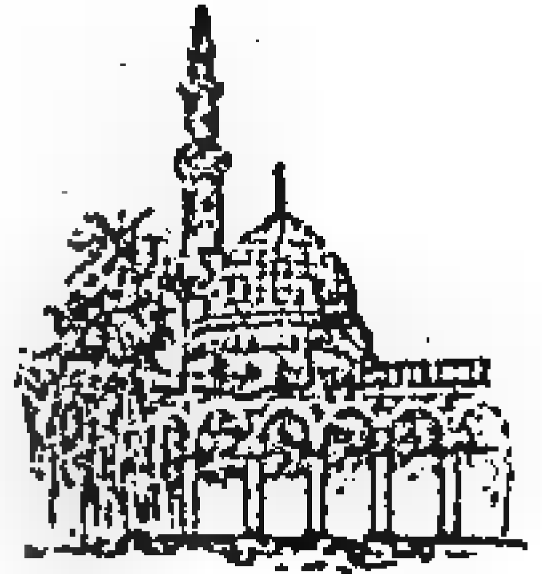
بالآخر رحمت یزدان بر حق جوش میں آئی
جہان مردہ کے قالب میں روح تازہ دوڑائی

خدا کا آخری پیغام لے کر اک بشر آیا
نہال عرش سے پھر ٹوٹ کر تازہ ثمر آیا

وہ جس نے سارے عالم میں ضیائے علم پھیلائی
وہ جس نے خلق کی تفسیر دنیا بھر کو سمجھائی

سلام اس پر ، جو آیا رہبر دنیا و دیں بن کر
سلام اس پر ، جو آیا رحمۃللعالمینؐ بن کر

محمد طاہر فاروقی



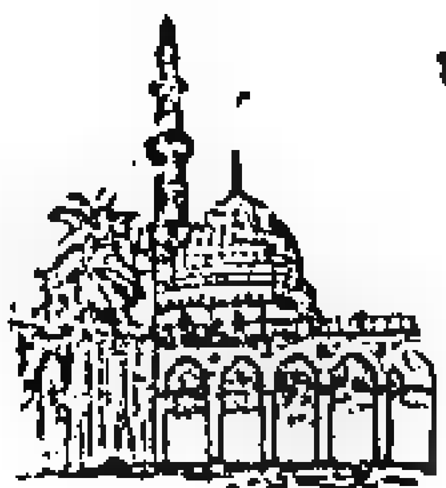
ترے جمال درخشاں کی تیز کرنوں سے
جہان تیرہ و تاریک کانپ کانپ گیا
وہ ظلم جس نے مکمل عروج پایا تھا
ترے عمل، تری عظمت سے ہانپ ہانپ گیا

وہ تیری جہد مسلسل تھی، جس نے انساں کو
حیات نو کے تقاضوں کی آگہی دے دی
بھٹک رہے تھے اندھیرے میں قافلے والے
ترے ورود نے منزل کی روشنی دے دی

جہان تیرہ نے پھر آج سر اٹھایا ہے
قدم قدم پہ سسکتی ہے روح انسانی
فروغ جبر پہ صیاد مسکراتا ہے
روش روش ہے چمن میں لہو کی ارزانی

ہزار جبر مسلسل ہو، تیرے دیوانے
بقائے جہد مسلسل کا عہد کرتے ہیں
ترے حضور عقیدت سے سرنگوں ہو کر
مثال سحر درخشاں مگر ابھرتے ہیں

احمد ظفر



سبوئے جاں میں چھلکتا ہے کیمیا کی طرح
کوئی شراب نہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی طرح

وہ جس کا جذب تھا بیداریٔ جہاں کا سبب
وہ جس کا عزم تھا دستور ارتقا کی طرح

وہ جس کا سلسلۂ جود ابر گوہر بار
وہ جس کا دست عطا مصدر عطا کی طرح

سواد صبح ازل جس کے راستے کا غبار
طلسم لوح ابد جس کے نقش پا کی طرح

وہ عرش و فرش و زمان و مکاں کا نقش مراد
وہ ابتدا کے مطابق، وہ انتہا کی طرح

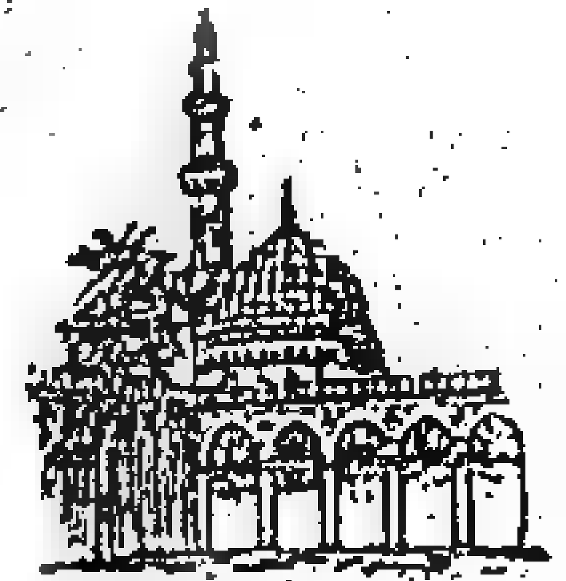
شرف ملا بشریت کو اس کے قدموں سے
یہ مشت خاک بھی تاباں ہوئی سہا کی طرح

اُسی کے حسن سماعت کی تھی کرامت خاص
وہ اک کتاب کہ ہے نسخۂ شفا کی طرح

نہ پوچھ معجزۂ مدحت شہؐ کونین
مرے قلم میں ہے جنبش پر ہما کی طرح

جمال روئے محمدؐ کی تابشوں سے ظفر
دماغ رند ہوا عرش کبریا کی طرح

سراج الدین ظفر



نہ مجال تاب جمال ہی نہ زبان حرف سوال ہی
مری جان ہے ترے نور سے مری روح تیرا خیال ہی

بلغ العلٰی بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

تری شان کیسے کروں بیاں کہ زبان و حرف ہیں بے زبان
یہ کرم کہ تو ہے درون دل یہ شرف کہ تو ہے رہین جان

کہ پہنچ سکے ترے حسن تک نہ گماں ہی ، نہ خیال ہی

حسنت جمیع خصالہ

صلو علیہ و آلہ

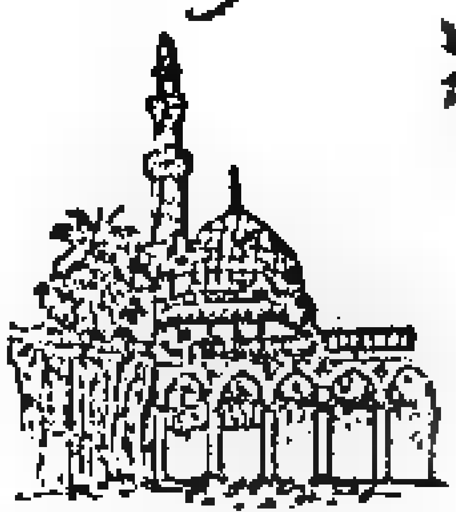
ترا نام احمدؐ مجتبیٰ تری ذات خاتم انبیا
تو جواز روز الست ہے تو رسول و رحمت دوسرا

میں غریب و عاجز و بے نوا ، کہ مرا ہے دست سوال ہی

حسنت جمیع خصالہ

صلو علیہ و آلہ

یوسف ظفر



وہ شمع ، اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوند گئی آفاق کے سینا زاروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں "لولاک لما" کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں ، یہ نور نہ ہو سیاروں میں

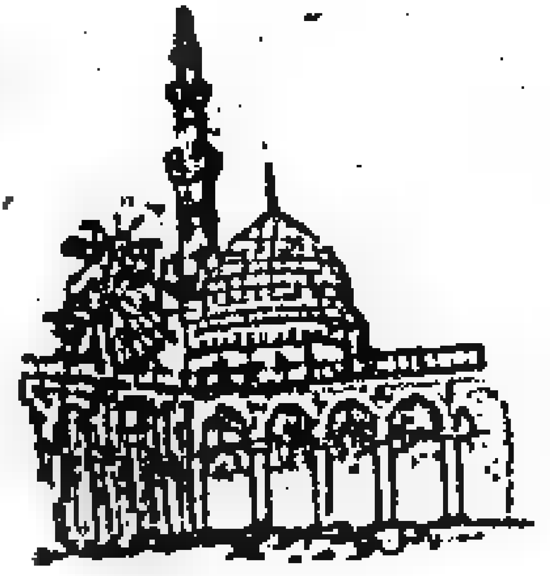
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والےؐ نے بتلا دیا چند اشاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان ، جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سپاروں میں

ہم حق کے علمبرداروں کا ہے اب بھی نرالا ٹھاٹ وہی
بادل کی گرج تکبیروں میں ، بجلی کی تڑپ تلواروں میں

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ، بوبکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یاران نبیؐ ، کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

ظفر علی خاں



اے نبیؐ محترم، اے سرور دنیا و دیں
اے شفیع المذنبیں، اے رحمۃللعالمیںؐ!

اے کہ تیری ذات اقدس چشمۂ عفو و عطا
اے وجود پاک، تو ہے منبع جود و سخا

دو جہاں کی عظمتیں ہیں تیرے قدموں پر نثار
نوع انساں کو نہیں تیرے سوا حاصل قرار

دہر نے پائی حیات نو ترے اکرام سے
روح کو تسکین ہو جاتی ہے تیرے نام سے

تیرے ذکر خیر سے آباد ہیں ارض و سما
تو نہ ہو راضی تو پھر راضی نہیں ہوتا خدا

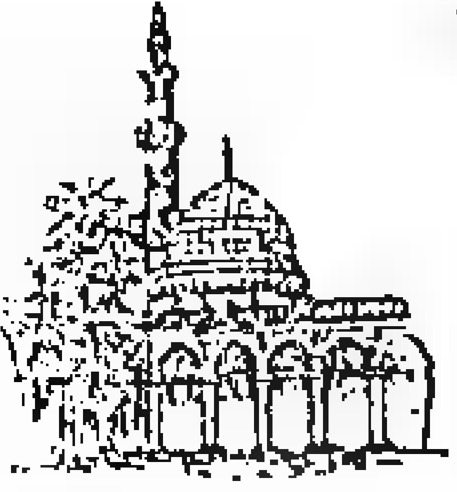
آ کہ پھر ہم پر جہاں میں کفر کی یلغار ہے
آ کہ پھر تیرے کرم کی اک نظر درکار ہے

دیکھ، ہر خطے میں بسنے والے اب تیرے غلام
بر سر پیکار ہیں باطل سے، اے خیرالانامؐ!

دیکھ پھر دشمن ہمارے صورت طوفاں اُٹھے
ظاہری جتنے بھی ہیں، یہ لے کے اب ساماں اُٹھے

اب تو ہے تقویٰ ہمیں تائید غیبی پر حضورؐ
ساتھ ہیں گر آپ تو پھر ساتھ ہے رب غفور

ظہیر نیازبیگی



تجھ پہ صدقے ، ترے قربان مدینے والے !
مال و اولاد ، دل و جان ، مدینے والے

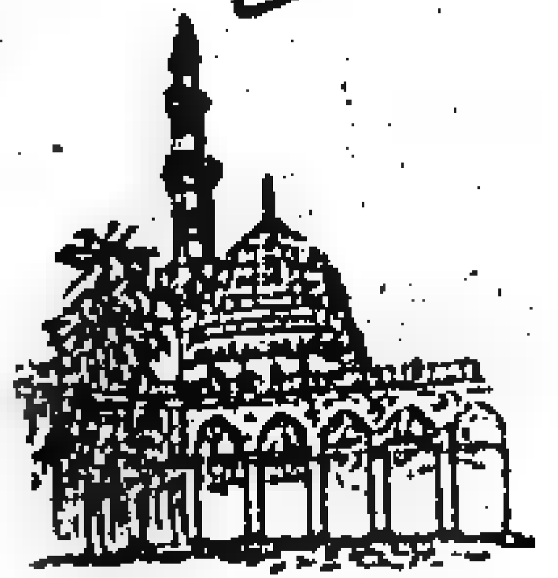
ساری مخلوق پہ حاصل ہے فضیلت تجھ کو
اللہ اللہ تری شان مدینے والے

ہر اذیت پہ ہدایت کی دعا دی تو نے
دشمنوں پر بھی یہ احسان مدینے والے

راز بے تابیٔ دل فاش یہ کر دیتے ہیں
کیا کروں اشک ہیں نادان ، مدینے والے

اپنے اللہ کی محبت میں جو سرشار ہوں میں
یہ بھی ہے تیرا ہی فیضان ، مدینے والے

نصراللہ خاں عزیز



سبز گنبد کی بہاروں میں وہ زیبائی ہے
عرش اعظم بھی مدینے کا تمنائی ہے

تجھ سے پہلے تھا ہر اک سمت خزاں کا عالم
تیرے آنے ہی سے ہر شے پہ بہار آئی ہے

جب ترا ذکر کیا ، نور کا بادل برسا
جب ترا نام لیا ، جان میں جان آئی ہے

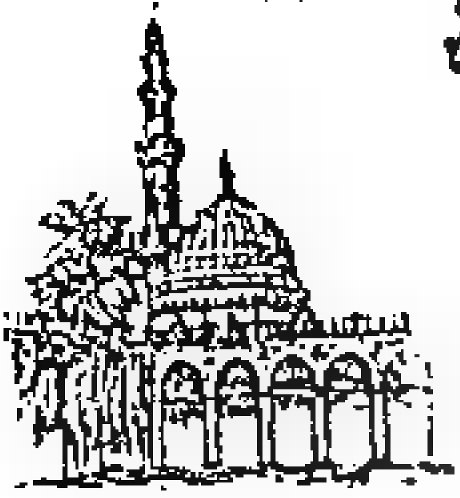
تجھ کو اللہ نے محبوب کہا ، خوب کہا
تری عظمت کی دو عالم نے قسم کھائی ہے

کون ہے ختم رسلؐ ، ہادیؐ کل تیرے سوا
عرش تا فرش ترے نور کی پہنائی ہے

نام یکتا ہے تو پیغام بھی یکتا ہے ترا
ہر بڑی شان میں آقا تری یکتائی ہے

جشن میلاد میں غافلؔ مری نعتیں سن کر
منزل عرش سے جلووں کی برات آئی ہے

غافلؔ کرنالی



اے روح دیں شناس! مدینے سے دل لگا
رہ مصطفیؐ کے پاس، مدینے سے دل لگا

جنت میں بھی سنا ہے کہیں تو نے رنج و غم
رہتا ہے کیوں اداس، مدینے سے دل لگا

دنیا سے دل لگا کے پریشان نہ کر تو دل
رکھ دل کو اپنے پاس، مدینے سے دل لگا

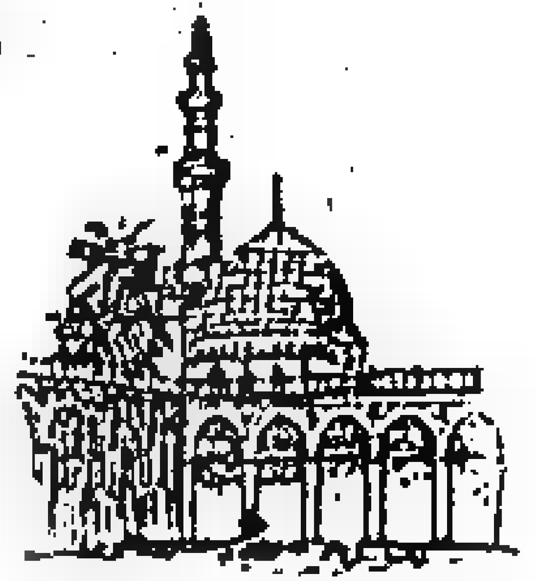
اُمید ہے کہ جائے وہ جنت کو بے خطر
یاں جس کا بے ہراس مدینے سے دل لگا

خاک شفا وہ خاک ہے، آب بقا وہ آب
اُنس قوت حواس مدینے سے دل لگا

یا رب کبھی نہ ہو مری دنیا سے دل لگی
بس ہے یہ التماس، مدینے سے دل لگا

گر تجھ کو آرزو ہے کہ جنت میں گھر بنے
اے نفس نا سپاس! مدینے سے دل لگا

محمد حسین فقیر



بہارِ گلشنِ توحید ، انوارِ خدا آئے
مبارک ہو ، مبارک ہو ، محمدؐ مصطفیٰ آئے

امام الانبیا آئے ، حبیبِ کبریا آئے
وفا کے پھول برساؤ ، شہؐ خیرالورےٰ آئے

جہاں روشن ، زماں روشن ، مکان و لامکاں روشن
فروغِ برقِ کوہِ طور ، شانِ والضحےٰ آئے

یتیموں کے ، غریبوں کے ، ضعیفوں کے ، غلاموں کے
انیس و غمگسار و مونس و مشکل کشا آئے

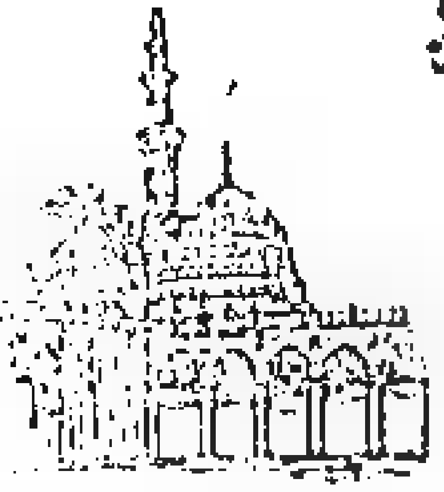
نکھارا آپؐ کے حسنِ نظر نے آدمیت کو
جہاں کے راہنما آئے ، امام و پیشوا آئے

فضائیں ہو گئیں معمور تکبیروں کی عظمت سے
سراپا رحمۃللعالمینؐ ، حسنِ عطا آئے

وہ خلقِ مصطفیٰ ، صل علیٰ ، صل علیٰ کہیے
امین و صادق و پیغمبرِ صدق و صفا آئے

تڑپتا ہوں میں اے فیروز یثرب کی زیارت کو
کسی دن کام میرا جذبۂ جوشِ وفا آئے

ایم ، فیروز الدین فیروز



اے چراغ بزم ایماں اے نشان رہبری!
تیرے کوچے میں ملا آ کر سراغ زندگی

تجھ سے پہلے دل تو تھے، ہنگامہ محفل نہ تھا
زندگی کو تو نے بخشا سوز و ساز زندگی

تو نے سمجھایا مقام آرزو، رمز طلب
تیرے سجدوں نے دکھایا ہے کہاں بندگی

ہے وقار آدمیت تیرا آئین وفا
تو نے زندہ کر دیا پھر دل میں احساس خودی

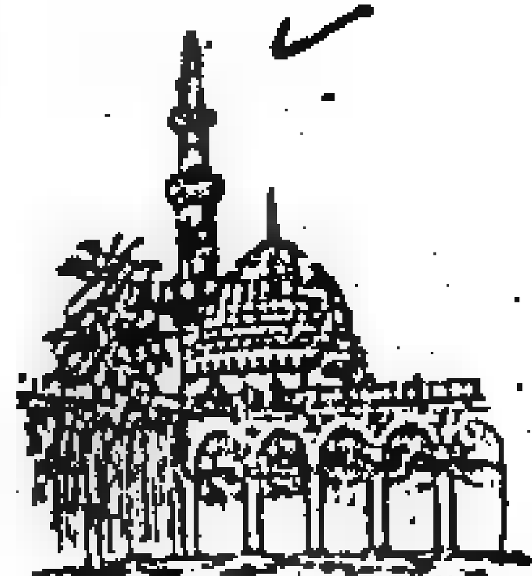
خاک کے ذروں کو تو نے بخش دی ہیں رفعتیں
ہر بلندی آ کے تیرے آستاں پر جھک گئی

سیکڑے عرفانیت کے اب بھی قائم ہیں وہاں
تیرے جلووں کی جہاں چھٹکی ہوئی ہے چاندنی

بے نیاز دولت دنیا ترے در کے فقیر
سر بسجدہ ہے ترے آگے غرور خواجگی

غم کے مارے ڈھونڈتے ہیں تیرے دامن کی پناہ
تیرے میخانے سے ملتی ہے شراب سرخوشی

کلیم عثمانی



قیصر و کسریٰ و خاقان ، رسولؐ عربی
تیرے دربانوں کے دربان - رسولؐ عربی

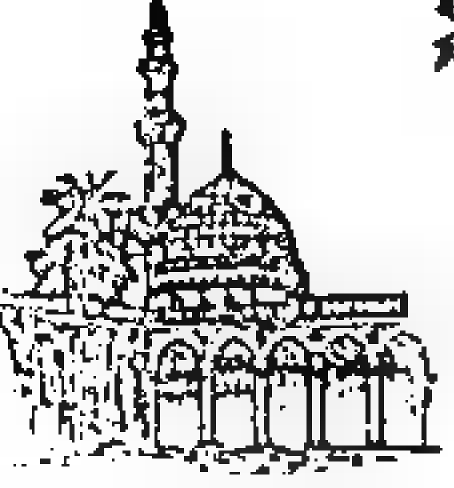
رات سجدے میں گزاری ہے تو دن غزوے میں
اللہ اللہ تری شان ، رسولؐ عربی

گالیاں کھا کے دعاؤں سے نوازا تو نے
تیری رحمت کے میں قربان ، رسولؐ عربی

آدمیت کو توہّم سے چھڑایا تو نے
آدمیت کے دل و جان ، رسولؐ عربی

آج اسلام ہے اپنوں کی نوازش کا شکار
آج مظلوم ہے قرآن رسولؐ عربی

ایک اک کر کے فراموش کیے ہیں ہم نے
حق سے باندھے ہوئے پیمان ، رسولؐ عربی

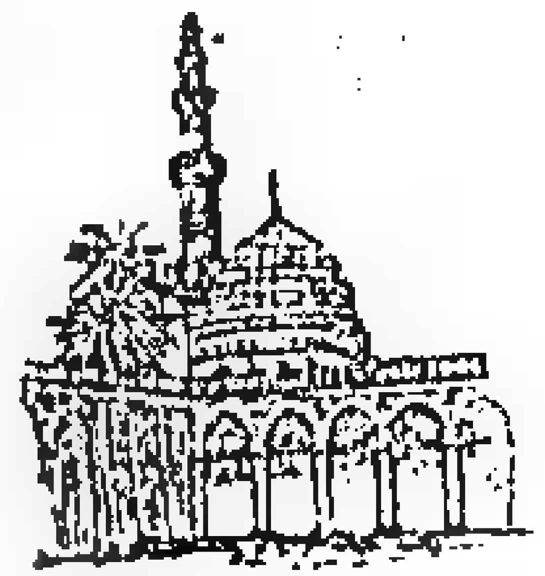


اب غریبوں کو نہیں پوچھنے والا کوئی
اے غریبوں کے نگہبان ، رسولؐ عربی

حق سے تو اس کی ہدایت کی سفارش کر دے
کہ مری قوم ہے نادان ، رسولؐ عربی

سننے والا نہیں کوئی بھی ، مگر گاتا ہوں
نغمۂ کہنۂ فاران ، رسولؐ عربی

کوثر نیازی



نبیؐ دوسرے پیشوا بن کے آئے
محمدؐ مگر مصطفیٰ بن کے آئے

کہیں عرش کے کنگروں کو سنوارا
کبھی شمع غار حرا بن کے آئے

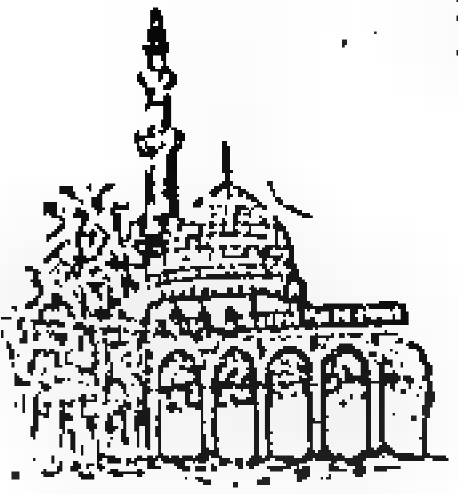
وہ مکہ کی سختی ، وہ طائف کا منظر
محمدؐ خدا کی رضا بن کے آئے

اسیروں کو راز اخوت بتایا
غریبوں کے حاجت روا بن کے آئے

کہیں عفو و رحمت کے جلوے دکھائے
کہیں وہ نبرد آزما بن کے آئے

نجاشی بھی خادم ، ابو ذرؓ بھی خادم
وہ سلطان شاہ و گدا بن کے آئے

کہیں بدر و خندق میں فوجیں لڑائیں
کہیں صلح کا سلسلہ بن کے آئے

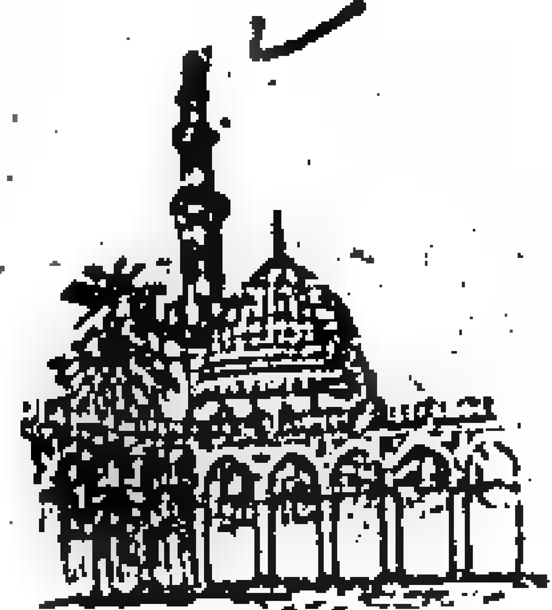


کبھی دشت میں بکریوں کو چرایا
کبھی دہر کے پیشوا بن کے آئے

زمانے کی سوکھی ہوئی کھیتیوں پر
گھٹا بن کے برسے، ہوا بن کے آئے

الٰہی کی محبت ہے ایمان ماہرؔ
جو کونین کا مدعا بن کے آئے

ماہرؔ القادری



سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

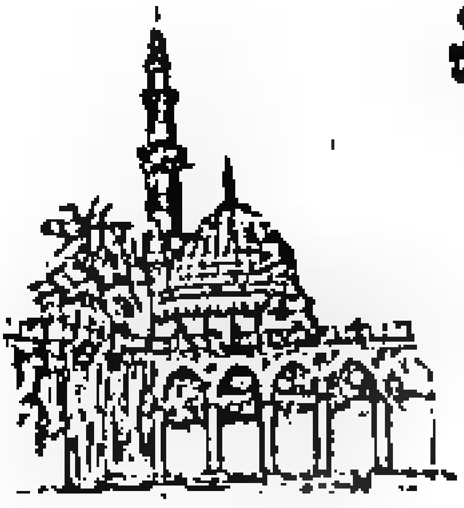
سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی
سلام اس پر، ابوسفیاں کو جس نے اماں دے دی

سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر، ہوا مجروح جو بازار طائف میں

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی، نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر، جو سچائی کی خاطر دکھ اُٹھاتا تھا
سلام اس پر، جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اس پر کہ جس کی سادگی درس بصیرت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیت ہے



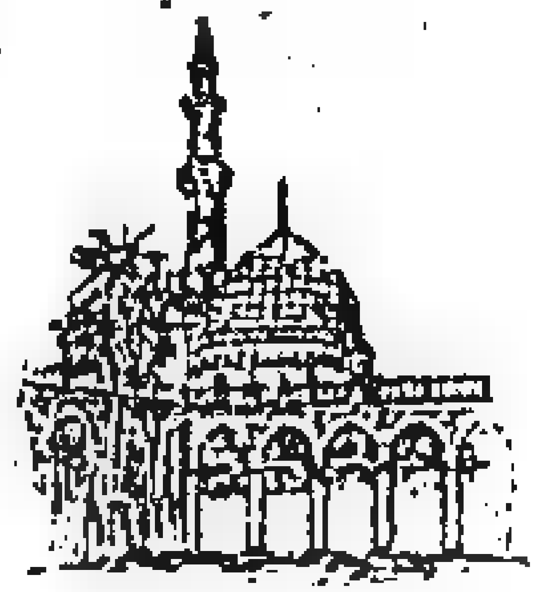
سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر، بروں کو جس نے فرمایا کہ "میرے ہیں"

سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اس پر، بھلا سکتے نہیں جس کا کبھی احساں
سلام اس پر، مسلمانوں کو دی تلوار اور قرآں

سلام اس ذات پر، جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

ماہر القادری



شاہ مدینہ، سرورِ مکہ　　　سب کے آقا، سب کے مولاؐ

لائے جب تشریف جہاں میں　　　کل دنیا میں اُجالا پھیلا

دور ہوئی ظلمت دنیا سے　　　دین مبیں کا سورج چمکا

شرک مٹا نورِ یزداں سے　　　بول ہوا اللہ کا بالا

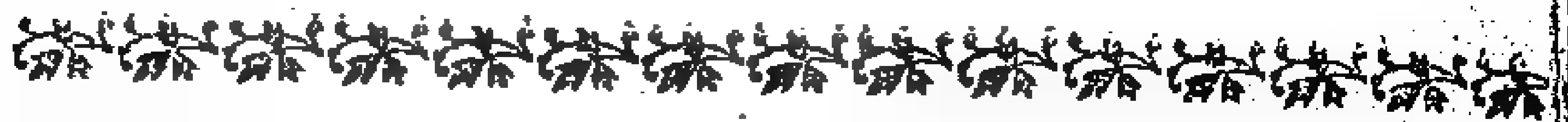
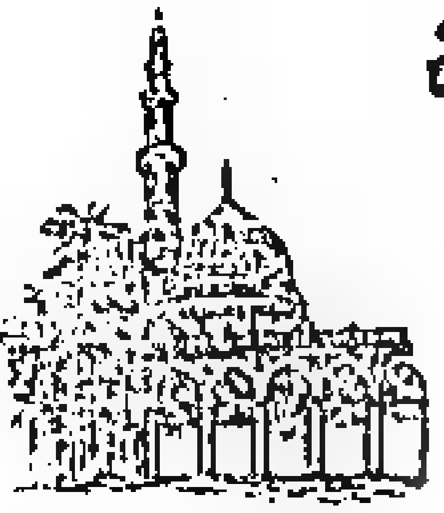
اس کا ٹھکانہ ہے دوزخ میں　　　جو اُن پر ایمان نہ لایا

اللہ اللہ، بندۂ مومن　　　وارث ہے حق کی جنت کا

کاش وہ دن بھی آئے ماہرؔ

میں ہوں اور ہو خاکِ بطحا

حکیم نابینا ماہرؔ دہلوی

تشریف جہاں میں لے آئے سردار دو عالمؐ ، کیا کہنا
یہ صبح سعادت صل علیٰ ، یہ نور کا عالم ، کیا کہنا

تزئین شرافت آپ سے ہے ، انساں کی کرامت آپ سے ہے
قرآن عبارت آپ سے ہے ، اخلاق مکرم کیا کہنا

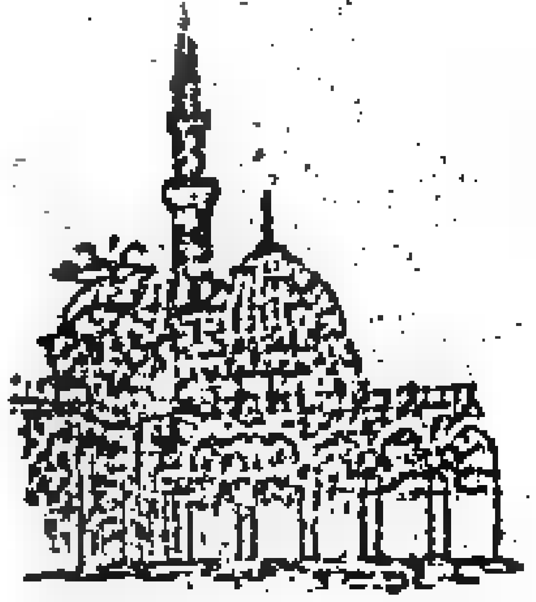
سینوں سے مٹی آپس کی جلن ، پھر تازہ ہوئے الفت کے چلن
صدیوں سے جو بچھڑے پھرتے تھے پھر مل گئے باہم، کیا کہنا

دنیا کو ڈرایا دوزخ سے ، جنت کو بسایا امت سے
فیض آپ کا عالم عالم ہے ، سرکار دو عالمؐ ! کیا کہنا

ہر راز حقیقت سمجھایا ، اللہ کا جلوہ دکھلایا
آفاق کے سر پر لہرایا اسلام کا پرچم ، کیا کہنا

عرفان دیا ، ایقان دیا ، اسلام دیا ، قرآن دیا
جاری ہی رہے گا تا محشر ہر لب پر ، ہر دم کیا کہنا

مائل نقوی



پیدا ہوئے حضرت پیمبرؐ
صبح قدرت کے سعد اکبر

خورشید سپہر دین محمدؐ
نور عین الیقین محمدؐ

پیدا ہوئے قبلۂ طریقت
پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت

سلطان فلک حشم محمدؐ
مہر عرب و عجم محمدؐ

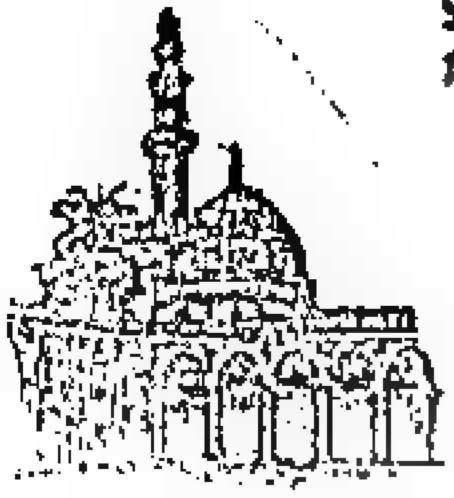
جان و دل مرسلین محمدؐ
روح روح الامین محمدؐ

پیدا ہوئے خاتم النبیین
مہر عرفان و عز و تمکین

اسلام کا آفتاب چمکا
بے پردہ و بے نقاب چمکا

پیدا ہوئے سرور دو عالمؐ
پیدا ہوئے فخر نوحؑ و آدمؑ

محسن کاکوروی




آئین روزگار کی تشکیل ہو چکی
مدت ہوئی کہ دین کی تکمیل ہو چکی
آیات بینات کی تنزیل ہو چکی
دنیا میں بند آمد جبریلؑ ہو چکی

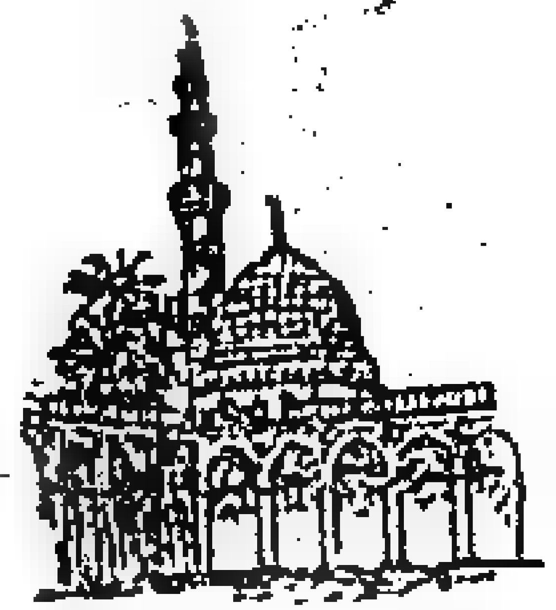
انسانیت کا اسوۂ کامل حضورؐ ہیں
اس کاروان زیست کی منزل حضورؐ ہیں

روشن ہے نقش سید ابرار آج بھی
محفوظ ہے حضورؐ کا کردار آج بھی
سنتے ہیں کان آپ کی گفتار آج بھی
نظروں میں ہے وہ عالم انوار آج بھی

اک اک ادا حضورؐ کی مشہود ہے یہاں
میرا رسولؐ آج بھی موجود ہے یہاں

دیباچۂ نجات ہے سنت رسولؐ کی
سرمایۂ حیات ہے حکمت رسولؐ کی

فرقان خیر و شر ہے نبوت رسولؐ کی
ہر چیز کو محیط ہے سیرت رسولؐ کی



اس سے حیات کا کوئی گوشہ بچا نہیں
دنیا میں اور کوئی رہ ارتقا نہیں

اہل فنا کے واسطے آب بقا ہے یہ
شیرازہ بند عالم عشق و رضا ہے یہ
باطل کی ظلمتوں میں چراغ ہدیٰ ہے یہ
مشکل کسی طرح کی ہو، عقدہ کشا ہے یہ

مغرب کا ہر نظام عمل بے ثبات ہے
سن لو کہ عصر نو کی اسی میں نجات ہے

محشر رسول نگری




کرم بن گئی ہے، عطا ہو گئی ہے
نگاہ نبیؐ آسرا ہو گئی ہے

غم مصطفیٰؐ سے بفضل تعالیٰ
طبیعت مری آشنا ہو گئی ہے

دیار رسول خدا تک پہنچنا
یہ حسرت مرا مدعا ہو گئی ہے

ہوائے چمن سے فضائے جہاں تک
محمدؐ کی مدحت سرا ہو گئی ہے

زمانہ ہمارا ادب کر رہا ہے
نظر آپؐ کی ہم پہ کیا ہو گئی ہے

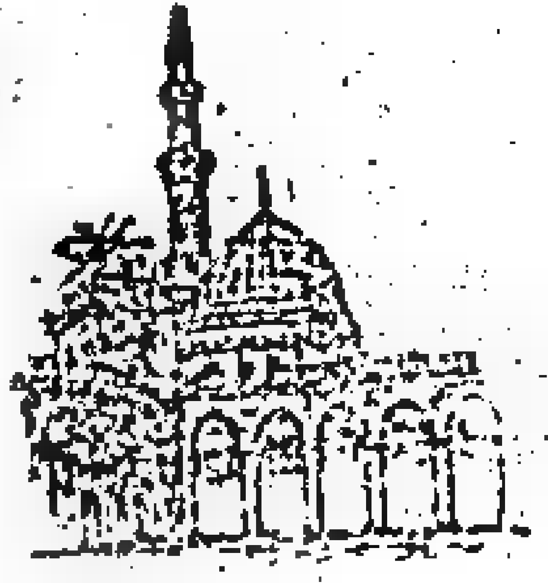
دیار نبیؐ کی گلی کو تو دیکھو
حقیقت کی راہ کا پتا ہو گئی ہے

محمدؐ کو جب بھی کسی نے ستایا
زباں ان کی وقف دعا ہو گئی ہے

مرے مصطفیٰؐ کا جونہی نام آیا
مری روح نغمہ سرا ہو گئی ہے

میں محمود جب نعت پڑھنے لگا ہوں
یہ دنیا مری ہم نوا ہو گئی ہے

راجا رشید احمد محمود



خلق ہونا تھا کہ عظمت پا گیا نام حبیبؐ
سب سے پہلے عرش پر لکھا گیا نام حبیبؐ

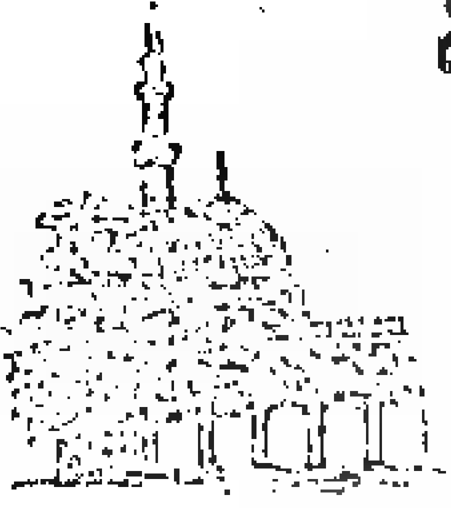
حشر میں ہوتے رہے مجھ پر سوالوں پر سوال
میں بھی ہر ہر بات پر لیتا گیا نام حبیب

اول احمد ، پھر محمدؐ ، پھر محمد مصطفیٰ
جتنا سن بڑھتا گیا ، بڑھتا گیا نام حبیب

قبر میں جانے فرشتے اور کیا کیا پوچھتے
وہ تو یوں کہیے ، مجھے یاد آ گیا نام حبیب

جب کہا مخمور نے ، احمدؐ کے مے خانے کی خیر !
جام وحدت سیکڑوں پلوا گیا نام حبیبؐ

مخمور بھوپالی



لب پہ ہے گفتگو مدینے کی
اے زہے آرزو مدینے کی

نام لے با وضو مدینے کا
بات کر با وضو مدینے کا

میں کہاں نامراد جاؤں گا
دلنوازی ہے خو مدینے کی

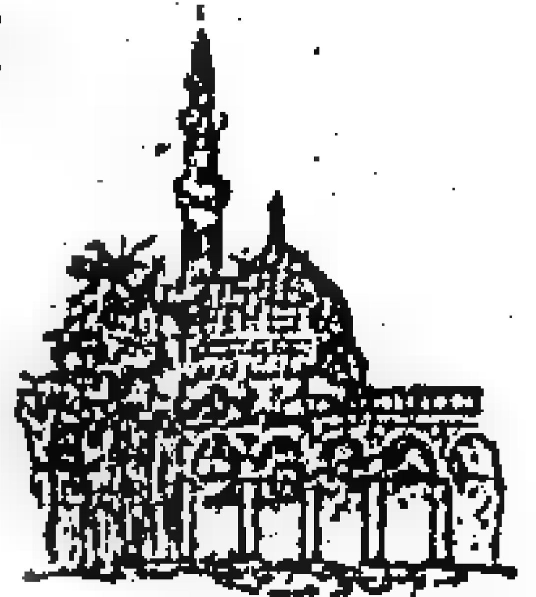
آ کہ تکمیل جذب و شوق کریں
آ، کریں گفتگو مدینے کی

ذکر ہے کو بہ کو مدینے کا
دھوم ہے چار سو مدینے کی

روح کولین کیوں نہ وجد کرے
کیف آگیں ہے بو مدینے کی

تیری مٹی ہے یثربی مظہر
تجھ سے آتی ہے بو مدینے کی

حافظ مظہر الدین



شوق کو سرمدی لذتیں ہیں عطا ، مجھ کو حاصل ہے کیف دوام آجکل
ہے وظیفہ محمد محمدؐ مرا ، حرزِ جاں ہے محمدؐ کا نام آجکل

میرے خواجہ! حوادث کے طوفان میں دے رہا ہے مزا تیرا نام آجکل
دل میں بھی ہے درود و سلام ان دنوں، لب پہ بھی ہے درود و سلام آجکل

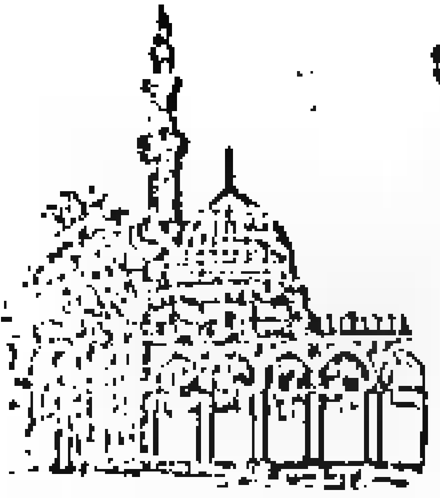
عشق خیرالوریٰ ہے مری زندگی ، عشق خیرالوریٰ ہے امام آجکل
عشق و مستی سے سرشار ہیں جان و دل ، عشق و مستی ہے میرا پیام آجکل

مٹ گئے مرحلے قرب اور بعد کے ، ہے حضوری میں انکا غلام آجکل
جسم گو حجلۂ نور سے دور ہے ، روح کا ہے مدینہ مقام آجکل

میرے ساقی کے فیضان رحمت سے ہے، میکدے میں مجھے اذن عام آجکل
شیشہ لبریز ہے بادۂ نور سے ، یثربی مے سے رنگیں ہے جام آجکل

عشق کے معجزے عقل سمجھے گی کیا؟ معجزانہ ہے سارا نظام آجکل
اُن سے بے صوت ہوتی ہے اب گفتگو، ان سے بے واسطہ ہے کلام آجکل

مظہر الدین




پر نور دل کا جام نہیں ہے تو کچھ نہیں
ساقی کا لب پہ نام نہیں ہے تو کچھ نہیں

فہرست میں جو نام نہیں ہے تو کچھ نہیں
سرکارؐ کا غلام نہیں ہے تو کچھ نہیں

عشاق کی حیات درود و سلام ہے
یہ ورد صبح و شام نہیں ہے تو کچھ نہیں

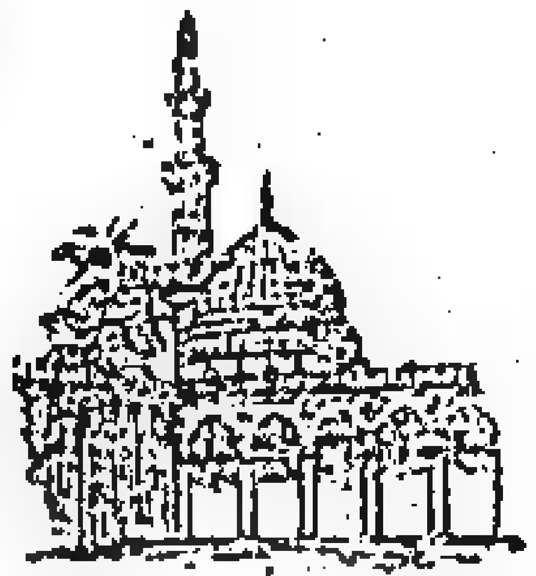
اے مے کشو! اگر مئے حب رسولؐ سے
لبریز دل کا جام نہیں ہے تو کچھ نہیں

نام رسولؐ پاک زباں پر ہزار ہو
دل سے جو احترام نہیں ہے تو کچھ نہیں

حضرت کی بارگاہ ادب کا مقام ہے
لب پر ترے سلام نہیں ہے تو کچھ نہیں

غربت کی شام اور مدینے کا راستہ
تقدیر میں یہ شام نہیں ہے تو کچھ نہیں

ابوالحیات معراج وارثی



زباں پر کیوں نہ پیہم نعرۂ صلِ علیٰ آئے
یہ وہ دن ہے کہ عالم میں محمدؐ مصطفےٰ آئے

امام المرسلیںؐ کی شان میں جلوہ نما ہو کر
نبوت ختم ہے جن پر، وہ ختم الانبیا آئے

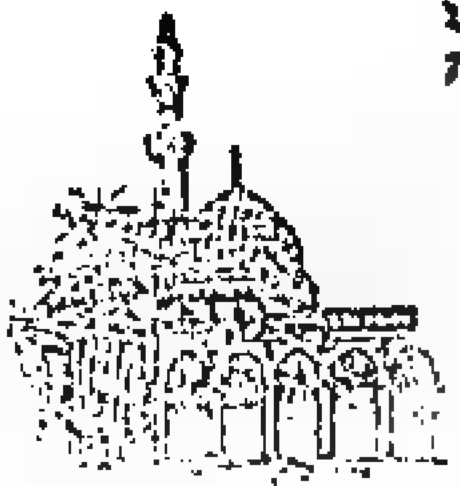
نسیم مہر و الفت آ گئی گلزار ہستی میں
بہار زندگی بن کر حبیب کبریا آئے

بھٹکتا دیکھ کر انسان کو راہ ہدایت سے
بصد لطف و کرمؐ انسانیت کے رہنما آئے

غریبوں، بے نواؤں، بے کسوں کی دستگیری کو
معین نوع انساں، حامیٔ خلق خدا آئے

بہ اوصاف کریمانہ شفیع المذنبیں ہو کر
گنہگاروں کے محسن، شافع روز جزا آئے

منظور حسین منظور



بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی ہے آپؐ نے
بگڑی بشر کی آکے بنائی ہے آپ نے

انسانیت کو جہل کے تاریک دشت میں
ہر ظلم سے نجات دلائی ہے آپ نے

نالاں تھی جس کے ہاتھ سے بزم جہان پست
وہ دشمنی دلوں سے مٹائی ہے آپ نے

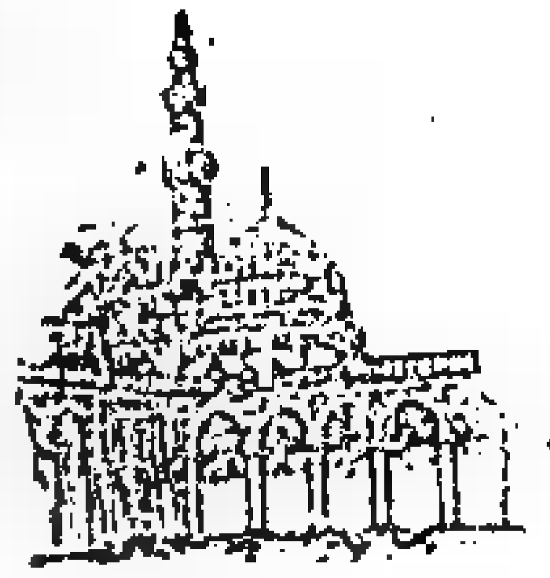
راہ خدا میں حق کی حفاظت کے واسطے
تکلیف ہر طرح کی اٹھائی ہے آپ نے

اخلاق اور علم کے زیور سے بے گماں
ہر محفل حیات سجائی ہے آپ نے

باطل کی کار گاہ ضلالت میں بے خطر
آواز حق جہاں کو سنائی ہے آپ نے

اور اس کے نقش لوح جہاں سے مٹا کے سب
حق کی لگن دلوں میں لگائی ہے آپؐ نے

منظور حسین منظور



پیکر اخلاق تھے پیارے نبیؐ
آپ کو بچوں سے اُلفت تھی بڑی

آپ کی عادت تکلف کی نہ تھی
تھی طبیعت میں نہایت سادگی

ہاتھ سے اپنے حبیبؐ کبریا
لیتے تھے پیوند کپڑوں میں لگا

پیکر عفو و تحمل تھے حضورؐ
ہو کسی کا کتنا ہی بھاری قصور

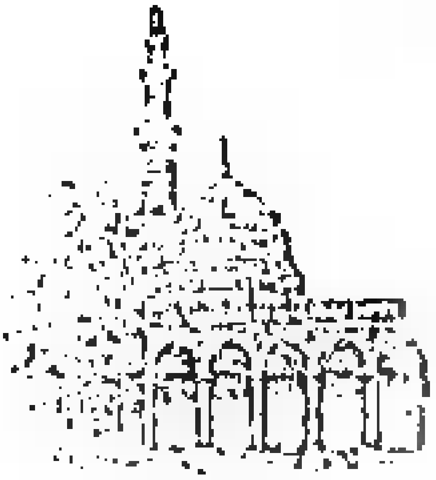
کر دیا کرتے تھے آپ اس کو معاف
آئینہ ساں دل تھا آنحضرتؐ کا صاف

تھے مجسم خلق محبوب خدا
کی نہ دشمن کے بھی حق میں بد دعا

آپ لیتے تھے نہ ذاتی انتقام
دین کا لازم تھا لیکن احترام

دے کے انساں کو اخوت کا سبق
زندگی کا اک لیا اُلٹا ورق



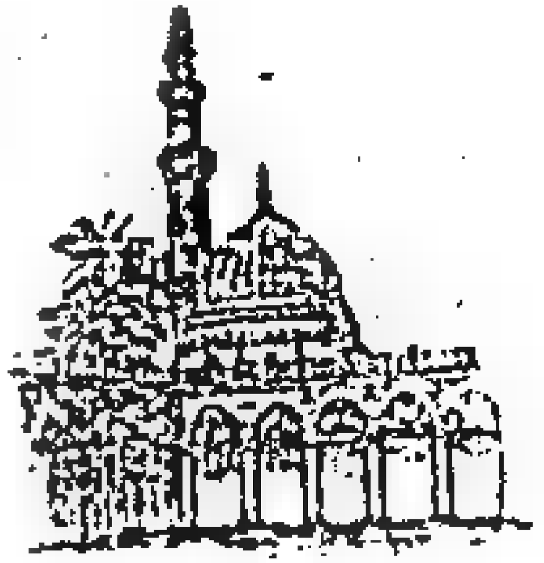


محسن انسانیت کے فیض سے
ہو گئے اخلاق کے گلشن ہرے

کر دیا انسان کا رتبہ بلند
ہو گئے برگشتہ قسمت ارجمند

انبیا میں آپ ہیں عالی مقام
رحمت عالمؐ پہ ہوں لاکھوں سلام

نذیر احمد ناظرؔ



دنیا ہے ایک دشت، تو گلزار آپؐ ہیں
اس تیرگی میں مطلعِ انوار آپؐ ہیں

یہ بھی ہے سچ، کہ آپ کی گفتار ہے جمیل
یہ بھی ہے حق، کہ صاحبِ کردار آپ ہیں

ہو لاکھ آفتابِ قیامت کی دھوپ تیز
میرے لیے تو سایۂ دیوار آپ ہیں

دربارِ شہ میں بھی میں اگر سرکشیدہ ہوں
اس کا ہے یہ سبب، مرا پندار آپ ہیں

مجھ کو کسی سے حاجتِ چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز، کہ غمخوار آپ ہیں

مجھ پر یہ جرمِ غربت و دامن دریدگی
سب لوگ سنگ زن ہیں تو گلبار آپ ہیں

ہے میرے لفظ لفظ میں گر حسن و دلکشی
اس کا یہ راز ہے، مرا معیار آپ ہیں

انسان مال و زر کے جنوں میں ہیں مبتلا
اس حشر میں ندیمؔ کو درکار آپؐ ہیں

احمد ندیمؔ قاسمی




جناب محمدؐ شہِ انبیا تھے
مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے

طلسم عداوت کو حضرتؐ نے توڑا
خلائق میں رشتہ محبت کا جوڑا

یتیموں کے محسن، نگہبان تھے وہ
غریبوں پہ سو دل سے قربان تھے وہ

بچایا ہر انسان کو لغزشوں سے
رہائی جہاں کو ملی شورشوں سے

ہدایت کا دنیا میں پیغام لائے
وہ شمع تجلائے اسلام لائے

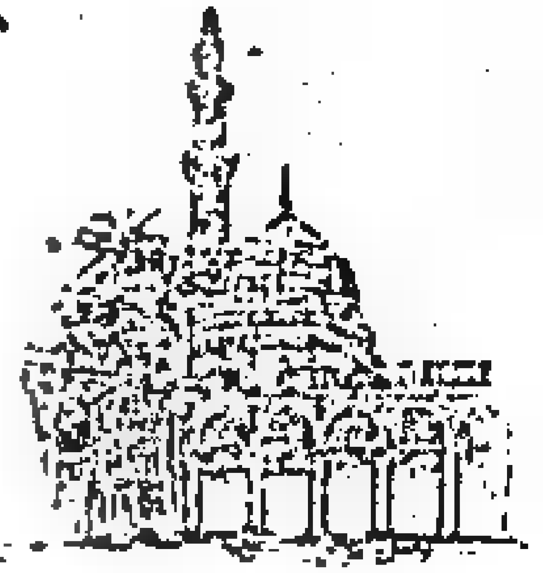
نہ کی رنج و غم کی شکایت کسی سے
نہ رکھی جہاں میں عداوت کسی سے

نہ غصہ، نہ خفگی، نہ نخوت کسی سے
نہ کینہ، نہ رنجش، نہ نفرت کسی سے

میسر یہ قدرت کسی کو کہاں تھی
زبانِ محمدؐ زبانِ خدا تھی

فقط ایک نشترؔ ہی کیا مدح خواں ہے
ثناخوانِ محمدؐ کا سارا جہاں ہے

لالہ سرداری لال نشترؔ



یتیموں کا، بیواؤں کا آسرا ہیں
مصائب کے ماروں کے دل کی صدا ہیں

وہ مشکل کشا ہیں، وہ حاجت روا ہیں
ہمارے نبیؐ خاتم الانبیا ہیں

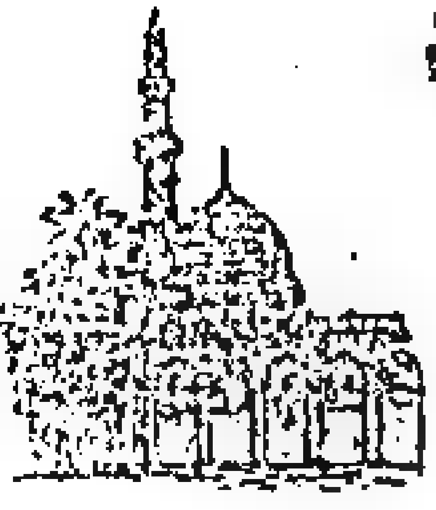
خدا کی پرستش کا پیغام لائے
جہاں کے لیے دین اسلام لائے

زمین آسماں ان کے مدحت سرا ہیں
ہمارے نبیؐ خاتم الانبیا ہیں

دیا علم و حکمت، جہالت مٹائی
کیا دوست دشمن محبت بڑھائی

شرافت کی دنیا کی وہ انتہا ہیں
ہمارے نبیؐ خاتم الانبیا ہیں

غریبوں کو قوت عطا کی انھوں نے
مریضوں کے حق میں دعا کی انھوں نے

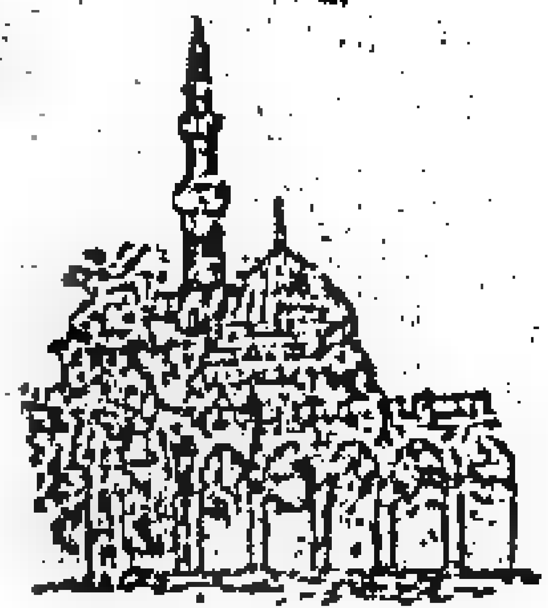


وہ رحمت ہیں ، انساں کے دُکھ کی دوا ہیں
ہمارے نبیؐ خاتم الانبیا ہیں

فساد اور فتنہ مٹا ان کے دم سے
پھلا پھولا امن ان کے نقشِ قدم سے

محبت کی منزل کے وہ رہنما ہیں
ہمارے نبیؐ خاتم الانبیا ہیں

قیوم نظر



دلوں کو رکھی ہے چاہ تیری ، غموں کے گلشن سجا سجا کے
شبوں کو دیکھی ہے راہ تری ، دیے پلک پر جلا جلا کے

اگر نہ ہو تیری رہنمائی ، کبھی نہ ہاتھ آ سکے بھلائی
ہزار آئن دیکھ ڈالے جہان والوں نے آزما کے

تری محبت ، تری اطاعت ، یہی شریعت ، یہی طریقت
جو سنگدل بن سکے نہ تیرے ، نہ وہ بشر کے ، نہ وہ خدا کے

تمام ذروں میں خاک راہ کے ہزاروں عالم مچل رہے ہیں
یہ علم و دانش ، یہ تاج وسطوت، ہیں معجزے تیرے نقش پا کے

خود آگہی کا سبق سکھایا ، مقام انسانیت دلایا
غرور والوں کے سر جھکا کے ، پسے ہوؤں کو اُٹھا اُٹھا کے

دلائی پھر بندگی کی عظمت ، بڑھائی پھر زندگی کی عزت
سجائی کیا محفلِ اخوت شہ و گدا کو گلے ملا کے

خود اپنے گھر میں تھا فقر و فاقہ ، مہینوں ٹھنڈا رہا ہے چولھا
بھری زمانے کی تونے جھولی ، غنا کی دولت لٹا لٹا کے

نعیم صدیقی



تم نے خدا کا سیدھا رستہ ہمیں دکھایا
خلق خدا کی خدمت کرنا ہمیں سکھایا
غیر خدا کا دل سے خوف و خطر مٹایا
جو رہ تھی سب سے اچھی ، اس راہ پر چلایا

ہر وقت بھیجتے ہیں سب خاص و عام لاکھوں
پیارے نبی محمدؐ ! تم پر سلام لاکھوں

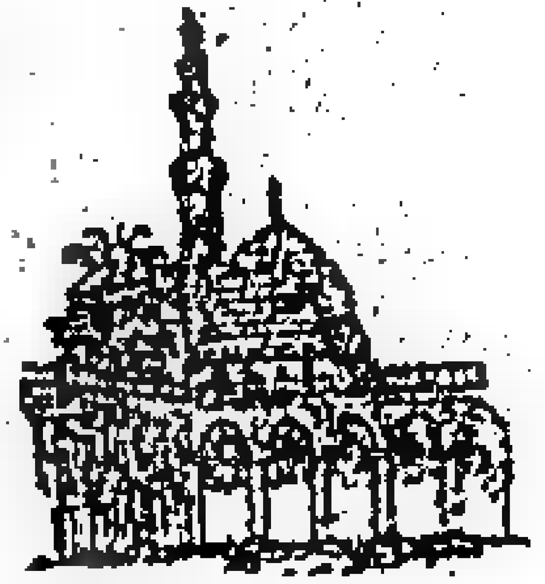
اللہ پر بھروسا ، کچھ فکر اور نہ کچھ غم
علم و ہنر کی خواہش اور اتحاد باہم
حسن عمل کا چسکا ، جود و سخائے پیہم
تم نے غرض سکھائے راز بقائے آدم

ہر وقت بھیجتے ہیں سب خاص و عام لاکھوں
پیارے نبی محمدؐ ! تم پر سلام لاکھوں

ظلمت کا دور دورہ دنیا میں پھر ہوا ہے
ظلم و ستم کی چھائی پھر چار سو گھٹا ہے
انسانیت کا دشمن انسان بن گیا ہے
تم آ کے دور کر دو ، آئی جو یہ بلا ہے

ہر وقت بھیجتے ہیں سب خاص و عام لاکھوں
پیارے نبی محمدؐ ! تم پر سلام لاکھوں

شفیع الدین نیر دہلوی



کس درجہ عقیدت ہے رسولِ عربی سے
نا دیدہ محبت ہے رسولِ عربی سے

ذرات کو ہوتا ہے جو سورج سے تعلق
مجھ کو وہی نسبت ہے رسول عربی سے

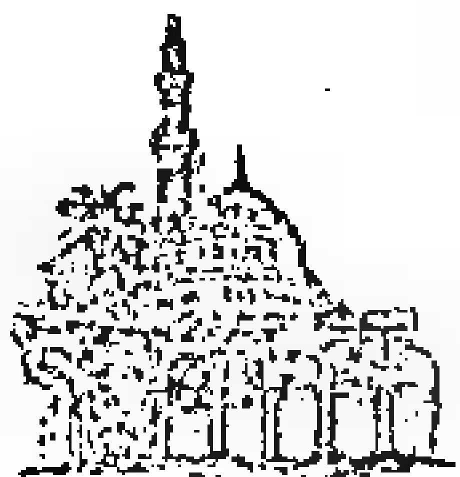
انسان کے نزدیک جو انسان کو لائی
قائم وہ اخوت ہے رسول عربی سے

واللہ کسی اور نبی کو نہیں حاصل
وابستہ جو رحمت ہے رسول عربی سے

اے کاش ، مسلمان کو آ جائے میسر
منسوب جو حکمت ہے رسول عربی سے

ہے دل میں وصی ان کی محبت کا خزانہ
پائی یہی دولت ہے رسولِ عربی سے

وصی سیتاپوری



خواب سے نیند کے ماتے جو جگائے تو نے
پردے کتنے ہی نگاہوں سے اُٹھائے تو نے

زیست بے مقصد و بے مایہ ہوئی جاتی تھی
اس کے سر پر بھی کئی تاج سجائے تو نے

غم دنیا کے اندھیرے کو اُجالے بخشے
راستے منزل عقبیٰ کے دکھائے تو نے

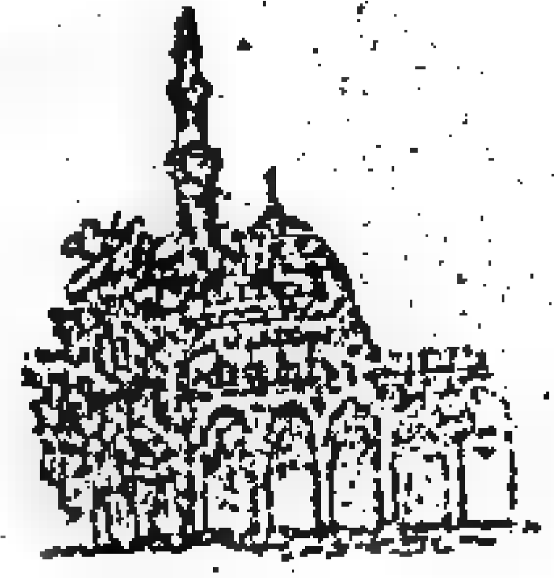
آتش کفر کے شعلوں کی لپک تھی ہر سو
لیکن اس آگ میں بھی پھول کھلائے تو نے

تجھ کو اپنوں نے، پرایوں نے بہت رنج دیے
کر دیے ایک مگر اپنے پرائے تو نے

بوریا تیرے ہی صدقے میں ہوا ہمسر عرش
تاج اور تخت نگاہوں سے گرائے تو نے

تیری کملی ہے کہ دامان محبت ہے کوئی
مجھ سے خاطی اسی دامن میں چھپائے تو نے

وقار انبالوی



بلالیں اگر تاجدار مدینہؐ
تو جی بھر کے دیکھیں بہار مدینہ

لگاؤں میں آنکھوں میں سرمے کی صورت
جو مل جائے گرد و غبار مدینہ

غزال دل اپنا یہ کہتا ہے ہر دم
بنا مجھ کو یا رب شکار مدینہ

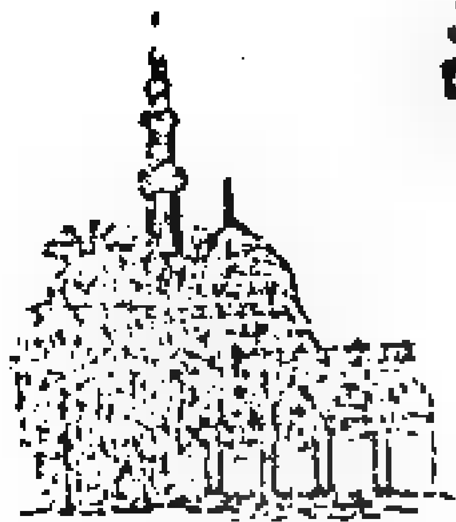
پریشاں بہت ہجر میں ہو رہا ہوں
بلا لیجیے شہر یار مدینہ

کہوں کیا کہ ہے غیرت باغ جنت
دیار مدینہ، دیار مدینہ

نزول اُن پہ ہوتی ہے رحمت خدا کی
جو کہلاتے ہیں خاکسار مدینہ

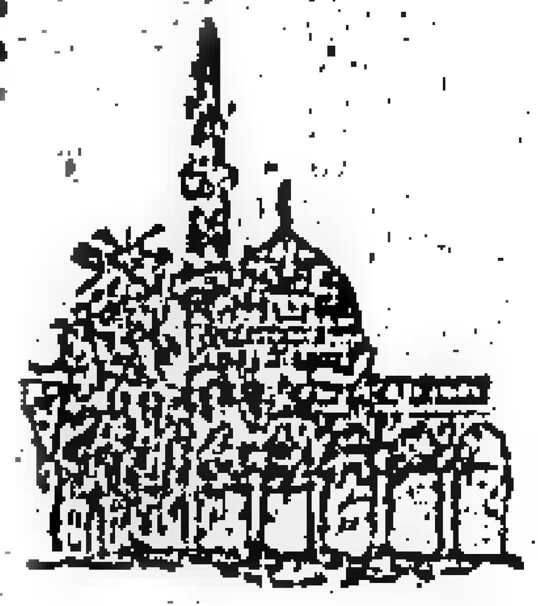
میں ہمسر ہوں سو جان سے قربان اُس پر
جو ہے مصطفیٰؐ تاجدار مدینہ

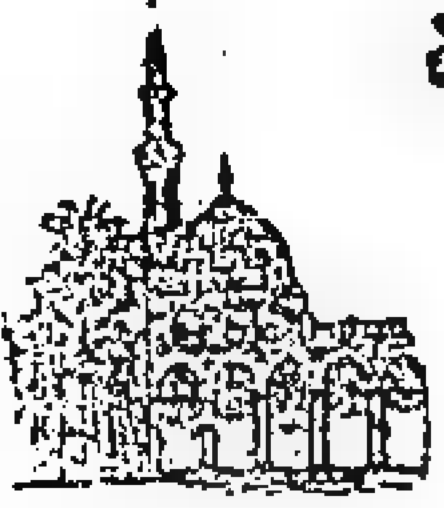
ہمسر لکھنوی



مدحِ رسولؐ

حصہ دوم





نبوت کی گھٹا جس دم سر فاراں پہ لہرائی
اور اٹھ کر کوہ فاراں سے حدود ارض پر چھائی

مساوات و اخوت نے پیام زندگی بخشا
نشاط حق کی بدلی قصر انسانی پہ لہرائی

وہ ساقی ؑ جس کی رحمت نے عطا کی بزم عالم کو
صراحی حوض کوثر کی ، صفا کی بادہ پیمائی

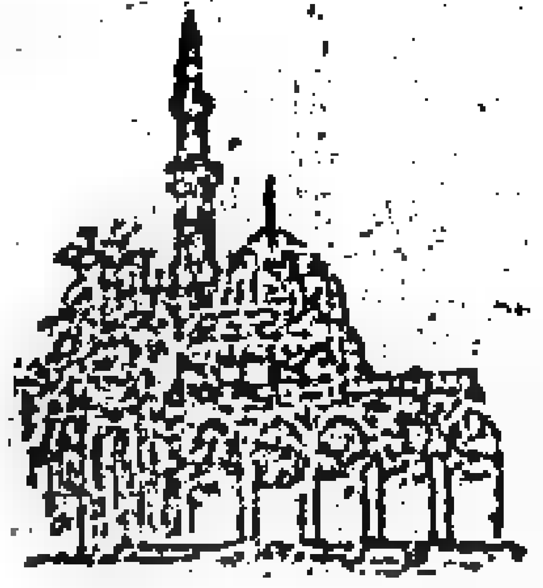
وہی در یتیمی ، جس کی یکتائی پہ شاہد ہے
خدا کی رحمت بے حد کی وحدت اور یکتائی

وہ سردار رسل ، وہ فخر موجودات ؑ پیغمبر
ملائک کر چکے ہیں جس کے در پر ناصیہ سائی

وہی مونس ہے اور دمساز ہے سب بے نواؤں کا
خدا کی رحمتوں کی فوج جس کے ساتھ ساتھ آئی

وہی اک محسن اعظم ہے بے شک نوع انساں کا
جہاں والوں نے جس سے دولت صدق و صفا پائی

اثر زبیری لکھنوی



بہار گلفشاں آئی ، بہار زر نگار آئی
وجودِ مصطفیٰ میں رحمتِ پروردگار آئی

گریزاں ہو گئیں تاریکیاں شب ہائے باطل کی
گھٹیں، گھٹ کر تھمیں طغیانیاں دریائے باطل کی

شبِ وہم و گماں آخر ہوئی ، صبحِ یقیں آئی
تعالیٰ اللہ ، ذاتِ رحمت للعالمیں آئی

ضعیفوں کے لیے رحمت ، غریبوں کے لیے رحمت
غلاموں کے لیے رحمت ، یتیموں کے لیے رحمت

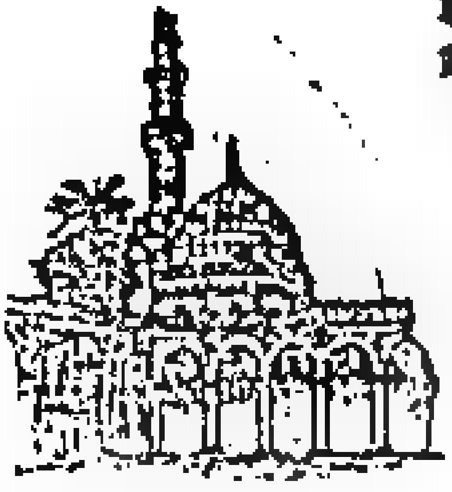
بشر کے واسطے رحمت ، مَلک کے واسطے رحمت
زمیں کے واسطے رحمت ، فلک کے واسطے رحمت

جہاں پر ہو گیا سکہ رواں حق و صداقت کا
شرافت کا ، عدالت کا ، شجاعت کا ، سخاوت کا

بشارت دی مساواتِ بشر کی نوعِ انساں کو
برابر کر دیا اک آن میں درویش و سلطاں کو

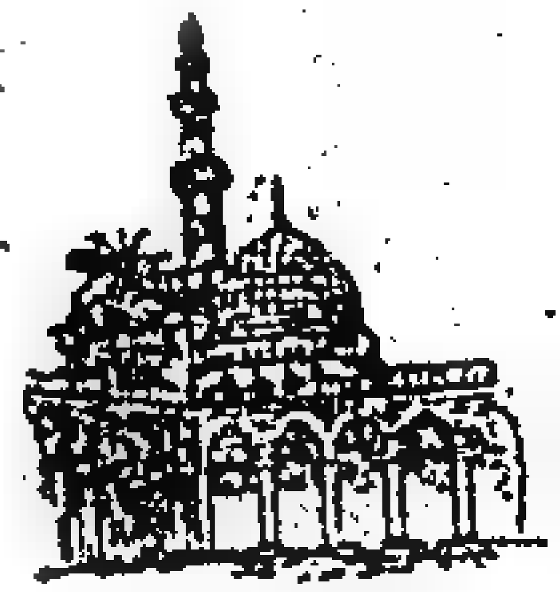
سلام اے رہبرِ کامل ، سلام اے ہادیِ عالمؐ
سلام اے پیکرِ رحمت ، سلام اے محسنِ اعظم

اثر صہبائی



کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں، جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ، موت کو کس نے مسیحا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
"اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا"
کہہ دیا "لا تقنطوا" اخترؔ کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محو تمنا کر دیا

پنڈت ہری چند اخترؔ



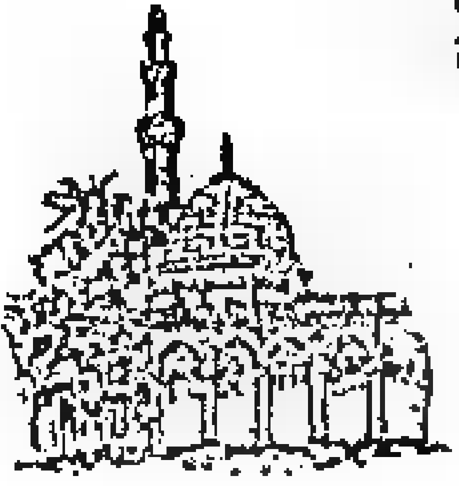
حیات ابن آدم کھو گئی تھی کفر و ظلمت میں
گرے جاتے تھے انساں ہستیٔ قعر ضلالت میں
وجود آدمیت ہو گیا تھا زہر آلودہ
حقیقت ہو گئی تھی مبتلا اِدبار و نکبت میں
نہ تھا کوئی خدا کی ذات کا پہچاننے والا
برابر تھے یہاں انسان اور حیوان جہالت میں

اس عالم میں ہوا وہ رہبر ہر دوسرا پیدا
نئی منزل نظر آئی، نیا عالم ہوا پیدا

وہ آیا بزم گلشن میں چمن کا پاسباں بن کر
وہ آیا بے نواؤں، بیکسوں کا ہم زباں بن کر
وہ آیا عظمت توحید کا سکہ بٹھانے کو
وہ آیا حق پرستوں کا امیر کارواں بن کر
اسی نور خدا کی روشنی ہے دونوں عالم میں
وہ آیا در حقیقت رہنمائے دو جہاں بن کر

یہ فخر دو جہاں دونوں جہانوں کو مبارک ہو
یہ دولت زندگی کے پاسبانوں کو مبارک ہو

ماجد ادیب بریلوی



مطلع فاراں سے چمکا وہ عجب تر آفتاب
دیر تک دیکھا کیا حیرت سے چھپ کر آفتاب

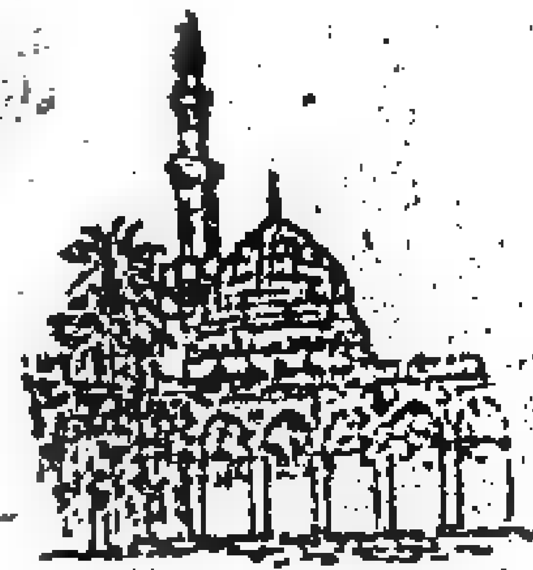
ان کے آگے اور ٹھہریں کفر کی تاریکیاں ؟
وہ ، جو ذروں کو بنا دیں مسکرا کر آفتاب

بن گئی ہیں بزم ہستی جگمگانے کے لیے
عارض احمدؐ کی تنویریں سمٹ کر آفتاب

چاند پھیلاتا ہے یہ نم ناک موجیں نور کی
یا پلٹ آتا ہے ہو کر غرق کوثر آفتاب

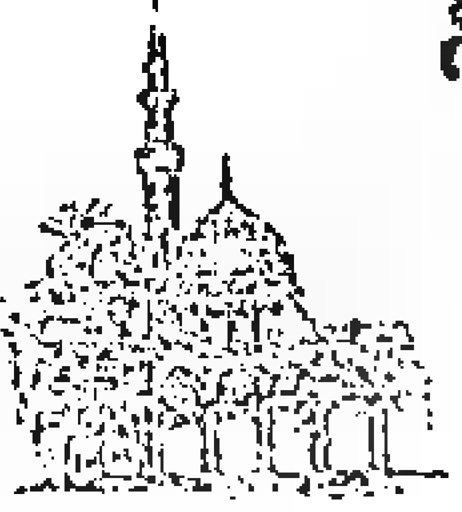
داغ عشق مصطفیٰؐ بس کیوں دکھاتا ہے ادیبؔ
منہ چھپا لے گا ابھی شرمندہ ہو کر آفتاب

ادیبؔ سہارنپوری



سلام اس ذات اقدس پر، سلام اس فخرِ دوراںؐ پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر، جو حامی بن کے آیا غم نصیبوں کا
رہا جو بے کسوں کا آسرا، مشفق غریبوں کا
سلام اس پر جو آیا رحمت للعالمیںؐ بن کر
پیام دوست لے کر، صادق الوعد و امیں بن کر
سلام اس پر کہ جس کے نور سے پرنور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس نے بے زبانوں کو زباں بخشی
سلام اس پر کہ جس نے ناتوانوں کو تواں بخشی
سلام اس پر، جلائی شمع عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لیے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں
بڑے چھوٹے میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی
سلام اس ذات اقدس پر حیات جاودانی کا
سلام آزاد کا، آزاد کی رنگیں بیانی کا

پنڈت جگن ناتھ آزاد



گماں پہ فتح اگر قوت یقیں سے ملی
یقیں کی دولت بیدار ہم کو دیں سے ملی

ہدایت ایسی، جو قائم رہے قیامت تک
خدائے پاک کے پیغام آخریں سے ملی

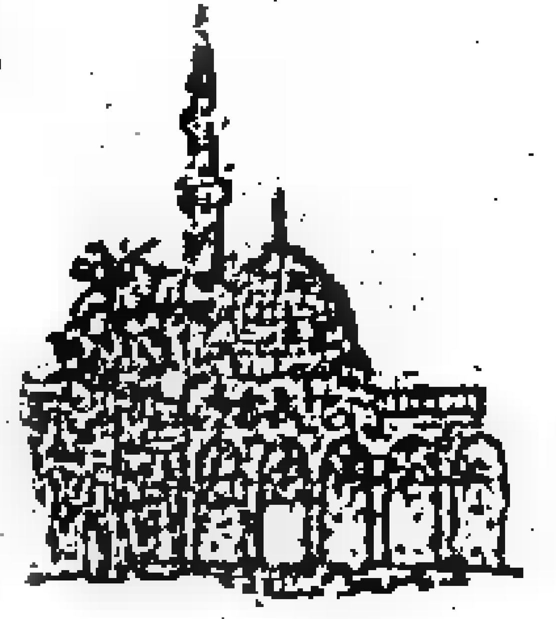
ہوئی رسولؐ سے ملت کو زندگی حاصل
اگرچہ فرد کو جاں جان آفریں سے ملی

نمونہ سب کے لیے ہے نبیؐ کی سیرت میں
کہ جو نظیر بھی ڈھونڈی گئی، یہیں سے ملی

ذرا بھی حشر و جزا و سزا میں شبہ نہیں
کہ یہ خبر ہمیں اک صادق اور امیں سے ملی

خدا کے واسطے جینا بھی اور مرنا بھی
یہ تربیت عجب انداز دلنشیں سے ملی

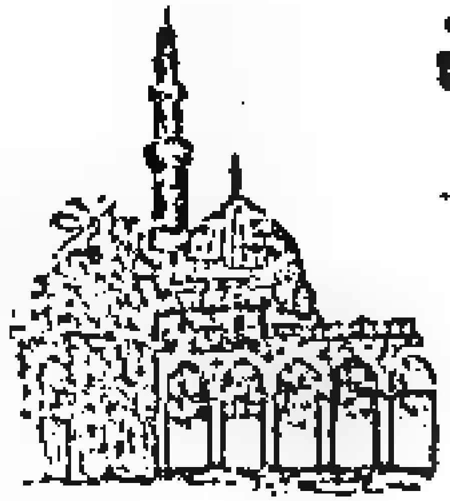
بھلا کسے تھی تمیز حقوق انسانی
یہ مصطفیؐ ہی کے اعلان آخریں سے ملی



عطا ہوا جو نظام، اب کبھی نہ بدلے گا
تسلی اس کی ہمیں ختم مرسلینؐ سے ملی
اسدؔ فیوض در مصطفیٰؐ کا کیا کہنا
بشر کو جو بھی سعادت ملی، یہیں سے ملی

اسدؔ ملتانی





کچھ اور عشق کا حاصل ، نہ عشق کا مقصد
جز ایں کہ لطف خلش ہائے نالۂ بے سود

اگر خموش رہوں میں ، تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا ، تو ترا حسن ہو گیا محدود

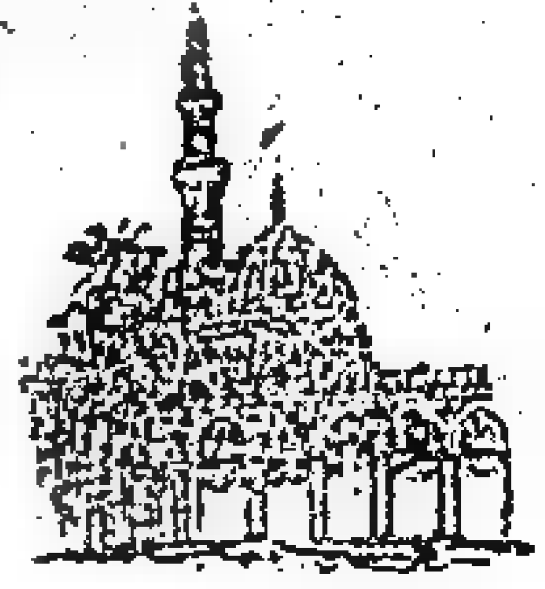
چلوں ، میں جان حزیں کو نثار کر ڈالوں
نہ دیں جو اہل شریعت جبیں کو اذن سجود

وہ سرور دو جہاں ، وہ محمدؐ عربی
بہ روح اعظم پاکش درود لا محدود

ضیائے حسن کا ادنیٰ سا اک کرشمہ ہے
چمک گئی ہے شبستان غیب و بزم شہود

کچھ اس ادا سے مرا اس نے مدعا پوچھا
ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہر مقصود

اصغر گونڈوی



ثبوت اُس سے زیادہ اور کیا ہوتا رسالت کا
کہ تمغہ مل چکا ہے آپ کو مُہر نبوت کا

شفاعت رحمۃ للعالمینؐ کے ساتھ موزوں تھی
سر اقدس پہ آ کر سج گیا سہرا شفاعت کا

بنا ڈالے ید قدرت نے یوں تو سیکڑوں خاکے
مگر اب تک نہ کوئی بن سکا اس شکل و صورت کا

احد کے ساتھ احمدؐ کو نہ ہو کیوں نسبت پنہاں
کہ دونوں ہستیوں میں ایک پردہ ہے محبت کا

چلو وہ بھی غلام سید کون و مکاںؐ نکلی
خطا کاران امت کو بڑا ڈر تھا قیامت کا

شب معراج پہنچے آپ مہمان خدا ہو کر
بلندی پر ستارہ آ گیا تقدیر امت کا

بہار روضۂ والا نظر میں کھب گئی افسر
مری آنکھوں میں نقشہ کھنچ گیا گلزار جنت کا

افسر امروہوی



آسماں آپؐ کی رفتار پہ جاں دیتا ہے
آپ کا دور زمانے کو امان دیتا ہے

آپ کے صبر سے پائی ہے توکل نے بہار
آپ کے فقر ہمیں بخت جواں دیتا ہے

آپ کے عزم فلک صید کا انداز نصیب
دست تدبیر میں سو تیر و کماں دیتا ہے

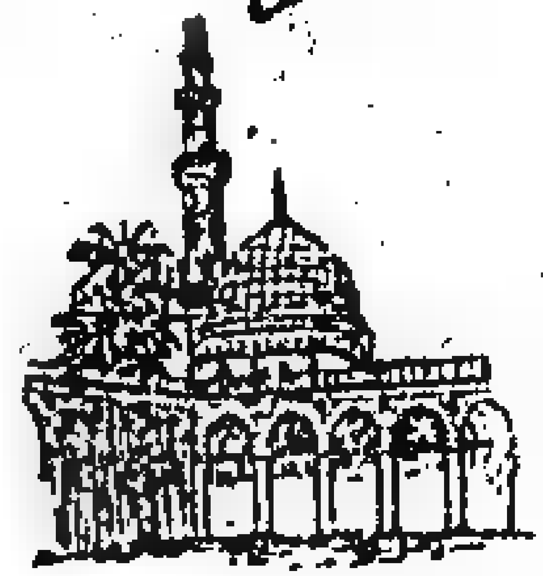
آپ کی عظمت شمشیر کا آغاز و عروج
وقت کو خندق و خیبر کا سماں دیتا ہے

جو بھی گھر بار کرے آپ کے قدموں پہ نثار
صاحب ذات اسے کون و مکاں دیتا ہے

بعد از قتل جفا آپ کا فرزند جلیل رضؓ
درس قرآن سر نوک سناں دیتا ہے

شاہرہ بندگی میں آپ کا اسلوب حیات
عشق کو منزل یزداں کا نشاں دیتا ہے

شیر افضل جعفری



لوح بھی تو ، قلم بھی تو ، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

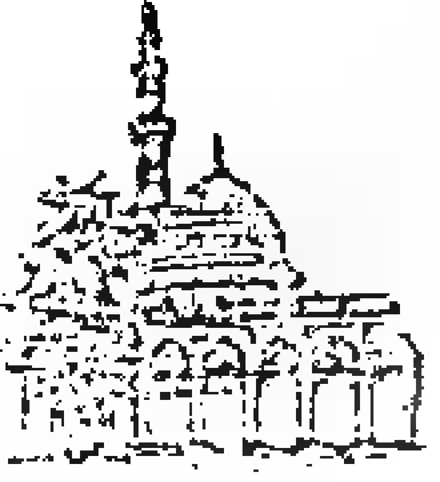
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب ، میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو ، عشق حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوہ بے حجاب سے

علامہ محمد اقبال



اب بھی قرآن سے ظاہر ہے وہ حالت تیری
اے رسولِ عربی ! شان رسالت تیری

آخری کیوں نہ زمانہ ہو ترے آنے کا
خلق عالم کی ہے تکمیل ولادت تیری

دست و پا صاف بد اندیش کے بندھ جاتے تھے
باندھ لیتی تھی نگاہوں میں مروت تیری

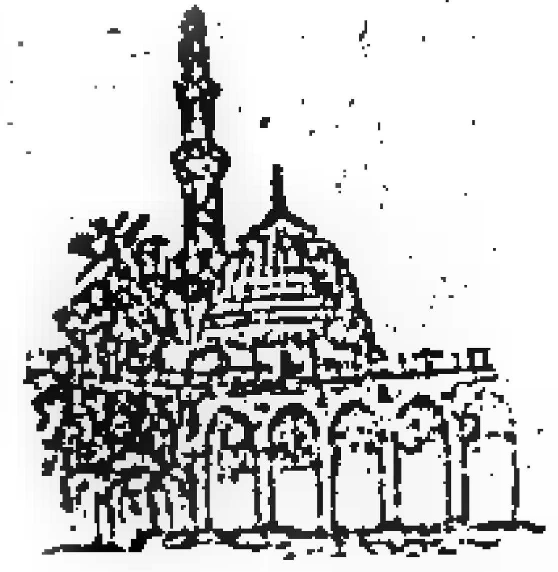
گھاٹ ہے ، گھاٹ ہے توحید کے پیاسوں کے لیے
آب شفاف کا کوثر کہ شریعت تیری

کرتے دیکھیں گی رسولوں کو جو نفسی نفسی
امتیں آئیں گی لینے کو شفاعت تیری

اپنے جسم بشری کا تجھے اقرار رہا
کھل گئی پر شب معراج لطافت تیری

بخشوانے ہیں تجھے حشر میں امت کے گناہ
المعی پر بھی رہے چشم عنایت تیری

المعی حیدر آبادی



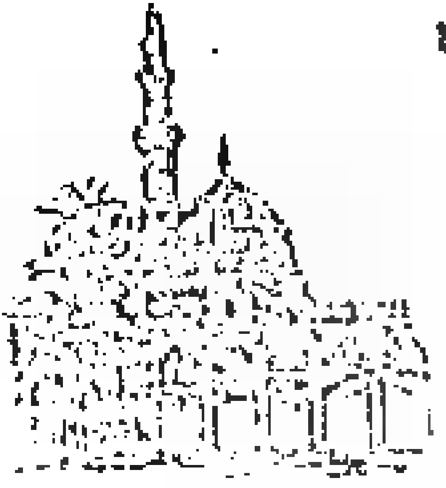
رخ مہر ہے ، قد خطِ شعاعی کی طرح
وہ کلمۂ امت میں ہے راعی کی طرح
اس خاتمِ انبیاؐ کا آخر میں ظہور
ہے مصرعۂ آخر رباعی کی طرح

معبود کی شان عبد میں پاتا ہوں
تنزیہ سے تشبیہ کی سمت آتا ہوں
کلمے میں خدا کے بعد ہے نام نبیؐ
کعبے سے مدینے کی طرف جاتا ہوں

حیرت نہیں ، بے سایہ اگر ذات ہوئی
ٹکڑے کیا چاند ، کیا کرامات ہوئی
دن رات تھا جلوۂ خدا پیشِ نظر
معراج ہوئی تو کیا نئی بات ہوئی

ہیں خاتمِ عشق کا نگینہ آنکھیں
ہیں بحرِ محبت کا سفینہ آنکھیں
ہیں گنبدِ پر نور کی صورت بالکل
کعبہ ہے اگر دل ، تو مدینہ آنکھیں

احمد حسین امجد حیدر آبادی



دل میں ہے خیال رخ نیکوئے محمدؐ
اللہ کے گھر میں ہے بسی بوئے محمدؐ

کیا رنگ تصور ہے کہ ہر سانس سے مل کر
آتی ہے ہوائے چمن کوئے محمدؐ

آ جائے نظر راہ میں گر نقش کف پا
آنکھوں سے چلوں میں طرف کوئے محمدؐ

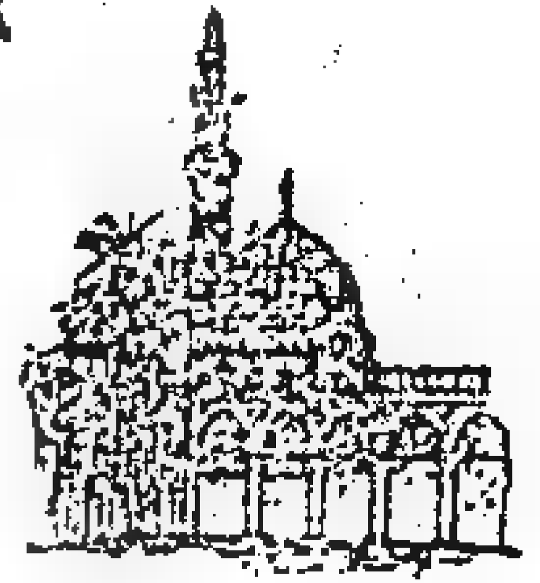
تولا ہے بہت جانچ کے ارباب نظر نے
ہیں شمس و قمر سنگ ترازوئے محمدؐ

لے جائے اجل، جان کی پروا نہیں مجھ کو
ہے تار رگ جاں مجھے ہر موئے محمدؐ

دلبر ہے، دل آرام ہے، دلدار ہے وہ دل
جس دل میں ہے یاد رخ دلجوئے محمدؐ

سینے سے لگاؤں میں امیرؔ، آنکھوں میں رکھوں
ہیں پھول مجھے خار و خس کوئے محمدؐ

امیرؔ مینائی



گھٹا لطف و رحمت کی دنیا پہ چھائی
محمدؐ نے دنیا کی بگڑی بنائی

محمدؐ نے انساں کو انساں بنایا
محمدؐ نے راہ صداقت دکھائی

دیا آپ نے یوں پیام اخوت
کہ انساں ہیں آپس میں سب بھائی بھائی

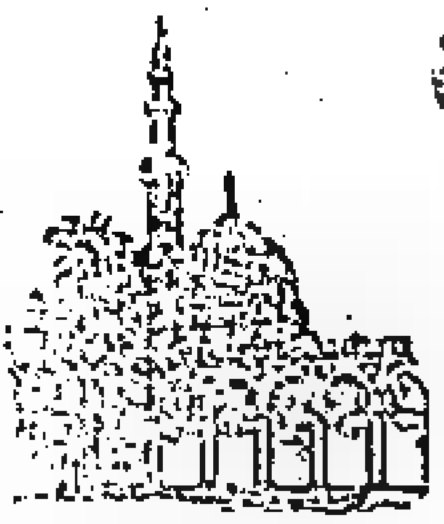
نہیں بادشاہوں کو خاطر میں لاتے
جنھیں مل گئی تیرے در کی گدائی

تری نعت ہے، یہ بھی تیری ثنا ہے
عنادل کی گلشن میں نغمہ سرائی

ترے دم [redacted] قائم گلستاں کی رنگت
ضیا تیرے رخ سے قمر نے ہے پائی

غم دو جہاں بھول جاتا ہے انجمؔ
ہو جس دل میں الفت نبیؐ کی سمائی

انجمؔ وزیر آبادی



اُس شاہ سے کونین میں بہتر نہیں کوئی
بہتر کا تو کیا ذکر ہے، ہمسر نہیں کوئی
حق یہ ہے کہ ایسا تو پیمبر نہیں کوئی
جرار و بہادر نہیں، صفدر نہیں کوئی

ادنیٰ سا یہ رتبہ ہے، جسے ذکر کیا ہے
بوذرؓ کو شرف اس کی غلامی سے ملا ہے

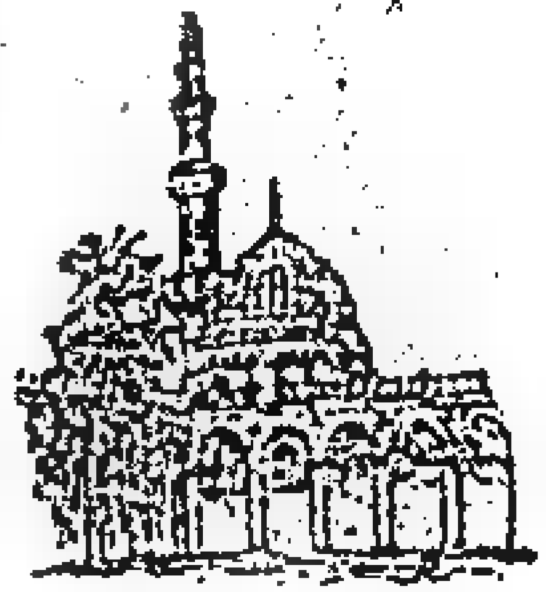
پر نور سدا رہتی تھی پیشانیٔ انور
اُس نور سے رہتے در و دیوار منور
جب اپنے کبھی ہاتھ اُٹھاتے تھے پیمبرؐ
ضو اُنگلیوں کی دیکھتے تھے لوگ برابر

اُس نور کا کیا وصف کروں میں کہ وہ کیا تھا
بس نور خدا، نور خدا، نور خدا تھا

چلتے تھے اگر نرم زمیں پر شہؐ ابرار
نقش قدم اُس میں نہ کبھی پڑتا تھا زنہار
اور سنگ پہ پڑتا تھا قدم گر دم رفتار
تو سوم صفت ہوتا تھا نقش اس میں نمودار

مردانگی میں مثل پیمبرؐ نہ تھا کوئی
قوت میں، شجاعت میں بھی ہمسر نہ تھا کوئی

میر انیس



رحمت تمہارا نام ، شفاعت تمہارا نام
پروردگار رسم محبت تمہارا نام

اپنی سیاہ بختی و ایام تلخ میں
آنکھوں میں نور، لب پہ حلاوت تمہارا نام

نور خدا کا جسم مظہر تمہاری ذات
قائم نشان راہ حقیقت تمہارا نام

دین مبیں حقیقت برحق کی ہے دلیل
دائم وجود حق پہ شہادت تمہارا نام

انسانیت کو اوج شرف ہے تمہاری راہ
رحمت تمہارا ذکر ، عبادت تمہارا نام

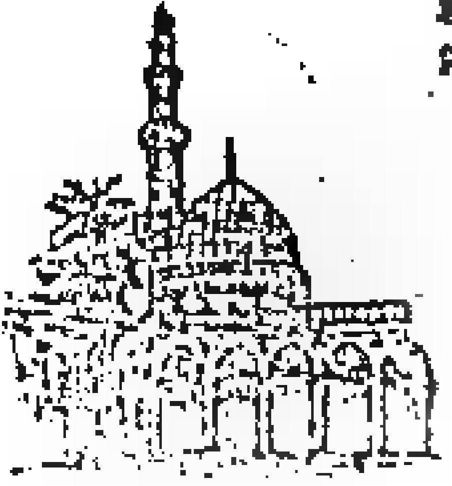
ہے بندہ و خدا کا تعلق تمہاری ذات
حق کے لیے دلیل اطاعت تمہارا نام

بے چارگاں کے واسطے تم رحمت تمام
زخمی دلوں کے واسطے راحت تمہارا نام

بیمار زندگی کو شفا ہے تمہارا ذکر
آیا زباں پہ بہر عیادت تمہارا نام

باقر تو شرمسار بہت ہے ، مگر زبان
کرتی ہے ورد روز قیامت تمہارا نام

سجاد باقر رضوی



کائنات انگشتری اور نور حق خاتم بنا
میرے مولاؐ ، تیری زیبائی کو یہ عالم بنا

پاؤں کے لیچے کی مٹی بن گئی خاک شفا
نور کا پرتو پڑا جب خاک پر ، آدم بنا

رحمت عالمؐ کا سایہ تھا مقدر پر مرے
گو تسلسل سے بگڑتا تھا مگر پیہم بنا

طاقت ایماں نے دی میرے گناہوں کو شکست
وسوسوں سے لڑتے لڑتے اور مستحکم بنا

گلستاں ویران ، آنکھیں خشک ہیں مولائے کلؐ
پھر ہمیں سر سبز کر ، آنسو بنا ، شبنم بنا

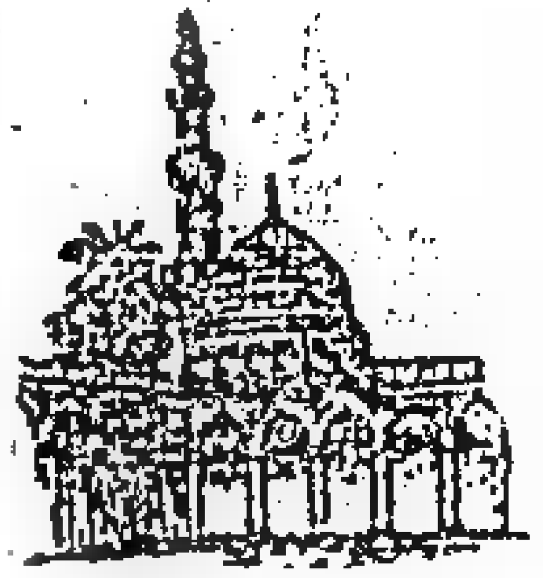
میری ویرانی کو تھی آب و ہوا حب رسولؐ
کشت دل کے واسطے بادل بنا ، موسم بنا

میری بربادی پہ اک عالم کی آنکھیں ہیں لگی
میرے مولا ، میری خاکستر سے اک عالم بنا

میری فطرت کے تقاضوں سے سوا ہے میرا درد
تیری رحمت کا تقاضا ہے کہ اب مرہم بنا

شاہ بطحا کی غلامی کا ہے باقرؔ یہ شرف
میں بگڑ کر بھی حریف کے ، حریف جم بنا

سجاد باقرؔ رضوی



ثنا خواں ہے قلم آج اُس شفیع روزِ محشر کا
جو باعث ہے ظہور قدرت خلاقِ اکبر کا

سہارا ہے وہی ہر عاجز و لاچار و مضطر کا
جو سرنامہ بنا ایجاد اور تکوین کے دفتر کا

زہے قسمت اگر مل جائے رتبہ اُس کے چاکر کا
کہ جبریل امیں درباں ہے جس شاہ کے در کا

زباں پر اس لیے "واللیل" کا میں ورد کرتا ہوں
کہ سودا ہے ازل سے سر میں اس زلفِ معنبر کا

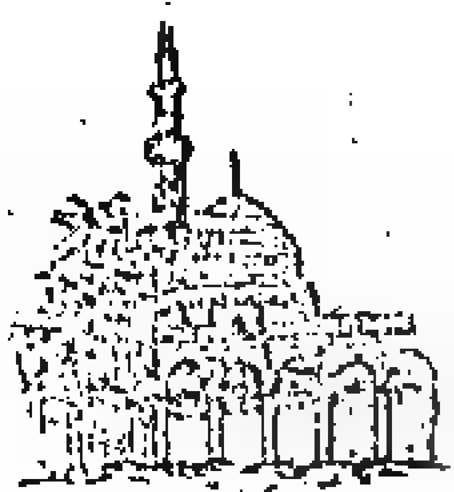
طوافِ روضۂ اقدس کیا کرتے ہیں روزانہ
یہی ہے کام چرخ و آفتاب و ماہ و اختر کا

بنا تھا اس لیے نورِ محمدؐ پہلے ہر شے سے
کہ سرنامہ تھا وہ ایجاد اور تکوین کے دفتر کا

نہیں خواہش مجھے کچھ عزت و دولت کی، یا سرورؐ
تمنا ہے تو بس یہ ہے، گدا ہوں آپ کے در کا

مجھے کیوں خوفِ محشر ہو، مرا وہ شاہ حامی ہے
کہ جو مالک ہے حور و سلسبیل و حوضِ کوثر کا

عبیداللہ شاہ بدنام



جسے حبیبؐ خدا نے پسند فرمایا
اُسے اک آن میں سب سے بلند فرمایا

حضورؐ دوست و دشمن کے حق میں رحمت تھے
کسی پہ باب عنایت نہ بند فرمایا

جہاں کے نکتہ وروں کو وہ کب میسر ہے
انھوں نے اپنی زباں سے جو پند فرمایا

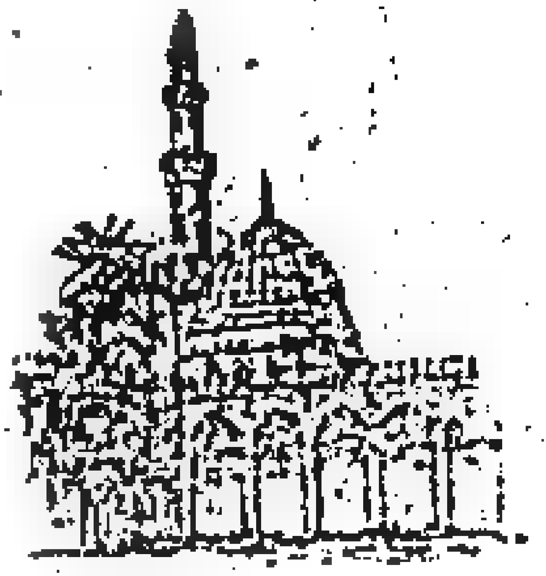
جہاں سے ظلم مٹایا تو عدل پھیلایا
انھوں نے زہر کو اک پل میں قند فرمایا

اسے جہاں میں کہیں بھی پناہ مل نہ سکی
جسے انھوں نے ذرا ناپسند فرمایا

جو ظلم و جہل کی تاریکیوں میں کھوئے تھے
انھیں فلاسفہ سے عقل مند فرمایا

کسی کو فخر سیادت وہ کب ملا بزمی
خدا نے جس سے انھیں ارجمند فرمایا

خالد بزمی



جلوۂ محبوبؐ خلاق دو عالم دل میں ہے
اللہ اللہ یہ کشش اس جذبۂ کامل میں ہے

جان بھی قربان ہو تو کم ہے ان کی راہ میں
عشق اُن کا، اُن کی اُلفت ایسی میرے دل میں ہے

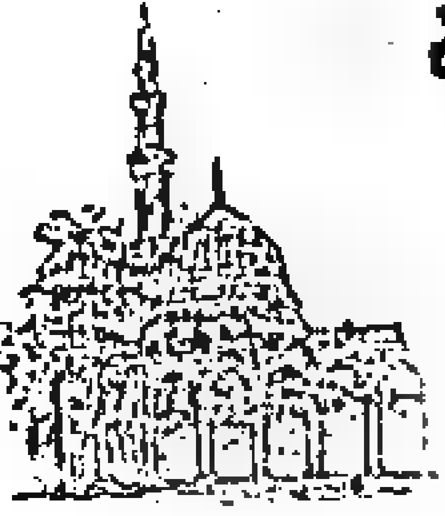
ماہ کو تشبیہ دوں ان کے رخِ روشن سے کیا
یہ سراپا نور ہیں، دھبہ مہِ کامل میں ہے

کیوں بتائیں، کیوں کریں ہم انکشاف رازِ عشق
کیا نہیں معلوم ان کو، جو ہمارے دل میں ہے

کیوں کہیں کہ حشر کے دن بھول جائیں گے ہمیں
ہم گنہ‌گاران اُمت کی محبت دل میں ہے

مدتیں گزریں قلم کو چلتے چلتے اے بقاؔ
سالک مدحت ابھی تک جادۂ منزل میں ہے

سید حسام الدین بقاؔ



ہم دیارِ نبیؐ میں آ پہنچے
منزلِ حق رسی میں آ پہنچے

ہر قدم کھل رہے ہیں رازِ حیات
منبعِ آگہی میں آ پہنچے

جس کی حسرت میں ہیں دل و دیدہ
اُس نگر، اُس گلی میں آ پہنچے

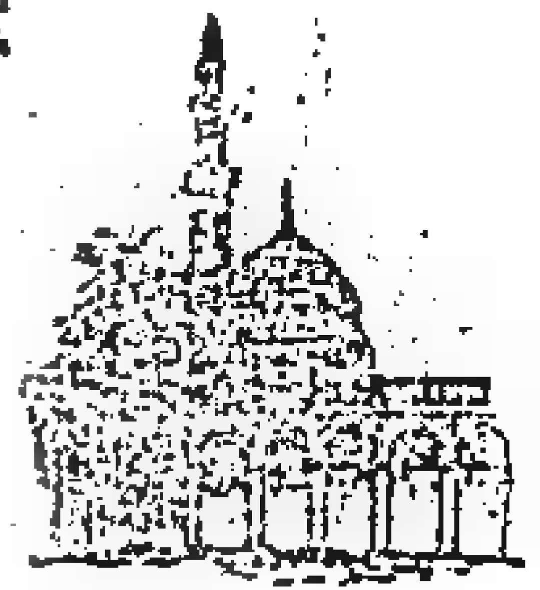
آج تک ظلمتوں میں گزری تھی
شکر ہے، روشنی میں آ پہنچے

ہم کو فکرِ جہاں سے اب کیا کام
جنتِ زندگی میں آ پہنچے

نام ان کا جو لے کے نکلے تھے
کیف و وارفتگی میں آ پہنچے

اب ہمیں خوف کچھ نہیں بہزاد
ہم تو ان کی گلی میں آ پہنچے

بہزاد لکھنوی



جب مدینہ ہی نہ دیکھا ، نظر آیا پھر کیا
دیکھ اے آنکھ ، مجھے تو نے دکھایا پھر کیا

گر حضوری نہ ملے تو غم دوری ہی سہی
یہ بھی پایا جو نہ عاشق نے تو پایا پھر کیا

دل سے مٹنے کا نہیں داغ غم عشق نبیؐ
ہم نے مانا کہ ہمیں غم نے مٹایا ، پھر کیا

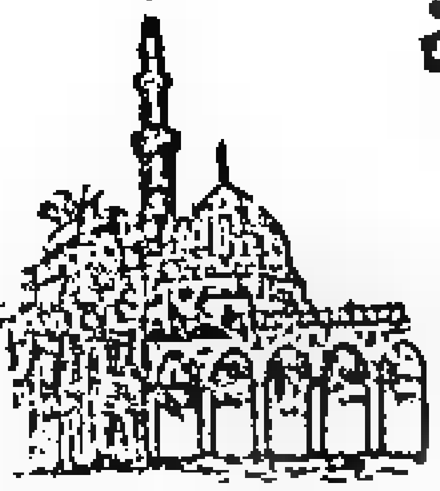
خواب میں تو کبھی بیدار ہو قسمت میری
یہ بھی ارماں نہ بر آیا تو بر آیا پھر کیا

دیدۂ دل سے ہوں میں محو تجلائے نبیؐ
لطف دیدار ان آنکھوں نے نہ پایا ، پھر کیا

قافلے لاکھوں مدینے کو چلے جاتے ہیں
میں ہی رہ جاؤں گا محروم خدایا ۔ پھر کیا !

آپ تھے ظل خدا ، خلق میں سب جانتے ہیں
دیکھتا کوئی بھلا سائے کا سایہ پھر کیا

بے خود بدایونی



قرآں کی زباں خود ہے ثنا خوان محمدؐ
اللہ کا فرمان ہے فرمان محمدؐ

جس کا یہ عقیدہ نہیں ، مومن ہی نہیں وہ
اللہ کا عرفان ہے عرفان محمدؐ

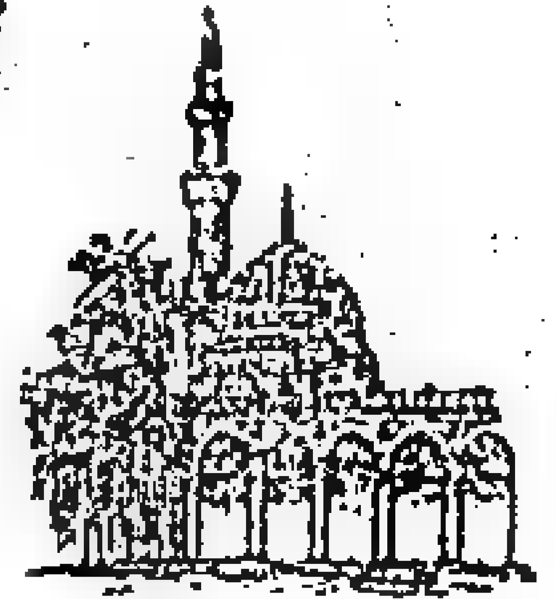
خود دولت کونین ہےاُن ہاتھوں پہ قرباں
جن ہاتھوں میں ہے گوشہٴ داماں محمدؐ

رضواں بھی اسے دیکھے ہے للچائی نظر سے
واللہ ہے کیا قسمت دربان محمدؐ

اللہ کے محبوب لگاتے ہیں گلے سے
ہوتا ہے مدینے میں جو مہمان محمدؐ

تیرا ہی کرم ہے یہ گنہ گار پہ یا رب
بیدلؔ کو بنایا جو ثناخوان محمدؐ

بیدلؔ جبلپوری



اے رسولِ پاکؐ ! اے پیغمبر عالی وقار
چشم باطن بیں نے دیکھی تجھ میں شان کردگار
تیرے دم سے گل نظر آئے ہیں وہ عرفاں کے خار
خوبیوں کا ہو تری کیوں کر بھلا ہم سے شمار

نور سے تیرے ، اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبرو کفار کی پانی ہوئی

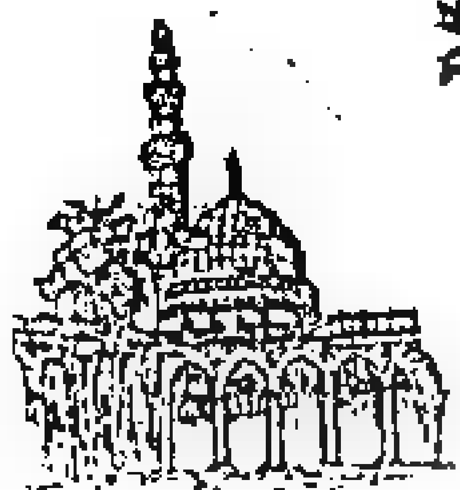
اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی
ہر طرف خلق خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دینداری کی تھی بے طرح مرجھائی ہوئی
لہلہا اٹھی ، تری جب جلوہ آرائی ہوئی

تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشم منتظر

کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہ حق میں اپنا رہنما جانیں تجھے
دیکھنے کو دے خدا آنکھیں ، تو پہچانیں تجھے
حق کی ہے بیکلؔ صدا ، شمس‌الضحیٰ مانیں تجھے

گر مسلمانوں کا اک پیغمبر اعظم ہے تو
اپنی آنکھوں میں بھی اک اوتار سے کب کم ہے تو

سردار بشن سنگھ بیکلؔ



جلال اتنا کہ حسن میں بھی ہو جس سے شان نیاز پیدا
جمال ایسا کہ جس کی تابش سے پتھروں میں گداز پیدا

وجاہت اتنی کہ شوق دیدار کو مجال نمو نہیں ہے
لیاقت ایسی کہ کم سوادوں کو جرأت گفتگو نہیں ہے

ذہانت اتنی کہ عقل خودبیں کو جو اسیر نیاز رکھے
صداقت ایسی کہ شاعروں کو مبالغے سے بھی باز رکھے

سرشت اتنی لطیف ، صدق و صفا کا گنجینہ جس کو کہیے
طبیعت ایسی شریف ، مہر و وفا کا آئینہ جس کو کہیے

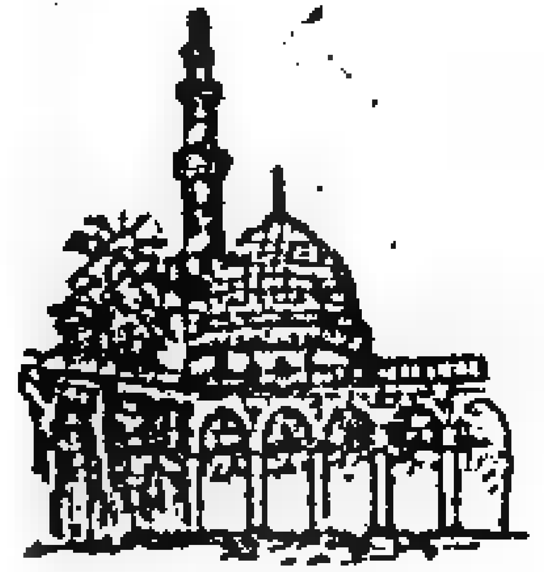
عطوفت اتنی کہ حاسد بے ادب کے جرم و گناہ بخشے
مروت ایسی کہ دشمن جاں طلب کو بھی جو پناہ بخشے

حسد تری بزم میں جسے لائے ، خلق تیرا غلام کر لے
جو رم کرے تجھ سے از رہ بغض ، تو اس کو رام کر لے

جو تیرے جلووں سے ہو منور ، اس آئینے میں نہ بال آئے
مٹے خیال گناہ دل سے ، جو دل میں تیرا خیال آئے

ترے فروغ جمال کی تابشیں یہ بتا رہی ہیں
کہ تیری صورت میں تیری سیرت کی طلعتیں جگمگا رہی ہیں

یہ دیکھتا ہوں کہ تیرے اقوال خود بخود منہ سے بولتے ہیں
یہ دیکھتا ہوں کہ تیرے احوال خود دلوں کو ٹٹولتے ہیں



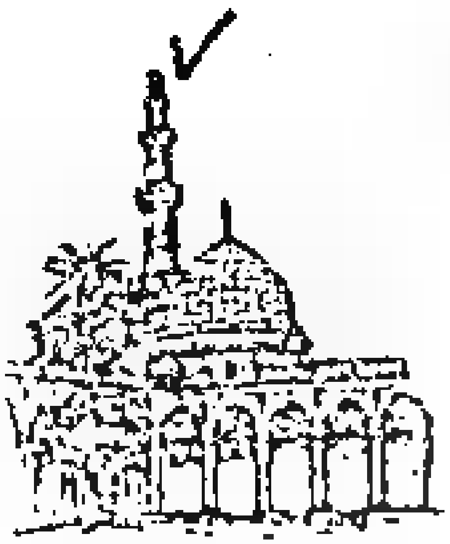
یہ دیکھتا ہوں کہ تیری نظروں میں ہیچ ہے فر شہریاری
یہ دیکھتا ہوں کہ تیرے قدموں پہ صدقے ہوتی ہے تاجداری

یہ دیکھتا ہوں کہ غلام و آقا کا فرق تو نے مٹا دیا ہے
یہ دیکھتا ہوں کہ تو نے شاہ و گدا کو ہمسر بنا دیا ہے

یہ دیکھتا ہوں کہ جہاں کے ویرانے تیرے قدموں سے گلستاں ہیں
یہ دیکھتا ہوں کہ تیرے دیوانے علم و حکمت کے پاسباں ہیں

ترے فقیروں کو بانٹتے دیکھتا ہوں دارا کی کبریائی
ترے غلاموں کو روندتے دیکھتا ہوں فرعون کی خدائی

تاجور نجیب آبادی



خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصاف حمیدہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

مضمر تری تقلید میں عالم کی بھلائی
میرا یہی ایمان ہے، یہی میرا عقیدہ

اے ہادیؐ بر حقؐ! تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ

اے رحمت عالمؐ! تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلب تپیدہ

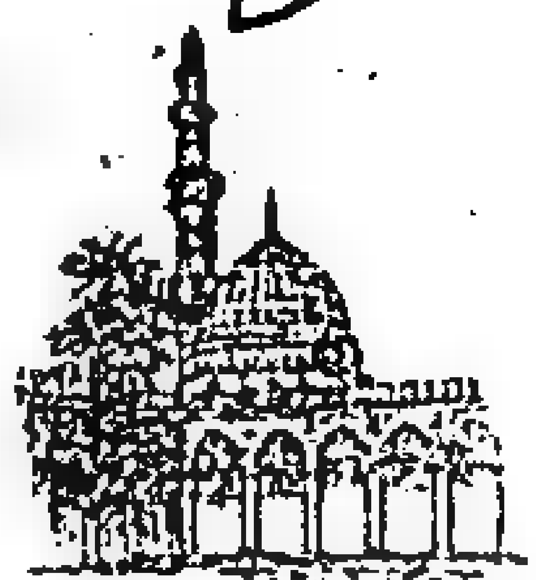
تو روح زمن، روح چمن، روح بہاراں
تو جان بیاں، جان غزل، جان قصیدہ

ہے طالب الطاف مرا حال پریشاں
محتاج توجہ ہے مرا رنگ پریدہ

خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں ترے در پہ بہ داماں دریدہ

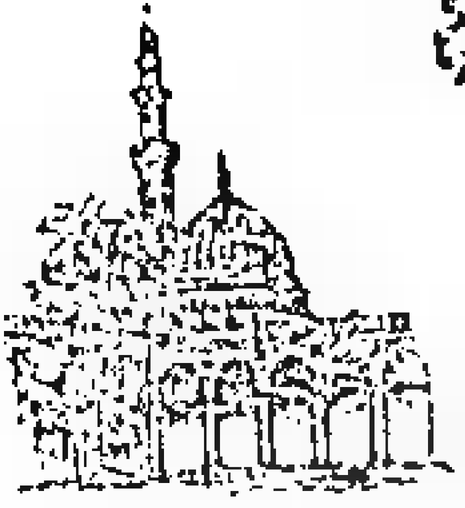
یوں دور ہوں تائبؔ میں حریم نبویؐ سے
صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخ بریدہ

حفیظ تائبؔ



رخشندہ ترے حسن سے رخسار یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایمان کی جبیں ہے
چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتم کونین کا رخشندہ نگیں ہے
ہر قول ترا حرف صداقت کا ہے ضامن
ہر فعل ترا حسن ارادت کا امیں ہے
جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام، وہی بات حسیں ہے
چمکی تھی کبھی جو ترے نقش کف پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے
آنکھوں میں ہے اس خلق مجسم کا تصور
اک خلد مسرت مری نظروں کے قریں ہے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم



محمدؐ کاشفِ سرِ نہاں اور نور کے مظہر
محمدؐ ظاہر و باطن ، محمدؐ اول و آخر

محمدؐ ہیں فروغِ آفرینش ، رحمت عالم
محمدؐ مخزن حکمت ، محمدؐ خلق کے پیکر

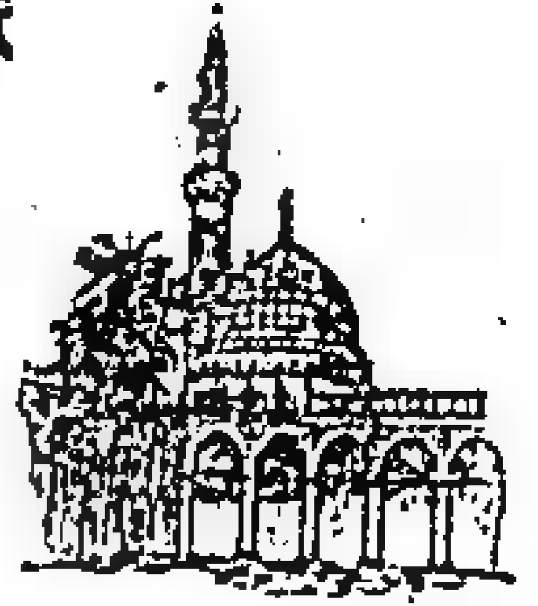
محمدؐ مرکزِ انوار ، جلوہ‌گاہ سبحانی
محمدؐ خاورِ صبح ازل ، نور ابد پرور

محمدؐ ہی تو ہیں روح و روانِ عالم امکاں
محمدؐ ہی کے دم سے نور ہے روئے دو عالم پر

محمدؐ ہی نے انساں کو مجال ارتقا بخشی
محمدؐ کی نظر عرش حیات جاودانی پر

محمدؐ ہیں حدی خوانوں کے جذب و سوز کی منزل
محمدؐ دودمان ہاشمی کے بے بہا گوہر

عبدالکریم ثمر



تجھی سے ابتدا ہے ، تو ہی اک دن انتہا ہو گا
صدائے ساز ہو گی اور نہ ساز بے صدا ہو گا

ہمیں معلوم ہے ، ہم سے سنو، محشر میں کیا ہو گا
سب اُس کو دیکھتے ہوں گے، وہ ہم کو دیکھتا ہو گا

ازل ہو یا ابد ، دونوں اسیر زلف حضرتؐ ہیں
جدھر نظریں اٹھاؤ گے ، یہی اک سلسلا ہو گا

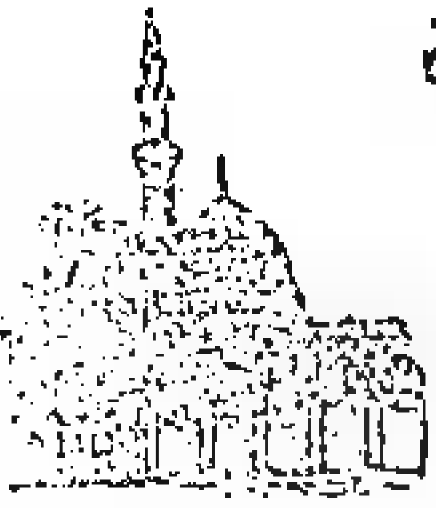
یہ نسبت عشق کی ، بے رنگ لائے رہ نہیں سکتی
جو محبوبؐ خدا کا ہے، وہ محبوب خدا ہو گا

اسی امید پر ہم طالبان درد جیتے ہیں
خوشا دردے کہ تیرا درد درد لادوا ہو گا

نگاہ قہر پر بھی جان و دل سب کھوئے بیٹھا ہے
نگاہ مہر عاشق پر اگر ہو گی تو کیا ہو گا

جگر کا ہاتھ ہو گا حشر میں اور دامن حضرتؐ
شکایت ہو کہ شکوہ ، جو بھی ہو گا ، برملا ہو گا

جگر مراد آبادی



پہلا ہے یہی درس دبستان محمدؐ
اللہ کا عرفان ہے ، عرفان محمدؐ

اس میں بھی ہے کچھ شفقت و رحمت کی وہی شان
ایوان خدا گو نہیں ایوان محمدؐ

چھائی رہی ہر سمت جہالت کی شب تار
جب تک نہ ہوئی صبح درخشان محمدؐ

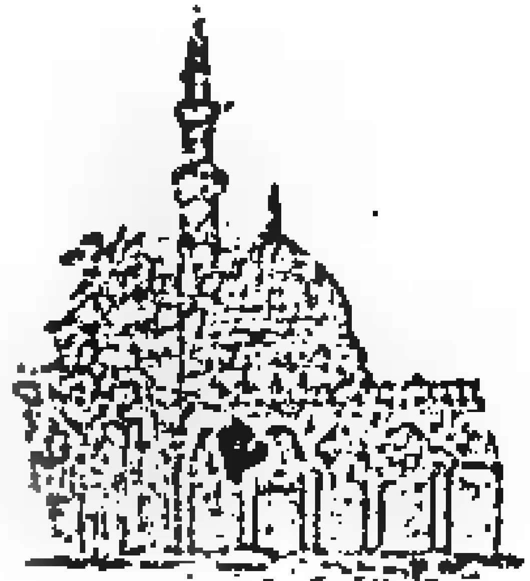
محروم ازل کا بھی وہ بھر دیتے ہیں دامن
اے دل ! تجھے معلوم نہیں شان محمدؐ

یوں آئے کہ طبقات کی تقسیم مٹا دی
کچھ کم نہیں دنیا پہ یہ احسان محمدؐ

کیوں پھر نہ صفیں قیصر و کسریٰ کی الٹ دیں
آخر تو وہی ہم ہیں غلامان محمدؐ

معراج سخن اس کو جلیلؔ اپنی میں سمجھوں
ہو جاؤں اگر بلبل بستان محمدؐ

جلیلؔ قدوائی



آ گیا، جس کا نہیں ہے کوئی ثانی، وہ رسولؐ
روح فطرت پر ہے جس کی حکمرانی، وہ رسولؐ
جس کا ہر تیور ہے حکم آسمانی، وہ رسولؐ
موت کو جس نے بنایا زندگانی، وہ رسولؐ

محفل سفاکی و وحشت کو برہم کر دیا
جس نے خون‌آشام تلواروں کو مرہم کردیا

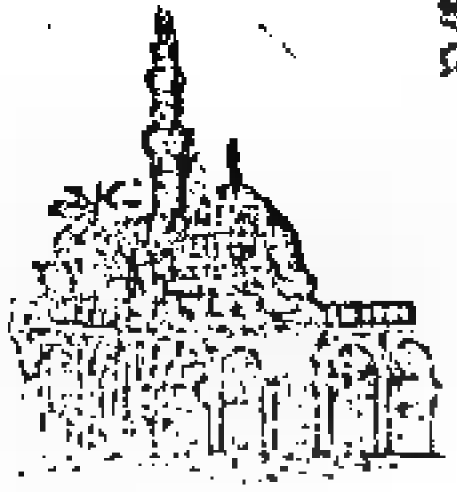
فقر کو جس کے تھی حاصل کج کلاہی، وہ رسولؐ
گلہ بانوں کو عطا کی جس نے شاہی، وہ رسولؐ
زندگی بھر جو رہاؐ بن کر سپاہی، وہ رسولؐ
جس کی اک اک سانس قانون الٰہی، وہ رسولؐ

جس نے قلب تیرگی سے نور پیدا کر دیا
جسکی جاں بخشی نے مردوں کو مسیحا کردیا

واہ کیا کہنا ترا، اے آخری پیغام بر
حشر تک طالع رہے گی تیرے جلووں کی سحر
تو نے ثابت کر دیا، اے ہادیٔ نوع بشر!
مرد یوں سہریں لگاتے ہیں جبین وقت پر

کروٹیں دنیا کی تیرا قصر ڈھا سکتی نہیں
آندھیاں تیرے چراغوں کو بجھا سکتی نہیں

جوش ملیح آبادی



لب پر مدام صلِ علیٰ کی صدا رہے
دل میں ہمیشہ یادِ شہِ انبیاءؐ رہے

ہنگامِ نزع لب پہ رہے ان کا نام پاک
اس وقت لب پہ وِرد اسی نام کا رہے

ان پر کبھی درود ہو، ان پر کبھی سلام
قائم سدا حبیبؐ سے یہ سلسلہ رہے

بخشا ہے ان کی یاد نے سوز و گدازِ عشق
اس کیفِ جاں فروز سے دل آشنا رہے

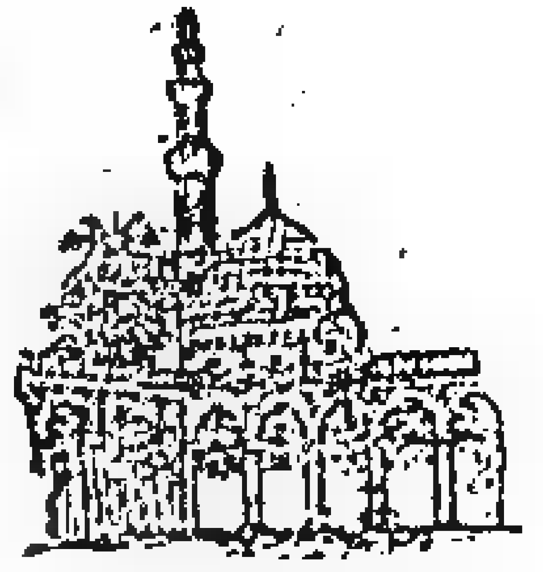
کس کام کی حیات ہے شہرِ نبیؐ سے دور
خوش بخت تھے جو لوگ، مدینے میں جا رہے

تابندہ میرے دل میں رہے عشقِ مصطفےٰؐ
روشن تمام عمر چراغِ وفا رہے

ہر لحظہ اُن کا ذکر ہو، ہر لمحہ ان کی یاد
ہر سانس میری زیست کا محوِ ثنا رہے

یارب! مدام لب پہ ہو نعتِ رسولِ پاکؐ
حافظ ثنائے خواجہ میں صبح و مسا رہے

حافظ لدھیانوی



تیرا وجود باعث تخلیق کائنات
تیرا جمال حاصل تزئین شش جہات

ہے تیرا ذکر باعث تسکین جان و دل
ہے تیری یاد دیدہ و دل کے لیے نجات

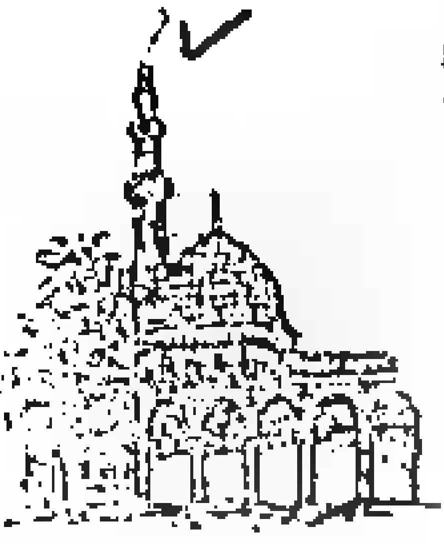
مجموعۂ صفات تری ذات پاک ہے
زیبا ہے تیری ذات کو ہر جملۂ صفات

ہے تیرے ابر لطف سے ہر ذرہ فیض یاب
دنیا کو تیرے در سے ہیں کیا کیا توقعات

ہے مشعل حیات ترا ایک ایک حرف
ہے موجب نجات تری ایک ایک بات

حافظؔ بھی تیرے کوچۂ الفت کا ہے گدا
اس کی طرف بھی شاہ اممؐ ! چشم التفات !

حافظؔ لدھیانوی




صبح ازل کے نیر تاباں تمھی تو ہو
شام ابد کے ماہ درخشاں تمھی تو ہو

اس جادۂ حیات کے ہر اک مقام پر
جس سے ہوئی ہیں مشکلیں آساں ، تمھی تو ہو

لیتا تھا نام کون خدائے جلیل کا
اللہ کی نمود کا ساماں تمھی تو ہو

جس کی ضیا سے آج بھی روشن ہے زندگی
وہ شمع نور کر گئے تاباں تمھی تو ہو

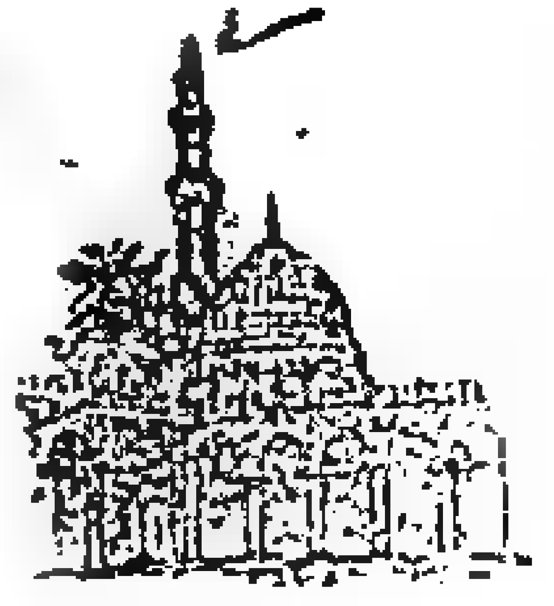
ذروں کو آفتاب کا ہم سر بنا دیا
اس بزم "کن" میں سب سے نمایاں تمھی تو ہو

جس نے خدا کے قرب کو آسان کر دیا
وہ رہنمائے منزل عرفاں تمھی تو ہو

ہم عاصیوں کو در پہ تمھارے ملی نجات
ہم بےکسوں پہ سایۂ یزداں تمھی تو ہو

حق نے دیا ہے رحمت کونینؐ کا لقب
ایسے خطاب خاص کے شایاں تمھی تو ہو

محمد یعقوب حاکم

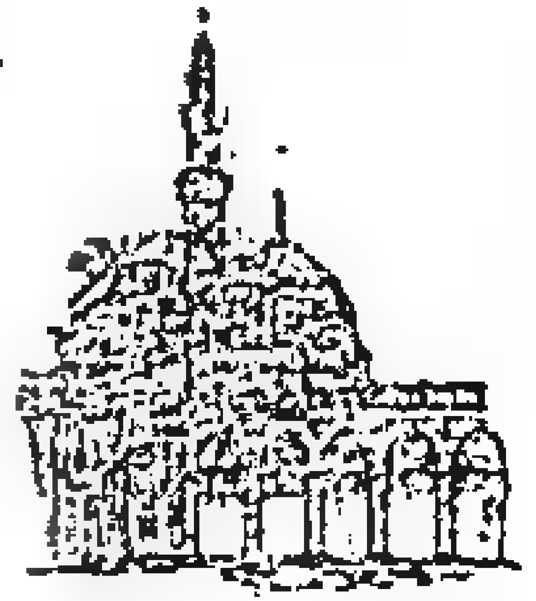


سلام اے آمنہ کے لالؐ، اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات، فخر نوع انسانی
سلام اے ظل رحمانی، سلام اے نور یزدانی
ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
ترے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحبِ خلق عظیم! انساں کو سکھلادے
یہی اعمال پاکیزہ، یہی اشغال روحانی
تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ "فقر فخری" رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فر کسرائی و خاقانی
زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی



حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے دامن دولت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی
ترا در ہو مرا سر ہو، مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے، مگر تمہید طولانی
سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے!
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے!

ابوالاثر حفیظ جالندھری



ہر اک نظام ہے ناکام و فتنہ در آغوش
حضورؐ! آپ کے لائے ہوئے پیام کے بعد

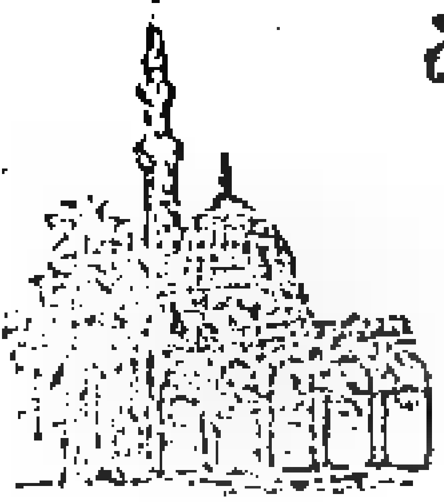
خدا گواہ، نہیں موجب سعادت و امن
کوئی نظام بھی اسلام کے نظام کے بعد

تمھارا نام ہی بے اختیار آتا ہے
خدا کے ذکر سے پہلے، خدا کے نام کے بعد

کلام ایسا کہ جس میں کوئی کلام نہ ہو
کلام آپ کا اللہ کے کلام کے بعد

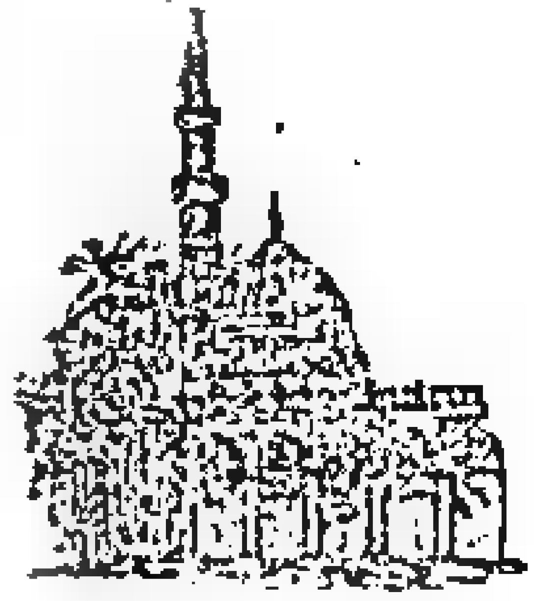
حضورؐ! آپ کا پیغام ہر جگہ پھیلا
عراق و پارس و مصر و حجاز و شام کے بعد

ابوالبیان حمّاد



غلام محمدؐ کا رتبہ بڑا ہے
ہر اورنگ زیب اسکے در کا گدا ہے
یہ گرد و غبار گزرگاہ یثرب
یہ کحل جواہر ہے، خاک شفا ہے
ہے غازہ یہ رخسار حور و پری کا
یہ اک خاک پا ہر مرض کی دوا ہے
وہ تعبیر خواب خداوند خالق
وہ نقش ہیولائے ارض و سما ہے
طفیلی ہیں تیرے یہ آفاق و انفس
الٰہیں تیری خاطر ہی پیدا کیا ہے
شعاعوں سے جس کی سنور ہے عالم
جو مصداق نور علیٰ نور کا ہے
کسے حوصلہ اس کے وصف و ثنا کا
یہ فخر رسل ہے، حبیبؐ خدا ہے

عبد العزیز خالد



تو نے جہاں چراغ صداقت جلائے ہیں
صدیوں کی تیرگی کے قدم ڈگمگائے ہیں

ماہ و نجوم ہیں ترے ممنون گرد راہ
خالق نے تیرے ناز لبوت اٹھائے ہیں

اصنام کانپ کانپ کے سجدوں میں گر پڑے
تو نے جب آ کے پرچم وحدت اڑائے ہیں

تیرے اصول ، تیرے نشاں ، تیری راہ پر
جو قافلے چلے ، وہی منزل پہ آئے ہیں

اللہ رے خلق ، در پئے آزار تھے جو لوگ
تو نے بصد خلوص گلے سے لگائے ہیں

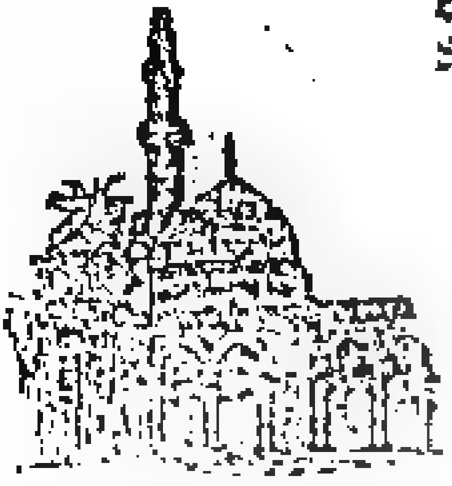
حصے میں آئی ہے ترے تکمیل آگہی
تو نے حیات نو کے طریقے سکھائے ہیں

فانوس دے دیے ہیں خیال و شعور کو
یکسر دیار قلب و نظر جگمگائے ہیں

تو نے دلوں سے زنگ اُتارے ہیں اس طرح
پتھر تھے ، آئینوں کی طرح جگمگائے ہیں

احسان دانش





جہانوں کو رحمت ہے تیری نذیری
زمانوں کو نعمت ہے تیری بشیری

وہ انساں ہوا بے نیاز دو عالم
جسے راہ دکھائے تری دستگیری

تجھے فخر تھا فقر پر سروری میں
مجھے بھی عطا ہو وہ دل کی اسیری

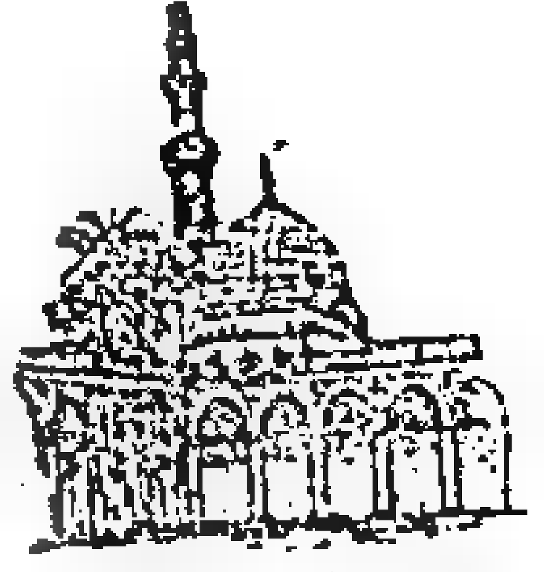
ہو پھر زندگی آشنا تیری امت
ملے اس کو پہلی سی روشن ضمیری

زمانہ ہے آشوب نفرت سے گھائل
ترے خلق کی عام ہو خوش نظیری

ہوں آزاد مجبور و مقہور قومیں
عرب ہوں کہ زنگی ہو یا کاشمیری

جہاں پاک ہو ظلمتوں سے سراپا
تو بدرالدجائی ، سراجاً منیری

جسٹس ایس - اے رحمان



وہ کمال حسن حضورؐ ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے ، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ، ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو، وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں، وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے، وہ کہیں نہیں، وہ کہاں نہیں

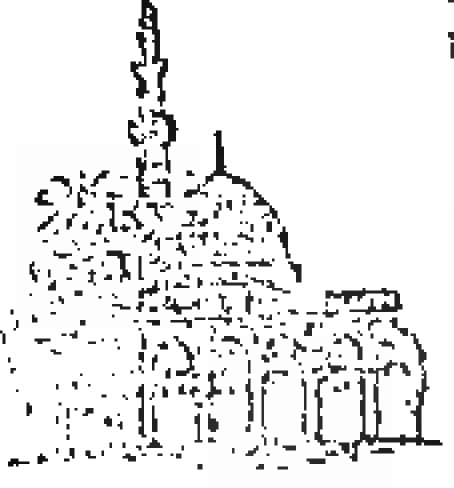
یہ نہیں کہ خُلد نہ ہو نکو، وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو ، جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

ہے انھی کے نور سے سب عیاں، ہے انھی کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے ، رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

وہی نور حق وہی ظل رب، ہے انھی سے سب، ہے انھی کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے ، سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبیؐ کہ جس کے ہیں یہ مکاں، وہ خدا ہے، جس کا مکاں نہیں

سر عرش پر ہے تری گزر ، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ، جو تجھ پہ عیاں نہیں



کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

ترا قد تو نادر دہر ہے، کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا، نہ تو ہو کوئی، نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

کروں مدح اہل دول رضاؔ، پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، مرا دین پارۂ ناں نہیں

مولانا احمد رضاؔ خاں بریلوی



متاع عشق ہے تو، حسن امتیاز ہے تو
کبھی ہے ناز، کبھی پیکر نیاز ہے تو

قیام و سجدہ کا مفہوم ہی نہیں کوئی
مری نگاہ میں جب حاصل نماز ہے تو

ترے بغیر ہے بے رنگ محفل ہستی
میں جانتا ہوں، مری زندگی کا راز ہے تو

نگاہ لطف کی خیرات کس طرح مانگوں
نیاز مند ہوں میں اور بے نیاز ہے تو

تو اپنے آپ ہی کر میرے درد کا درماں
نہ پوچھ مجھ سے کہ خود آشنائے راز ہے تو

نہ جانے پھر بھی ہے بیتاب کیوں دل رفعت
اگرچہ اس کو یقیں ہے کہ دلنواز ہے تو

رفعت سلطان



صاحب تاج ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
صدر نشین بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

نقش کدورت اس نے مٹایا، غیروں کو سینے سے لگایا
سب کو دیا پیغام محبت صلی اللہ علیہ وسلم

درس مروت فرماں اسکا، نوع بشر پر احسان اسکا
امن و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم

بغض و حسد کا نام ہوا گم، چمکا رایت عفو و ترحم
جاگ اٹھی انساں کی شرافت صلی اللہ علیہ وسلم

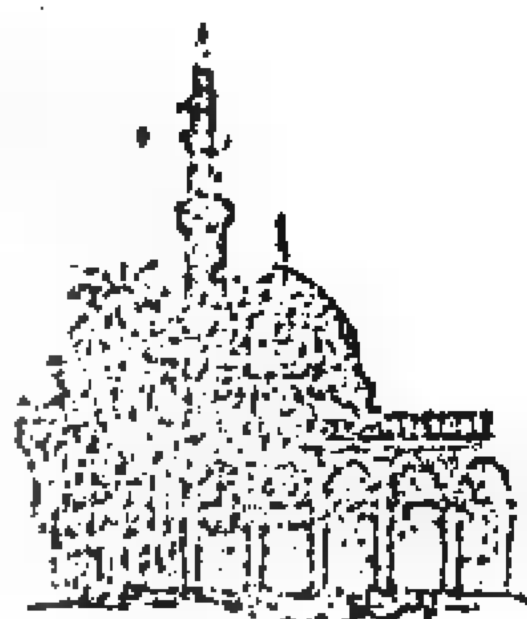
ختم ہوا دور صیادی، پائی غلاموں نے آزادی
گھر گھر پہنچا مژدۂ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

نور جبیں انساں کا چمکا، فرق مٹا محتاج و غنی کا
ایک ہوئے سرمایہ و محنت صلی اللہ علیہ وسلم

دین مبیں فیضان ہے اسکا، ذوق یقیں احسان ہے اسکا
اس کے در کی خاک میں حکمت صلی اللہ علیہ وسلم

قرب الٰہی سنت اسکی، حسن عمل ہے طاعت اسکی
حاصل ایماں اس کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

روش صدیقی



پردے اٹھے نگاہ سے ، ہر شے نکھر گئی
تنویر صبح رات کے رخ پر بکھر گئی

صدق و صفا کا پیکر پر نور آ گیا
لے کر حیات تازہ کا منشور آ گیا

لات و ہبل کا دور حکومت گزر گیا
انسانیت کا طوق غلامی اُتر گیا

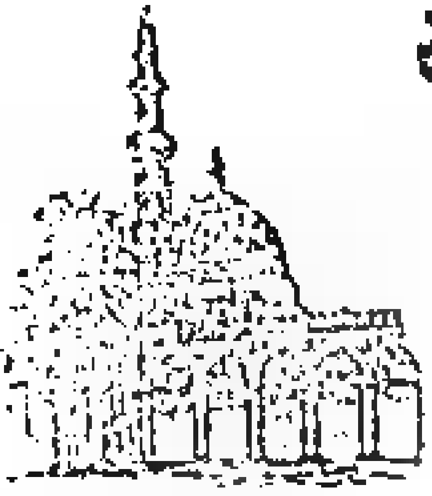
بے آسرا ، نحیف لبوں کو زبان دی
در یتیم بن کے یتیمی کو شان دی

لطف و کرم کی ساری ادائیں عطا ہوئیں
زخموں سے چور ہو کے دعائیں عطا ہوئیں

انسانیت کے درد کا درماں کیا گیا
احسان و عدل زیست کا عنواں کیا گیا

مظلوم عورتوں کو نئی زندگی ملی
عفت ملی ، حقوق ملے ، روشنی ملی

اک انقلاب تازہ بپا کر دیا گیا
نسل و وطن کا فرق فنا کر دیا گیا



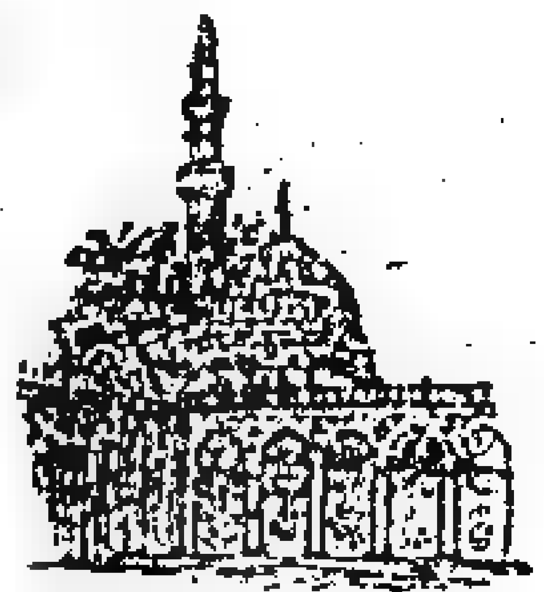
ادنیٰ سا یہ کرشمہ ہے اس فیضِ عام کا
بازار بند کر دیا سودی نظام کا

وہ رحمتِ تمام، وہ غم خوار بے کساں
ہے جس کا ناز فقر، وہ سلطان دو جہاں

فخر الرسلؐ ہے، شافعِ روزِ حساب ہے
اسی لقب ہے، صاحبِ ام الکتاب ہے

جس کے غلام فاتحِ ایران و شام ہوں
لاکھوں درود اس پہ، ہزاروں سلام ہوں

زکی کیفی



اے کہ نازاں تجھ پہ حسنِ بندگی و سروری
دوش پر کملی ، نظر میں جلوۂ پیغمبری

اے سراپا نورِ حق ، اے روحِ وجدان و عمل
ہے ترا پیغام امٹ ، فلسفہ تیرا اٹل

تو نے انساں کو دیا روحِ اخوت کا پیام
حق و آزادی و عدل و عفو و اُلفت کا پیام

تو نے اس کو درسِ تہذیب و جہانبانی دیا
دردِ انسانی دیا ، درمانِ روحانی دیا

تیری بعثت سے ہوئی تکمیلِ ذوقِ سروری
نا مکمل تھی خدائی ، تشنہ تھی پیغمبری

تیری ہر موجِ نفس میں نغمۂ اسلام ہے
نسخۂ بیماریٔ عالم ترا پیغام ہے

پھونک دے پھر پیکرِ مردہ میں روحِ زندگی
زندہ کر دے پھر دلِ مسلم میں احساسِ خودی

ساغر نظامی



مچی اک دھوم عالم میں ، محمدؐ مصطفےٰ آئے
ہوا اتمام دیں جن پر ، وہ ختم الانبیا آئے

جہاں کے لوگ تھے سب مبتلائے کفر وگمراہی
انھیں ایمان کا رستہ دکھانے رہنما آئے

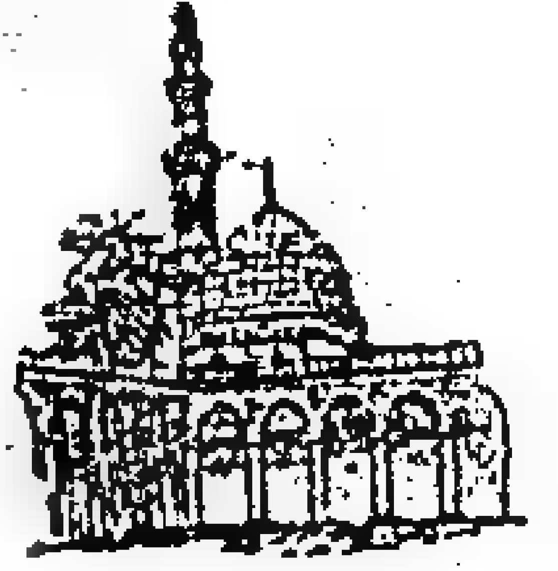
نہ دیکھی جائے جس سے ذلت و مظلومیٔ انساں
وہ لے کے اپنے سینے میں دل درد آشنا آئے

خدا کو چھوڑ کر سب ہو چکے تھے لات وعزیٰ کے
خدا کے نام کی عظمت کو محبوبؐ خدا آئے

جہاں میں زندگی تھی شاق روحانی مریضوں پر
طبیب ان کے لیے لے کر دوائے جانفزا آئے

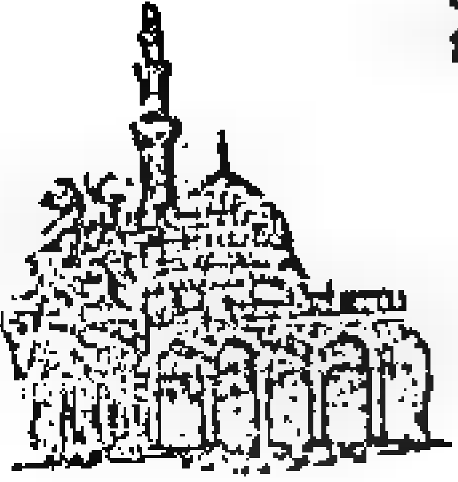
جہاں کو ہوش باقی تھا نہ دنیا کا ، نہ عقبیٰ کا
جہاں کی رہبری کو ہادیٔ ہر دوسرا آئے

عبدالمجید سالک



زمانے کی نگاہوں نے بشر ایسا کہاں دیکھا
ملک کو جس کے ایوان شرف کا پاسباں دیکھا
درخشاں عالم امکاں میں ہے خلق عظیم اس کا
کرم کی روشنی سے پرضیا کون و مکاں دیکھا
عمل سے اپنے سکھلایا زمانے کو عمل کرنا
انھی کے فیض سے دنیا نے دور بے خزاں دیکھا
ہے درس علم و تہذیب و ادب سیرت محمدؐ کی
روا داری کی ہر منزل میں ان کو ضو فشاں دیکھا
مخالف سے دم گفتار منہ سے پھول جھڑتے تھے
ادیب ایسا نظر آیا، نہ ایسا خوش بیاں دیکھا
سلوک بد سے پیش آئیں کسی سے، ہے یہ ناممکن
انھی کی مدح میں دشمن کو بھی رطب اللساں دیکھا
بنا اسلام کی قائم ہوئی خلق و مروت سے
اسی میزان پر اسلام کا پلہ گراں دیکھا
کسی کو سرفراز ایسا نہ پایا عرش رفعت نے
رسولوں میں یہاں دیکھا، فرشتوں میں وہاں دیکھا
بہت آئے نظر لیکن سہیلؔ اس شان کا بندہ
نہ بالائے فلک پایا، نہ زیر آسماں دیکھا

سہیل بنارسی



رسول اللہ کی آمد ہے عبداللہ کے گھر میں
خدا کا نور ہوگا جلوہ گر بندے کے پیکر میں

نہیں ذوق ملوکیت غلامان پیمبرؐ میں
لگا دو آگ تاج طغرل و خاقان و سنجر میں

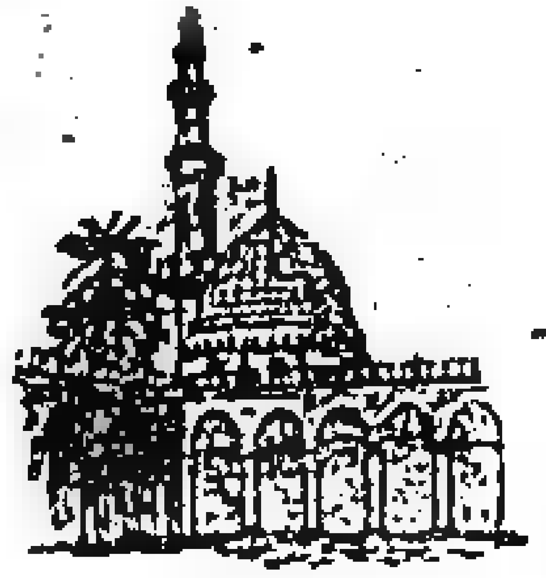
نہ ملتا درس اگر دنیا کو عرفان الٰہی کا
خدا روز اک نیا ڈھلتا جہان شعبدہ گر میں

اُدھر فطرت زمیں سے عرش تک مصروف صد ساماں
ادھر اچٹی ہوئی سی نیند کمبل اوڑھ کر گھر میں

سلام اس پر، صلوٰۃ اس پر، درود کائنات اس پر
خدا کی ترجمانی جس نے کی انساں کے پیکر میں

نظام شرک پیغام رسول اللہ نے اُلٹا
نقاب اللہ کا فرزند عبداللہ نے اُلٹا

سیماب اکبر آبادی



شام و سحر کے درمیاں ہر سمت ہے جلوہ ترا
مہتاب بھی پرتو ترا ، خورشید بھی سایا ترا

تو حسن کامل بالیقیں ، تو رحمۃ للعالمیں
یہ آسماں اور یہ زمیں در اصل ہیں چرچا ترا

کیا کیا بصیرت پا گئی تیرے تصور میں نظر
دل روشنی سے بھر گیا ، جب بھی خیال آیا ترا

تو حسن ہے، تو ناز ہے، تو رنگ ہے، انداز ہے
ہر طرز ، ہر اسلوب کا مقصود ہے ایما ترا

دیکھیں تو کیا ظاہر کریں، آنکھوں پہ کھلتا کچھ نہیں
سوچیں تو بنتا ہے جدا ہر ذہن میں نقشہ ترا

تقدیر عالم کے لیے تو مستقل اعجاز ہے
ڈھلتی رہیں شامیں مگر سورج نہیں ڈوبا ترا

ہر سیل ، ہر گرداب پر غالب رہی ہمت تری
چڑھتے رہے طوفاں مگر اترا نہیں چہرا ترا

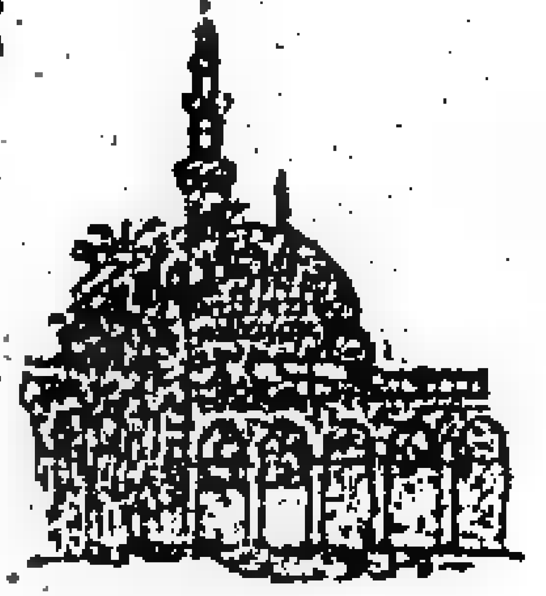


ہر چند کوہ و دشت نے روکا اسے ، ٹوکا اُسے
لیکن اسی رفتار سے بہتا رہا دریا ترا

ہر مقتدر ثابت ہوا کوتاہ دست و نارسا
ہر دسترس کے سامنے پرچم رہا اُونچا ترا

اے قاسم علم و ہنر ، اس بے نوا پر اک نظر
شاہد قصیدہ گو ترا ، شاعر ترا ، بندہ ترا

شبیر شاہد



خلاق دو جہاں کے کرم کا ہوا ظہور
اترا زمیں پہ عرش معلیٰ کا رنگ و نور

دشت عرب فیوض خدا میں نہا گیا
اک ہادیٔ عظیم ہدایت کو آ گیا

اک آخری شکست اندھیروں کو مل گئی
الحاد و شرک و کفر کی بنیاد ہل گئی

پیغام حق سنایا رسالت مآبؐ نے
پھیلایا نورِ اُفق بہ اُفق آفتاب نے

انسانیت کے پھول دلوں میں کھلا دیے
سب تفرقے دوئی کے جہاں سے مٹا دیے

درس خلوص و صدق و صفا آپ نے دیا
تکمیل زندگی کا نیا راستہ دیا

دنیا کو روح امن ملی، آشتی ملی
انسان کی نگاہ کو تابندگی ملی

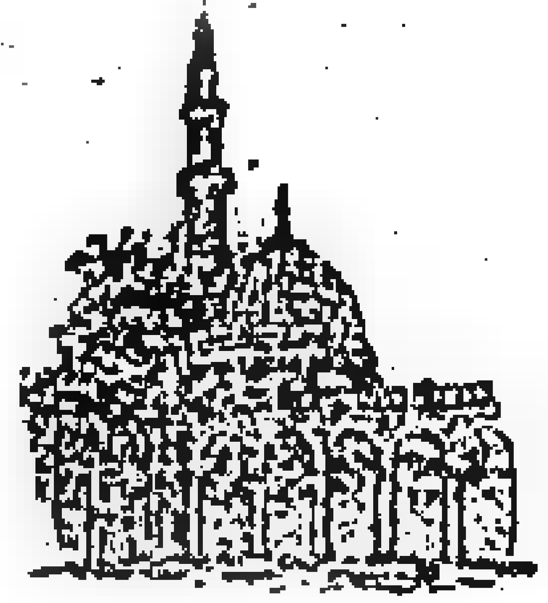
حضرتؐ نے فرق بندہ و آقا مٹا دیا
اس تیرہ خاکداں کو ثریا بنا دیا



عالم کو روشنیٔ مساوات مل گئی
خاکِ سیہ کو شانِ سماوات مل گئی

یہ اہتمامِ زیست کہ نزدیک و دور ہے
ساری حضورِ پاکؐ کی شانِ ظہور ہے

شرق بن شائق



شفیع خلق ہو، محبوبِ رب العالمیںؐ تم ہو
رسالت کے، خلافت کے حقیقت میں امیں تم ہو

تمہارے جلوۂ اقدس سے نورانی ہوئی دنیا
شب تاریک دل کے واسطے ماہ مبیں تم ہو

یہاں پر بھی، وہاں پر بھی تمہارا ہی سہارا ہے
دلیل اولیں تم ہو، دلیل آخریں تم ہو

مری پستی فلک والوں کی بستی جس سے ٹھہری تھی
وہ عالی مرتبہ تم ہو، وہ معراج زمیں تم ہو

بنائے زینت عالم رخ روشن تمہارا ہے
اگر انگشتری دنیا ہے تو اس کے نگیں تم ہو

کلیم اللہ نے جس نور کو دیکھا تھا ایمن میں
اسی کا تم اجالا بلکہ وہ نور مبیں تم ہو

خدا کی رحمتیں جس سے ہوئیں آفاق پر نازل
وہ محبوب خدا و رحمت للعالمیںؐ تم ہو

بلایا حق تعالیٰ نے سر عرش بریں جس کو
وہ آگاہ رموز آسمان ہفتمیں تم ہو

حساب نامۂ اعمال سے کیا ڈر شفیقؔ کو
خدا کے روبرو بھی جب شفیع المذنبیں تم ہو

شفیقؔ عمادپوری



تجھ سے پہلے اسی عالم کی حقیقت کیا تھی
آدمی تھے، مگر آدم کی حقیقت کیا تھی

حسد و بغض و عداوت کے سوا کچھ بھی نہ تھا
صرف اک دور جہالت کے سوا کچھ بھی نہ تھا

تو نے آ کر دل انسان کو قرینے بخشے
نور وحدت سے دمکتے ہوئے سینے بخشے

سلسلہ توڑ دیا رسم خطا کاری کا
اہل دنیا کو دیا درس وفاداری کا

ظلمت کفر [redacted] ایمان کو آزاد کیا
قید باطل سے ہر انسان کو آزاد کیا

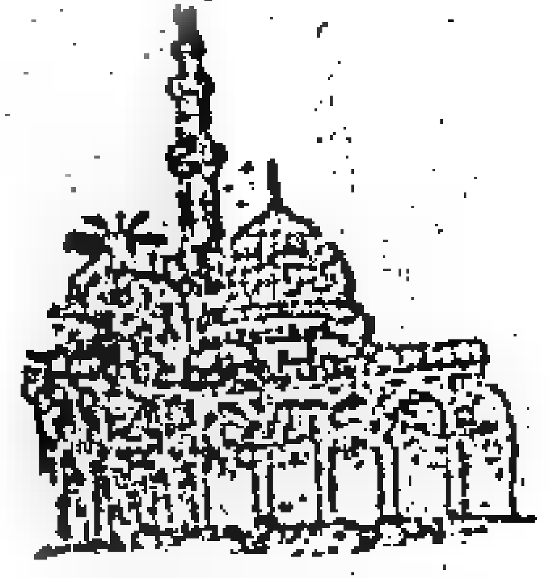
تو نے سکھلائے زمانے کو اخوت کے چلن
قلب مسلم کو دیا حوصلۂ کفر شکن

بھر دیا رنگ نکھرتی ہوئی تقدیروں میں
زندگی ڈھل گئی قرآن کی تفسیروں میں

اے غریبوں کے سہارے! دل مسلم کے قرار
اے گنہگار کے حامی! مری جان تجھ پہ نثار

بالیقیں باعث تخلیق دو عالم تُو ہے
مرا مونس، مرا آقا، مرا ہمدم تو ہے

شکیل بدایونی



بہروں کی ہے محفل ، یہاں کیا عرض ہنر ہو
عالم کی مرے ، تیرے سوا کس کو خبر ہو

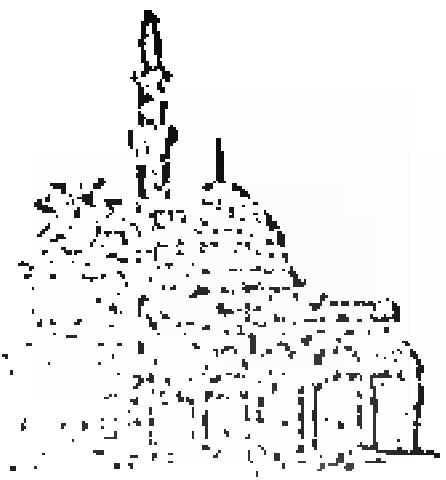
صاحب نہیں تو کس کا ، زماں ہو کہ مکاں ہو
محرم نہیں تو کس سے ، خدا ہو کہ بشر ہو

وہ پھول ، جو ہاتھوں کو ترے چھو گیا — مہتاب
وہ ذرہ ، جو قدموں میں ترے آئے، گہر ہو

ہر ذرے کے ماتھے پر دمکتا رہے سورج
جب تک کہ نہ منشا ہو تری ، کیسے سحر ہو

شہرت ہے تری آل کے دروازے کی مٹی
ممکن ہو تو اس پر بھی عنایت کی نظر ہو

شہرت بخاری



جہان ہاؤ ہو میں سب تماشے ایک جیسے ہیں
مجھے رستہ دکھا مولا کہ رستے ایک جیسے ہیں

کبھی تیری شریعت کی ضرورت کم نہیں ہو گی
جہاں میں آدمیت کے تقاضے ایک جیسے ہیں

جو انساں ہے، وہ تیرے ارتقا کا ہو چکا قائل
جو پتھر ہے، اسے سارے زمانے ایک جیسے ہیں

جسے معراج کہتے ہیں، فقط انساں کا حصہ ہے
زمین و آسماں دونوں ازل سے ایک جیسے ہیں

جو تیری یاد میں گزرے، وہی پل زندگی ٹھہرے
بظاہر ساری گھڑیاں، سارے لمحے ایک جیسے ہیں

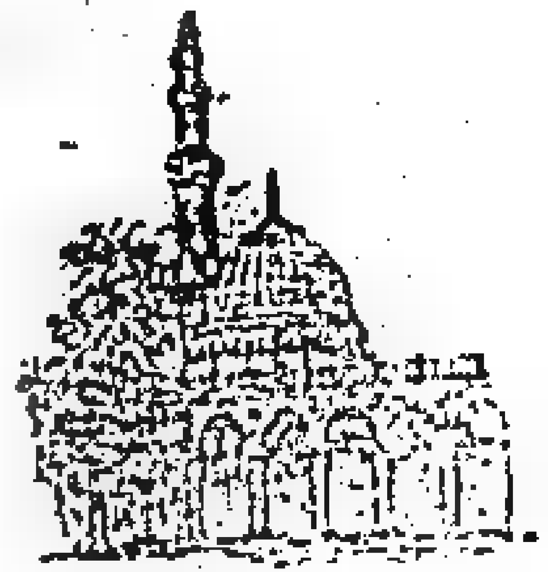
نہ میں افضل کسی سے ہوں، نہ کوئی مجھ سے افضل ہے
پیمبرؐ کی نظر میں لوگ سارے ایک جیسے ہیں

الگ رہنے کی خواہش دوسروں سے کس طرح کیجے
درختوں پر ہری شاخوں کے پتے ایک جیسے ہیں

حقوق آدمیت میں کوئی تفریق نا ممکن!
وہ منصف ہے، اسے اپنے پرائے ایک جیسے ہیں

مجھے شہزادؔ اس کی آرزو ہے، جس کی برکت سے
سروں پر رحمت یزداں کے سائے ایک جیسے ہیں

شہزادؔ احمد



رقم پیدا کیا ، کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
سر دیواں لکھا ہے میں نے مطلع نعت احمدؐ کا

طلوع روشنی جیسے نشاں ہو شہ کی آمد کا
ظہور حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمدؐ کا

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور اُٹھا جس وقت اُس کی آمد آمد کا

شب و روز اُس کے صاحبزادوں کا گہوارہ جنباں تھا
عجب ڈھب یاد تھا روح الامینؑ کو بھی خوشامد کا

ہوا تجھ سا، نہ ہو سکتا ہے ، میرا ہے یہی ایماں
نہ مانوں مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب
میسر ہو طواف اے کاش مجھ کو تیرے مرقد کا

کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملوں آنکھیں
کبھی کر دور بیٹھوں میں ، کروں نظارہ گنبد کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمدؐ کا

کرامت علی خاں شہیدی



وہ اک اُمی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا
وہ اک داماں بخشش پھول برساتا ہوا آیا

وہ اک نغمہ کہ انسانوں کو چونکاتا ہوا آیا
وہ اک جذبہ کہ ارمانوں کو بھڑکاتا ہوا آیا

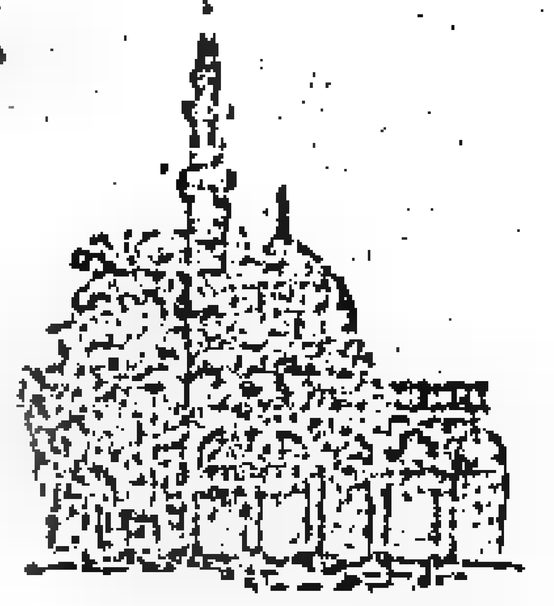
وہ اک نرمی کہ سنگ وخشت کے سینے میں جا اُتری
وہ اک شیشہ کہ ہر پتھر [redacted] ٹکراتا ہوا آیا

وہ اک عظمت کہ مظلوموں کے چہرے پر دمک اُٹھی
وہ اک بندہ کہ سلطانوں کو ٹھکراتا ہوا آیا

وہ اک مستی کہ ہستی کو جلا دیتی ہوئی پھیلی
وہ اک عالم کہ ہر عالم پر چھا جاتا ہوا آیا

مشیت حسن کی تکمیل فرماتی ہوئی اُبھری
تصور آخری تصویر بن جاتا ہوا آیا

میجر سید ضمیر جعفری



پھیلا جہاں میں نور حق رنگ رخ باطل ہے فق
لو ہو گیا وہ چاند شق آئی جو ماتھے پر شکن

روشن دل صحرا ہوا پتھر جو تھا، ہیرا ہوا
حیراں ید بیضا ہوا وہ نور پھیلا دفعتاً

ہیں صدر بزم انبیا ہیں قاضیٔ ملک خدا
بدلا نظام ناروا بدلا زمانے کا چلن

سرمایۂ دنیا و دیں صادق، سخی، صابر، امیں
حسن طلب، صدق یقیں کیسا گماں، کیا وہم و ظن

ہے فرض اُلفت آپؐ کی ایک ایک نعمت آپؐ کی
سمجھا بدولت آپ کی حق نمک، حب وطن

جعفر طاہر



عرفان حق کی شمع جلائی حضورؐ نے
تاریکیوں میں راہ دکھائی حضورؐ نے

مہر و وفا، عطا و کرم میں خدا کے بعد
کی ہے جہاں کے دل پہ خدائی حضور نے

قرآن کی زبان میں کون و مکاں کی بات
اللہ نے جو کی، وہ بتائی حضور نے

شیرازۂ حیات بکھرنے سے بچ گیا
بگڑی ہوئی بشر کی بنائی حضور نے

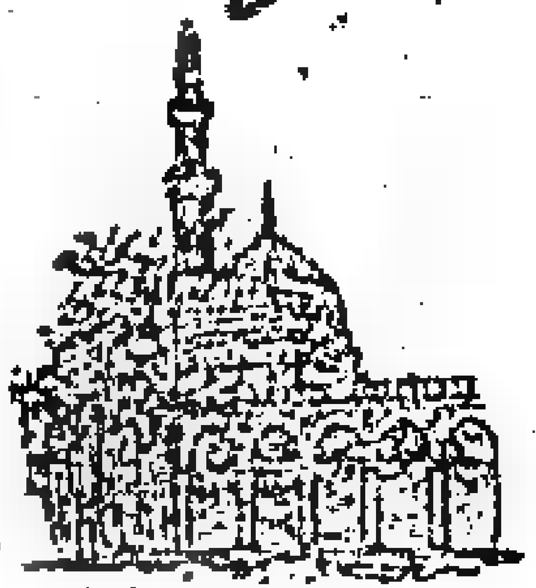
منزل نے گمرہوں کو گلے سے لگا لیا
کی اس طرح سے راہنمائی حضور نے

ملتی نہیں حضورؐ کے اخلاق کی مثال
کی دشمنوں سے بھی تو بھلائی حضور نے

ذروں کو مہر و ماہ کی تقدیر بخش دی
جس سمت بھی نگاہ اُٹھائی حضور نے

کرکے عطا مجھے دل بے مدعا طفیل
بخشی ہر ایک غم سے رہائی حضورؐ نے

طفیل ہوشیارپوری



حامل قرآں ، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ عرب ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

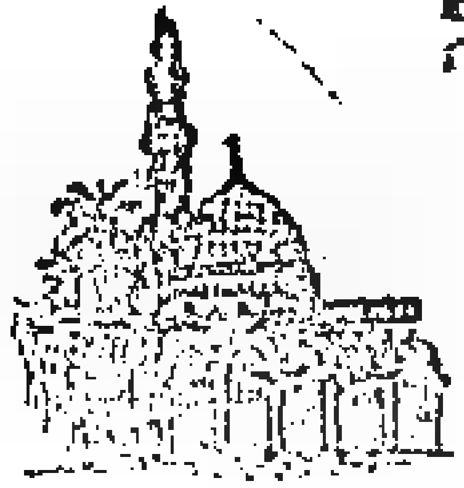
ظاہر و باطن نور کا مامن ، ظاہر انساں ، باطن قرآں
دہر میں وہ اللہ کا پرچم صلے اللہ علیہ وسلم

بت خانے برباد ہوئے اور کفر سے دل آزاد ہوئے
اس سے خدا کا دین ہے محکم صلی اللہ علیہ وسلم

عصمت و عفت کا رکھوالا ، درس اخوت دینے والا
عظمت کے اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

بے کس و نا کس کا وہ حامی ، رحمت ایزد کا وہ پیامی
بارگہ حق میں ہے مکرم صلے اللہ علیہ وسلم

یوسف ظفر



ہوئی طلوع جو سینے میں آرزوئے رسولؐ
جو وسوسے تھے دلوں کے ، خیال و خواب ہوئے

ہر ایک شے کا مقدر بدل دیا اس نے
نظر اُٹھائی تو ذرے بھی آفتاب ہوئے

مٹے ہوؤں کو اُبھارا نقوش نو کی طرح
ستم زدوں پہ کرم اس کے بے حساب ہوئے

اسی کے درس جلالی کا معجزہ ہے کہ ہم
حریف سیف ہوئے ، صاحب کتاب ہوئے

اسی کی ذات نے عالم کی رہنمائی کی
اسی کے لطف سے تحلیل سب حجاب ہوئے

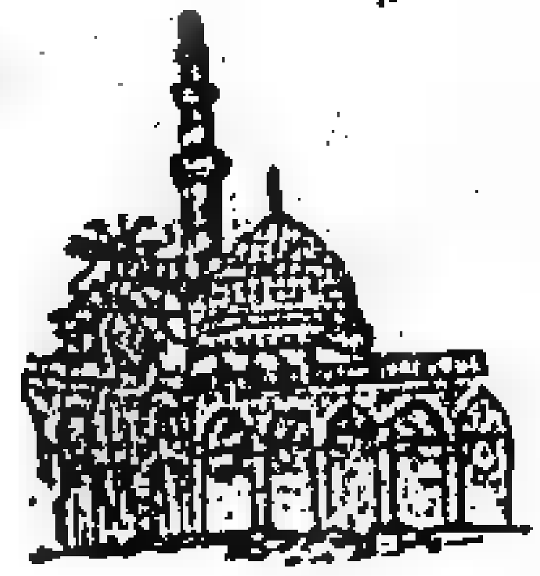
اسی کے فیض سے آئی حریم جاں میں بہار
اسی کے دم سے بپا دل میں انقلاب ہوئے

دبے ہوئے تھے جو ارض و سما کے سینے میں
وہ راز اس کی سعادت سے بے نقاب ہوئے

قلم اٹھا جو مرا مدحت رسالتؐ میں
دل و دماغ میں وا آگہی کے باب ہوئے

دل اس کے عشق میں کھویا تو پائی دل کی مراد
سر اس کے در پہ جھکایا تو کامیاب ہوئے

سراج الدین ظفر



قدسوں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

ہیں دوسروں کے واسطے سیم و زر و گہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولھا بجھا ہوا

کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

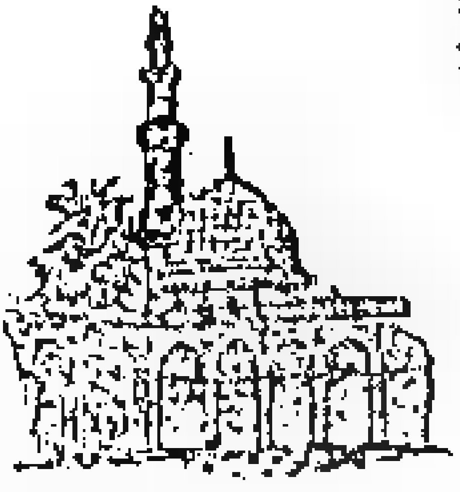
دست دعا الٰہی کے لیے عرش تک بلند
ہے جن کی آستین میں خنجر چھپا ہوا

بوتے رہے جو رستے میں کانٹے تمام عمر
پھولوں میں ایک ایک ہے آکر تلا ہوا

تیور بدل گئے تو زمیں کانپنے لگی
ابرو کے اک اشارے سے محشر بپا ہوا

یثرب سے آج بھی یہ صدا گونجتی سنو
وہ جو خدا کے ہو گئے، ان کا خدا ہوا

ظفر علی خاں



اب صرف التفات ہے ساقی کی چشم مست
اب شامل نشاط نہیں انگبین مے

اب پست تر ہے زمزمۂ موت کی نوا
اب تیز تر ہے ہمہمۂ زندگی کی لے

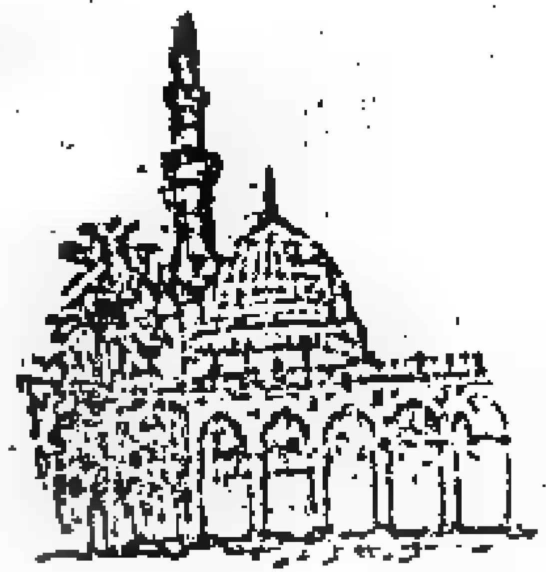
اب آفتاب برج سعادت میں آ گیا
اب ہو چکی بساط شب نامراد طے

اب دیدۂ بہار میں ہے سرمۂ غبار
اب ہو رہی ہے بارش انوار پے بہ پے

اب تاجدار مسند بطحاؐ کا ہے ظہور
تا حد مصر و شام بہ اطراف روم و کے

عابدؔ سخن سرا نہ سہی، بے نوا سہی
خارج نہیں بیان عقیدت میں کوئی شے

سید عابد علی عابدؔ



مجھ کو ہر چند ملا رنگ اخوت تجھؐ سے
میں گنہگار کروں کیسے محبت تجھ سے

تو مرے دھیان میں آتا ہے صبا کی صورت
دل میں کھلتے ہیں گل و لالہ راحت تجھ سے

زندگی میری ہے طائف کے سفر کا پرتو
میں نے پائی ہے ستم سہنے کی قوت تجھؐ سے

سطوت کفر سے ٹکراتا ہوں بے خوف و خطر
میں نے سیکھے ہیں یہ انداز شجاعت تجھ سے

آرزو مند ہوں، مٹ جائیں یہ داغ عصیاں
ورنہ شرماؤں گا میں روز قیامت تجھؐ سے

عارف عبدالمتین



بڑی مشکل یہ ہے ، جب لب پہ تیرا ذکر آتا ہے
دماغ و دل میں اک خوابیدہ محشر جاگ جاتا ہے

اُبل پڑتے ہیں سوتے بیکراں جذب محبت کے
اُبھر آتے ہیں خاکے تیری صورت ، تیری سیرت کے

کبھی جی چاہتا ہے تیری معصومی کے گن گاؤں
کبھی جی چاہتا ہے ، سادگی کا ذکر کر ڈالوں

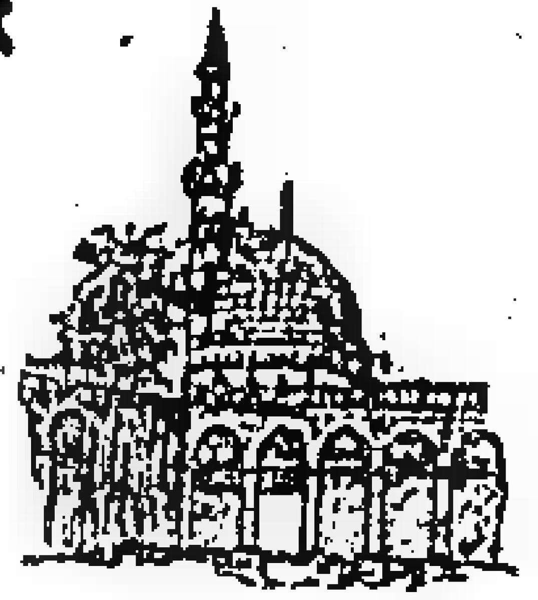
کبھی کہتا ہے دل ، زہد و ورع سے ابتدا کر لوں
کبھی کہتا ہے دل ، دریا دلی کا تذکرہ کر لوں

کبھی قصہ سنانا چاہتا ہوں تیرے بچپن کا
بہت سادہ ، بہت معصوم ، سنجیدہ لڑکپن کا

کبھی حیرت فزا غزوات پھر جاتے ہیں آنکھوں میں
حنین و بدر کے دن رات پھر جاتے ہیں آنکھوں میں

کبھی تیری صداقت ولولہ انگیز ہوتی ہے
کبھی تیری رواداری تحیرخیز ہوتی ہے

کبھی تیرے کمال صبر پر دل وجد کرتا ہے
تخیل میں ترے اوصاف کا پرچم اُبھرتا ہے



کبھی تیری جفا کوشی پہ آنکھیں ڈبڈباتی ہیں
تصور سے ترے فاقوں کی نبضیں چھوٹ جاتی ہیں

کبھی جلوے ابھرتے ہیں تری مہماں نوازی کے
یتیموں ، بے سہاروں ، بیکسوں کی چارہ سازی کے

مسلسل کشمکش ہوتی ہے الفاظ و معانی میں
میں بہہ جاتا ہوں اک خاموش طوفاں کی روانی میں

کہوں کیا ، کس طرح ؟ یہ فیصلہ مجھ سے نہیں ہوتا
خود اپنی الجھنوں کا تجزیہ مجھ سے نہیں ہوتا

عامر عثمانی

موسیٰ سے سر طور کلام اپنی جگہ ہے
سرکار مدینہؐ کا مقام اپنی جگہ ہے

کیوں ہو نہ رسولوں میں سوا شان محمدؐ
تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

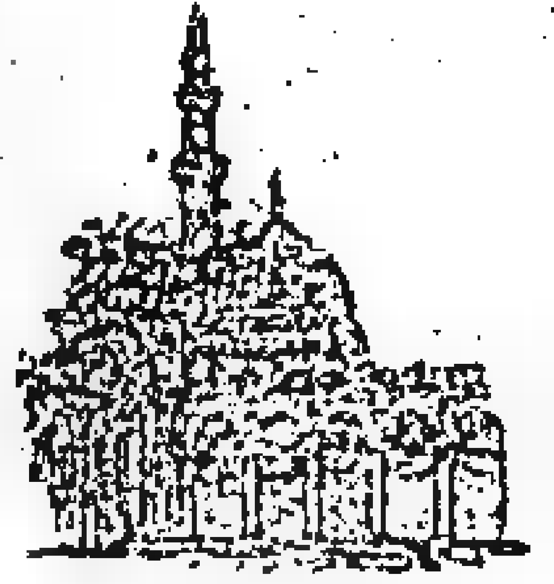
ہیں آج تونگر بھی ، شہنشاہ بھی لیکن
سرکار دو عالمؐ کا غلام اپنی جگہ ہے

بدلے تو بہت نظم جہاں گیر نے پہلو
لیکن مرے آقاؐ کا نظام اپنی جگہ ہے

پیغام رسولوں کا رہا ان ہی کے دم تک
پر آج بھی آقا کا پیام اپنی جگہ ہے

ہے چرخ چہارم پہ کوئی باغ جناں تک
عرشی مرے آقاؐ کا مقام اپنی جگہ ہے

عرشی علیگڑھی



جس کو ترے خیال کی پہنائیاں ملیں
اُس ذہن میں شعور کی گہرائیاں ملیں

سب میں ترے کمال کی پرچھائیاں ملیں
پیغمبروں کو معجزہ آرائیاں ملیں

ان پر تمام فلسفے قربان ہو گئے
اُسی لقب نبیؐ کو جو دانائیاں ملیں

بندہ وہی ہے لذت سجدہ سے آشنا
جس کو ترے حضور جبیں سائیاں ملیں

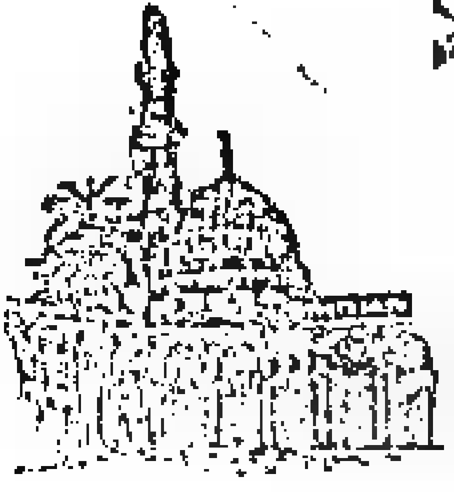
اس کی حیات قابلِ صد رشک ہے، جسے
ذکر حضورؐ کے لیے تنہائیاں ملیں

محروم عفو کون گنہگار رہ گیا
کس روسیہ کو حشر میں رسوائیاں ملیں

نادار جو بھی آ گیا، وہ ہو گیا غنی
اس کو درِ حضورؐ سے دارائیاں ملیں

ذکر رسول پاکؐ کا دریا ہے موج زن
فکر عزیز میں بڑی گہرائیاں ملیں

عزیز حاصلپوری



سبز گنبد کے مکیںؐ ، رحمت عالم ، شہ دیں
نرم دل ، شیریں دہن ، پاک نظر ، خندہ جبیں

آپؐ کے واسطے خورشید پلٹ آیا تھا
چاک انگشت شہادت سے ہوا ماہ مبیں

مرتبہ حرف "رفعنا لک ذکرک" سے عیاں
رفعت خواجۂ لولاک ہے تا عرش بریں

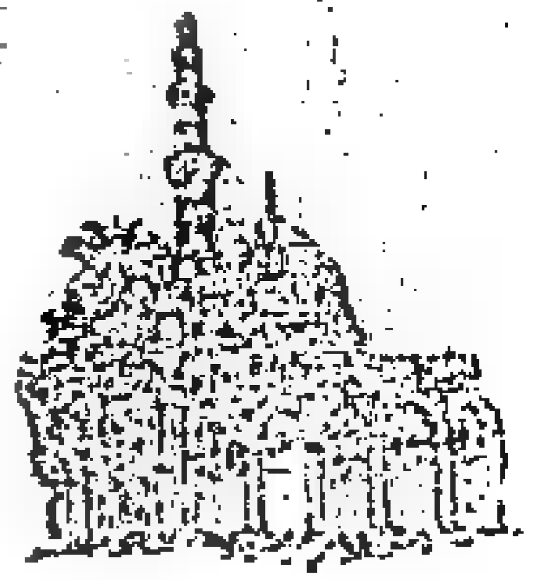
وقت اعجاز رسالت کا نہیں ہے محدود
اس پہ ہر مرد مسلماں کا ہے مضبوط یقیں

فتنۂ نسل و زباں نے وہ ستم ڈھائے تھے
خون مظلوم سے آلود ہوئی پاک زمیں

رشتۂ مشرق و مغرب ہے انہی سے قائم
نام لیوا ہیں محمدؐ ہی کے ہم خاک نشیں

بند کس رخ کے تصور میں ہوئی چشم فروغ
نظر آیا نہیں دنیا میں کوئی اور حسیں

فروغ احمد

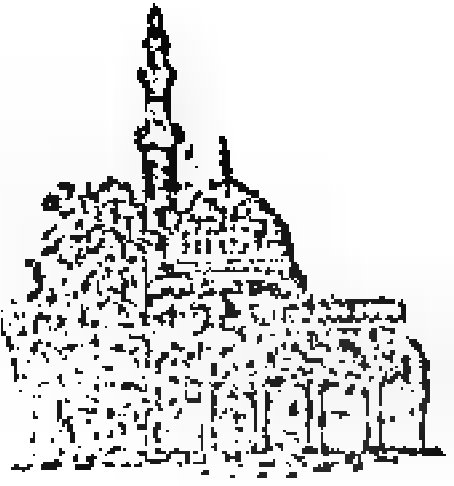


فن تجھ سے ہے ، فن کی زندگی تجھ سے ہے
علم و عرفان و آگہی تجھ سے ہے
فکر و نظر و شعور و احساس و خیال
سب ترا ہے اے نبیؐ ! سبھی تجھ سے ہے

ڈھونڈا کرو شاہوں کی سلامی کا شرف
پابوسئ میران گرامی کا شرف
میرے لیے کونین کی دولت ہے یہی
حاصل ہے محمدؐ کی غلامی کا شرف

میں بندۂ مصطفےٰؐ ہوں ، شاہوں سے کہو
اس در کا گدا ہوں ، کجکلاہوں سے کہو
کافی ہے مجھے اسی کے دامن کی پناہ
جاؤ ! جا کر جہاں پناہوں سے کہو

یہ درد ، یہ غم ، یہ ابتلا کس سے کہوں
اے ختم رسلؐ صل علیٰ کس سے کہوں
میں بندۂ بے نوا ہوں ، تم آقا ہو
بندہ ہوں تو آقا کے سوا کس سے کہوں

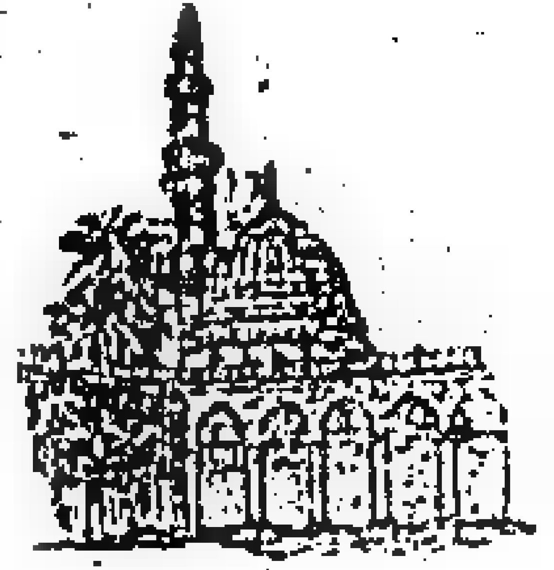


دنیا کا عجیب حال دیکھا میں نے
ہر لب پہ کوئی سوال دیکھا میں نے
یہ فیض ہے عشق مصطفےؐ کا فیضی
دل میں نہ کبھی ملال دیکھا میں نے

مملو عشق رسولؐ سے سینہ ہے
سینہ ہے کہ انوار کا آئینہ ہے
آنکھوں میں سماتے نہیں خورشید و قمر
پہلو میں عجب طرح کا گنجینہ ہے

ہو گا وہی ، جو تیرا خدا چاہے گا
مولا کہیں بندے کا برا چاہے گا
لیکن در احمدؐ سے نہ اٹھنا کہ خدا
چاہے گا وہی ، جو مصطفےؐ چاہے گا

کچھ جی کے بہلنے کا بہانہ تو بتاؤ
کوئی اچھا برا ٹھکانہ تو بتاؤ
اٹھ تو جاؤں در محمدؐ سے مگر
ویسا کوئی اور آستانہ تو بتاؤ



دنیا کا مجھے خیال کیسے آتا؟
میرے لب پر سوال کیسے آتا؟
تھا دل کے صدف میں گوہر عشق رسولؐ
دولت کو مری زوال کیسے آتا؟

عمر فیضی



برق سحاب مہر ہے ابروئے مصطفٰےؐ
ہے طرہ اس پہ سایۂ گیسوئے مصطفٰےؐ

ہے تشنگان یاس کا کس درجہ اہتمام
کوثر لگی ہوئی ہے سر کوئے مصطفٰےؐ

ظلمت کے یہ نصیب کہ آبِ بقا ملے
کچھ پڑ گیا ہے سایۂ گیسوئے مصطفٰےؐ

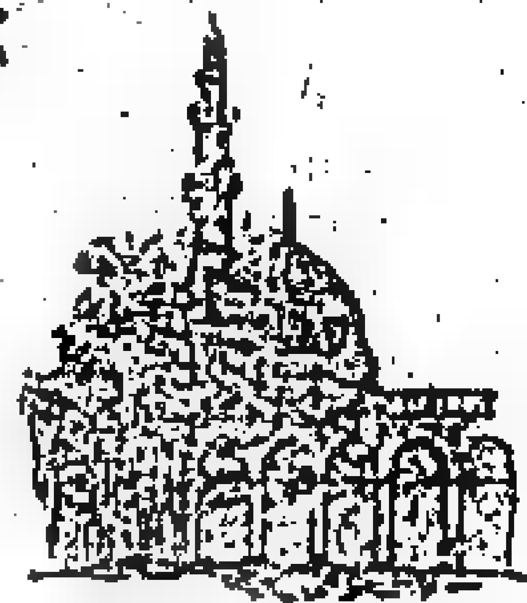
کیوں کر نہ دیر و کعبہ میں ہم رنگ نور ہو
یاں ... ت مصطفٰےؐ ہے، وہاں روئے مصطفٰےؐ

اے کاہش گناہ سبک کر مجھے کہ میں
جنبش سے ہر نفس کی اُڑوں سوئے مصطفٰےؐ

کیا ہوں گے ہم ضیافت جنت سے شادماں
بھولے نہیں ہیں خلق علیؓ ، خوئے مصطفٰےؐ

اہل حساب پوچھتے ہو کیا قلقؔ کا حال
یاں رند ہے مگر ہے ثناگوئے مصطفٰےؐ

حکیم غلام مولیٰ قلقؔ



اللہ اللہ ! عظمت و شان رسول ہاشمیؐ
خالق کل ہے ثنا خوان رسول ہاشمیؐ

عام ہے ہر سمت فیضان رسول ہاشمی
خلق ہے ممنون احسان رسول ہاشمی

آپ کے یٰسین و طٰہٰ ہیں خطابات حسیں
ہے محمدؐ اسم ذی شان رسول ہاشمی

روح پرور ، کیف آگیں ہے فضائے کائنات
خلد منظر ہے گلستان رسول ہاشمی

محفل کون و مکاں کا ذرہ ذرہ ہے مطیع
ہیں دو عالم زیرِ فرمان رسول ہاشمی

در حقیقت مہر و ماہ و نجم ہیں جلوہ فشاں
ہے جمال روئے تابان رسول ہاشمی

ذرہ ذرہ دہر کا ہے محو نغمات درود
ہو رہا ہے ہر سو اعلان رسول ہاشمی

ہے نگاہ لطف مجھ ایسے گنہگاروں پہ بھی
ہے یہ احسان فراوان رسول ہاشمیؐ

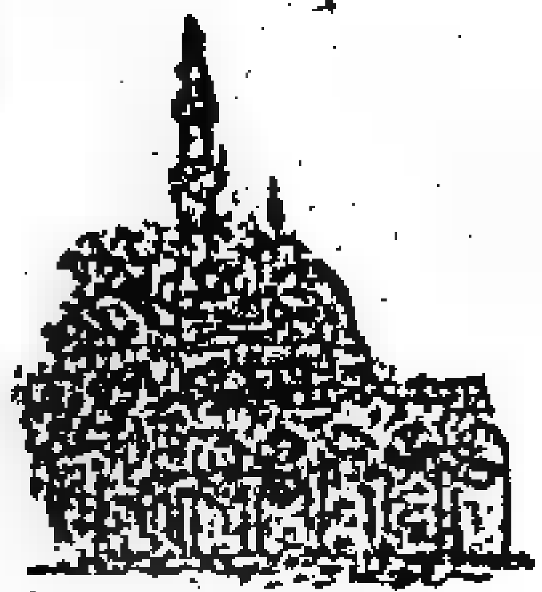
شاعر بے کس قمر یزدانی آشفتہ نوا
ہے یکے از نعت گویان رسول ہاشمی

صلی اللہ علیہ وسلم

قمر یزدانی

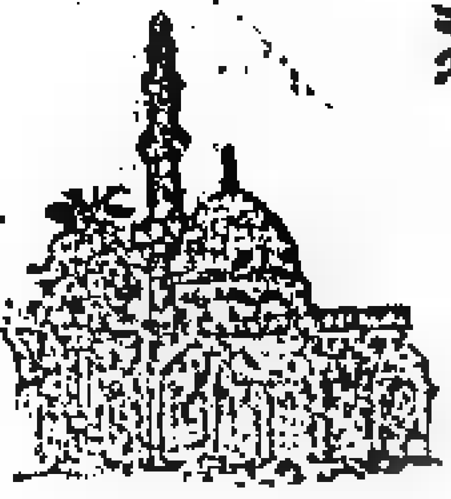
اشعار نعت ہیں مرے باغ وفا کے پھول
للہ یہ میری نذر عقیدت بھی ہو قبول
تیرے بغیر خالق کونین کے حبیبؐ !
ممکن نہیں ہے گوہر مقصود کا حصول
انساں کو تو نے کر دیا انسانیت شناس
تو نے سکھائے الفت و اخلاص کے اصول
معطی ہے نعمتوں کا خدا کی طرف سے تو
پھر کیوں ترا غلام ہو مغموم اور ملول
کہتے ہیں جس کو کہکشاں اہل نظر سبھی
در اصل ہے وہ تیرے ہی قدموں کی خاک دھول
تیری وفا شریک عبادت نہ ہو اگر
حق تو یہ ہے کہ ایسی عبادت ہی ہے فضول
اک نگہ التفات قمر کی طرف بھی ہو
کہتی ہے اس کو خلق خدا "عاشق رسولؐ"

قمر یزدانی



حریمِ شاہدِ فطرت کے رازداں تم ہو
فروغِ عظمتِ انساں کے ترجماں تم ہو
نگاہِ ہوش تمہارا مقام کیا جانے
جہاں خرد کی رسائی نہیں، وہاں تم ہو
تمہاری راہ کے ذرے بھی ماہ و انجم ہیں
ہو زیرِ خاک نہاں، پھر بھی آسماں تم ہو
بقدرِ ظرف ہر اک فیض یاب ہوتا ہے
مثالِ ابر زمانے پہ مہرباں تم ہو
نفس نفس ہے فروزاں تمہاری یادوں سے
برنگِ شعلۂ جاں جسم میں نہاں تم ہو
تمہارے در کی لگن زندگی کا حاصل ہے
ہماری منزلِ مقصود کا نشاں تم ہو
تمہارا نام ہے وجۂ سکونِ دیدہ و دل
نہیں ہے جن کا کوئی، ان پہ مہرباں تم ہو

کلیم عثمانی



سلام صدق و امانت کی شان عالی پر
سلام خلق و مروت کی بے مثالی پر

سلام پاکیٔ گوہر پہ، جس کے دامن کو
کثافتوں کا تصور بھی چھو نہ سکتا ہو

سلام اس دل روشن کی حق اساسی پر
سلام ان کے کمال خدا شناسی پر

سلام حکمت و دانش پہ، جس کا ہر ارشاد
بنا ہے قصر صلاح و فلاح کی بنیاد

یقین محکم و ایمان مستقل پہ سلام
خلوص و مہر و وفا و صفائے دل پہ سلام

دل حزیں کی یہ سب سے بڑی تمنا ہے
مرا سلام مری روح کا تقاضا ہے
قبول ہو تو سعادت نصیب ہو جائے
بھٹکنے والے سے منزل قریب ہو جائے

اختر اقبال کمالی

ہر برائی کو دیا دیس نکالا جس نے
ڈگمگاتے ہوئے انساں کو سنبھالا جس نے

آدمیت کو نئے طرز پہ ڈھالا جس نے
کر دیا مشرق و مغرب میں اجالا جس نے

اسی انسان کو محبوبؐ خدا کہتے ہیں
نام سنتے ہیں تو سب صل علیٰ کہتے ہیں

وہ نبیؐ ، جس کا ہر اک نقش قدم نقش دوام
بادشاہوں کو سمجھتے ہیں گدا جس کے غلام

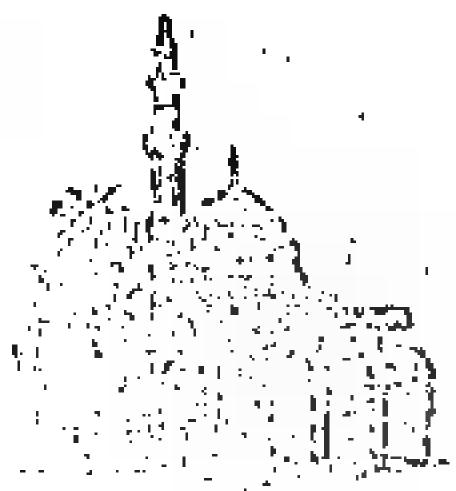
حامد و احمدؐ و محمود ، رسولوں کا امام
حضرت رحمت عالمؐ پہ صلوٰۃ اور سلام

دین کامل ہے زمانے کی ضرورت کے لیے
اب کوئی اور نہ آئے گا ہدایت کے لیے

خود عمل کرکے دکھایا کہ حکومت کیا ہے
اصل میں رابطۂ دین و سیاست کیا ہے

جس کو اللہ کی کہتے ہیں خلافت ، کیا ہے
آدمی چیز ہے کیا ، بار امانت کیا ہے

دین کی راہ میں ساحل بھی ہے،طوفان بھی ہے
صرف صفہ ہی نہیں ، بدر کا میدان بھی ہے

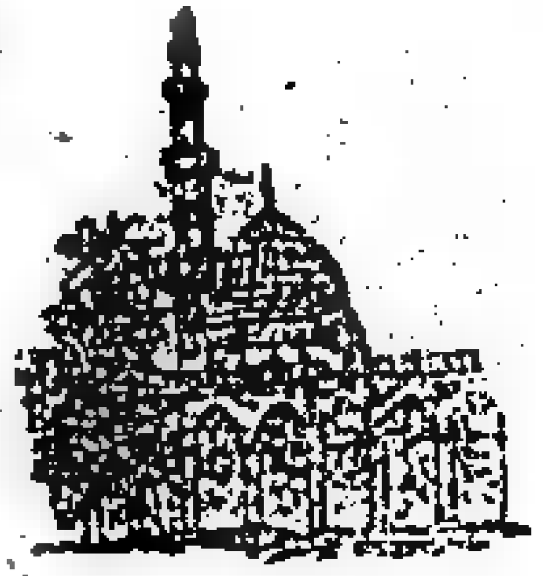



کتنے ژولیدہ مسائل تھے جدید اور قدیم
جن کو سلجھا نہ سکا کوئی مفکر ، نہ حکیم

اللہ اللہ ! نبیؐ عربیؐ کی تعلیم
کھل گئے عقدۂ دشوار بہ فیض تفہیم

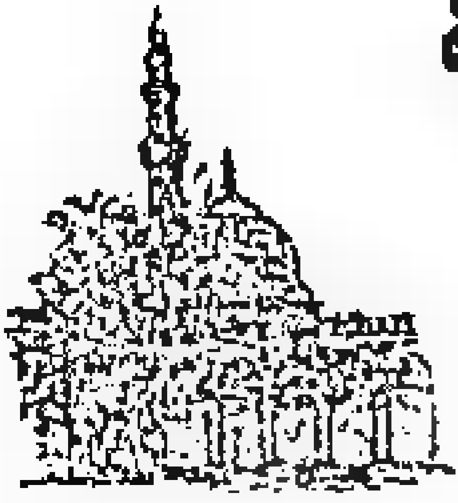
ہر ترقی میں جھلک عظمت اسلام کی ہے
آج دنیا کو ضرورت اسی پیغام کی ہے

ماہر القادری



کچھ کفر نے فتنے پھیلائے ، کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اُٹھی ، انسان سے انسان ٹکرائے
پامال کیا ، برباد کیا کمزور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے گزرے ، تشریف محمدؐ لے آئے
رحمت کی گھٹائیں لہرائیں ، دنیا کی امیدیں بر آئیں
اکرام و عطا کی بارش کی ، اخلاق کے موتی برسائے
اللہ سے رشتے کو جوڑا ، باطل کے طلسموں کو توڑا
خود وقت کے دھارے کو موڑا ، طوفان میں سفینے لہرائے
تلوار بھی دی ، قرآن بھی دیا ، دنیا بھی عطا کی ، عقبیٰ بھی
مرنے کو شہادت فرمایا ، جینے کے طریقے سمجھائے
عورت کو حیا کی چادر دی ، غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی ، کردار کے جوہر چمکائے
مظلوموں کی فریاد سنی ، مجبوروں کی غم خواری کی
زخموں پہ خنک مرہم رکھے ، بے چین دلوں کے کام آئے
توحید کا دھارا رک نہ سکا ، اسلام کا پرچم جھک نہ سکا
کفار بہت کچھ جھنجھلائے ، شیطاں نے ہزاروں بل کھائے
اے نام محمدؐ ، صل علیٰ ، ماہرؔ کے لیے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا ، آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

ماہرؔ القادری



ہوا طلوع اُفق پر وہ نیر تاباں
کہ جس کے نور سے روشن ہے عالم امکاں

نثار ختم رسلؐ تجھ پہ کائنات حیات
کہ تو نے ہم کو عطا کی ہے دولت قرآں

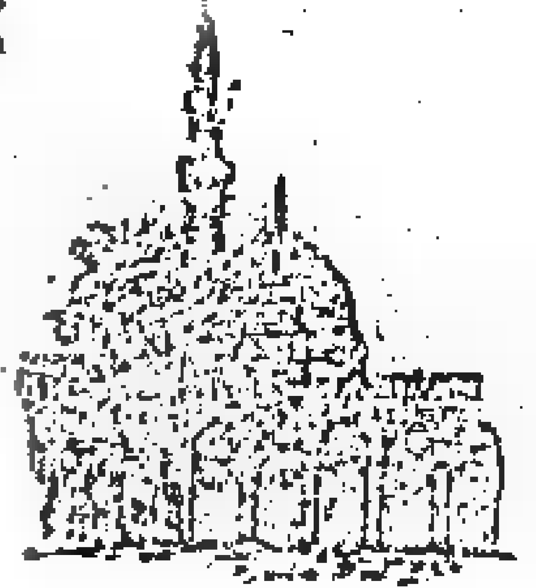
جلائی شمع ہدایت برائے نوع بشر
بتایا منزل حق آگہی کا نام و نشاں

وہ دل جو کفر کی آماجگاہ تھے ، ان کو
بیک نگاہ بنایا ہے مرکز ایماں

ترے اصول رہیں گے ازل سے تا بہ ابد
بنائے عظمت انساں و رفعت انساں

یقین محکم و تنظیم اپنا مسلک ہے
یہی اصول بناتا ہے فاتح دوراں

مشتاق مبارک



وہ نور کی مشعل روشن کی اک خاک نشین بطحاؐ نے
عالم پہ طرب کا رنگ آیا ، ضو دینے لگے ظلمت خانے

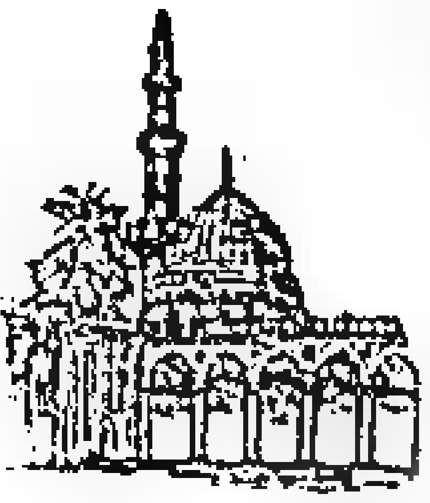
کیا قافلہ پیمایان فلک ، کیا انجمن آرایان زمیں
اس ماہ کے سب ہیں شیدائی، اس شمع کے سب ہیں پروانے

تنظیم و عمل، تہذیب و ادب، اخلاص و وفا، ایثار و کرم
سرکار کے حسن سیرت سے کیا کچھ نہیں سیکھا دنیا نے

خلق شہٗ بندہ پرورؐ کی قرآن گواہی دیتا ہے
اس بات کو وہ کیا سمجھیں گے، قرآن سے ہیں جو بیگانے

وہ جلوۂ بزم صبح ازل ظاہر نہ اگر یوں ہو جاتا
بے نام حقائق رہ جاتے ، بے عنوان سارے افسانے

محشر بدایونی

محمدؐ مصطفیٰ ، خیرالبشر ، محبوب داور ہے
شرافت ، حلم ، ایثار و سخاوت کا وہ پیکر ہے

فدا اس پر مرے ماں باپ ، جو ہے رحمت عالمؐ
مرا آقا ہے مخلوق خدا کا محسن اعظم

نظام عدل و احسان و مروت جس نے پھیلایا
تعصب ، ضد ، حسد ، کینہ ، جہاں بھر سے مٹا ڈالا

مساوات بنی انسان کے پھیلائے اُجیالے
وہ ، جس نے ظلم و جور و بربریت ختم کر ڈالے

خطا کاروں سے عفو و درگزر ہی کام تھا اس کا
وہ ، جس کی زندگی عملی نمونہ ہے شرافت کا

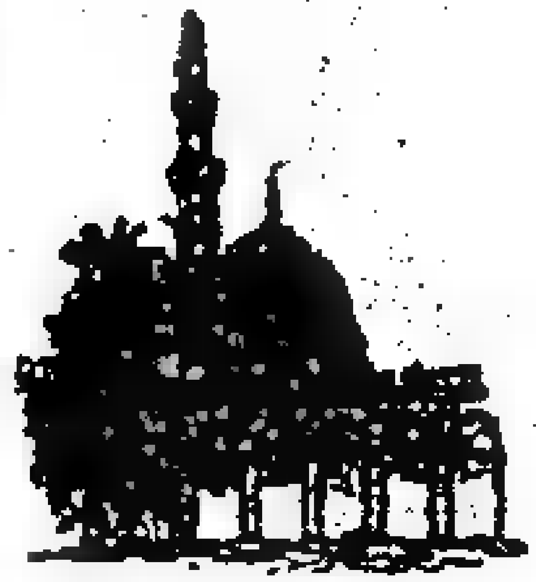
جہاں میں اُنس و اُلفت کی بڑھائی روشنی اس نے
رواداری کا برتاؤ کیا دشمن [illegible] بھی اس نے

جو مخلوق خدا کے کام آتا تھا بہر صورت
غریبوں، بے نواؤں پر تھی جس کی شفقت و رحمت

پسند اس نے نہ رنگ و نسل کی تفریق فرمائی
خدا ترسی فضیلت کے لیے معیار ٹھہرائی

جہاں سے ہر برائی میرے آقا نے مٹا ڈالی
وہ ، جس نے اک نئی تہذیب کی آ کر بنا ڈالی

جب اپنے دل میں انساں کی ترقی کے لیے ٹھانی
تو انساں کو سکھائیں مستقل اقدار روحانی



وہ حق گوئی کا مظہر ، استقامت کا حسین پیکر
شجاعت میں جو یکتا تھا ، خدا کا خاص پیغمبرؐ

وہی کام اس سے ہیں منسوب، جن سے ہے خدا راضی
ہے ضرب المثل اس کی سادگی ، ایثار ، فیاضی

خدا کے آخری پیغام کا جو شخص معلن تھا
وہ درویشوں ، فقیروں ، تنگدستوں کا معاون تھا

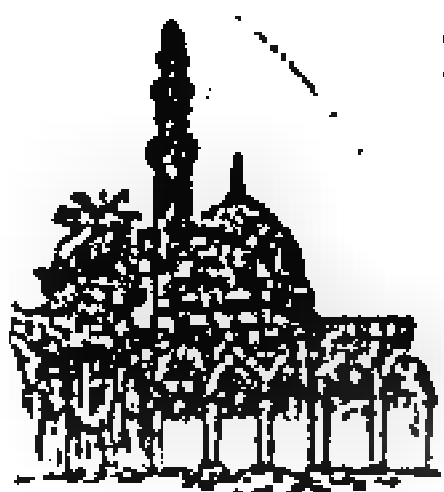
زمانے بھر پہ جس نے اپنی سیرت کا اثر ڈالا
تمدن کے جرائم سے جہاں کو پاک کر ڈالا

وہ ، جس کے حکم پر تسلیم کی عادت ضروری ہے
ادب استاد کا ، ماں باپ کی طاعت ضروری ہے

تحمل ، صبر ، نیکی اور دیانت اُس نے سکھلائی
حبیبؐ کبریا ، جس کی ثنا قرآن میں آئی

اُسی کے ذکر سے محمود کے دل نے سکون پایا
اسی کے فیض سے فکر و عمل میں انقلاب آیا

راجا رشید احمد محمود (مرتب)

شرف بخشا تمھاری ذات نے وہ بزم امکاں کو
کہ دی جس نے فرشتوں پر فضیلت نوع انساں کو

بتائید جناب حق تمھارے عزم عالی نے
کیا نابود ہر اٹھتے ہوئے باطل کے طوفاں کو

سبق دے کر زمانے کو محبت کا ، اخوت کا
منظم کر دیا عالم کے اوراق پریشاں کو

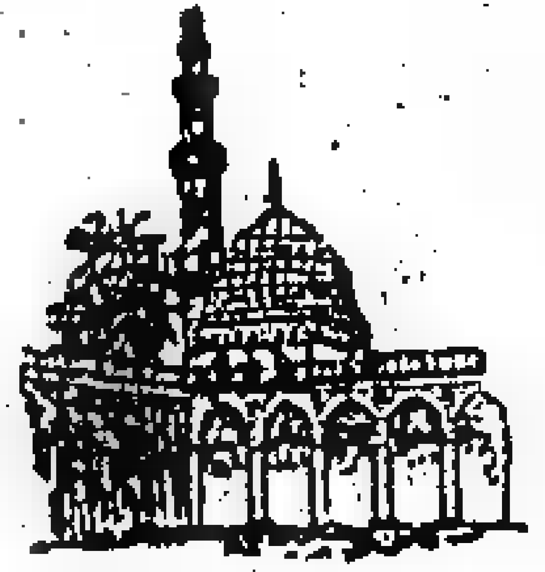
غریبوں ، بے نواؤں کا سہارا بن کے عالم میں
کیا آ کر رفو انسانیت کے چاک داماں کو

گدا کو ایسی استغنا کی دولت بخش دی تو نے
کہ خاطر میں نہیں لاتا وہ مفلس میر و سلطاں کو

ادھر عظمت عطا کی بوریائے فقر کو ایسی
کہ رشک آتا ہے جس کی شان پر تخت سلیماں کو

نسیم رحمت حق نے تمھارے ہی اشارے سے
گلستاں کر دیا خاک عرب کے دشت ویراں کو

منظور حسین منظور



اس مہر سے روشن ہوئے آفاق دلوں کے
وہ مہر کہ ہے پیکر انوارِ الٰہی

ہے عظمت بوذرؓ پہ فدا حشمت قیصر
مشکل ہے فقیری ، بڑی آسان ہے شاہی

اک ذرہ ہوا لطف نظر آپؐ کا جن پر
وہ پیکر گل بن گئے آیات الٰہی

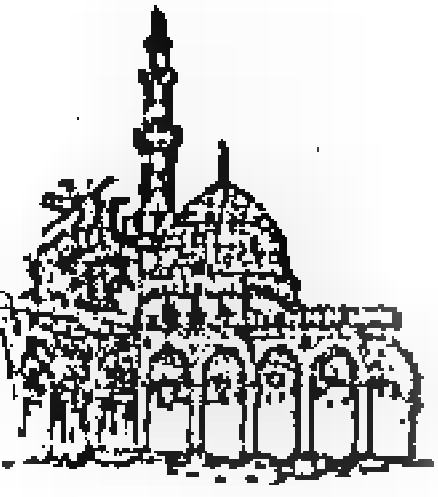
پھیلے بھی تو آغوش تمنا رہے محدود
سمٹے بھی وہ داماں ، تو رہے لامتناہی

یہ بندۂ عاصی نہیں نومید شفاعت
ہے پیش نظر آپ کی کونین پناہی

مل جائے مدینے میں کوئی سایۂ دیوار
یہ مہر سریری ہے ، یہ مہتاب کلاہی

دیدار تجلی کی تمنا تو ہے بے تاب
یہ بار حیا ہے ، نہ اٹھا دست دعا ہی

محمد منور



اے مسیح دم رواں پرور
زندگی بخش دین پیغمبرؐ

گرمیٔ التفات سے تیری
خشک ہو عاصیوں کا دامن تر

تو وہ سلطاں کہ بارگہ کا تری
پشت کاشانہ ہے فلک منظر

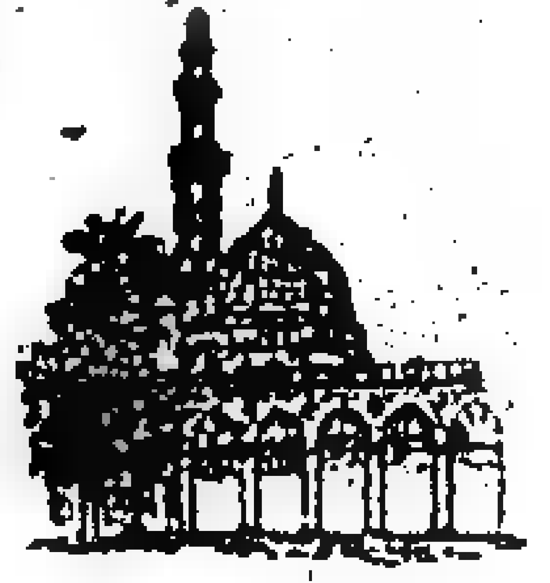
قصر جاہ و جلال میں تیرے
فخر کیواں ہے پاسبانیٔ در

ذرۂ خاک در کی تابش سے
جل گیا مہر آتشیں پیکر

ماجرا سن کے تیغ کا تیری
الاماں الاماں کہیں کافر

تو وہ عادل کہ ذکر کسریٰ میں
عدل کی تجھ سے داد چاہے عمرؓ

حکیم مومن خان مومن



یوں تو ہر دور سہکتی ہوئی لیندیں لایا
تیرا پیغام مگر خواب نہ بننے پایا

تو جب آیا تو مٹی روح و بدن کی تفریق
تو نے انساں کے خیالوں میں لہو دوڑایا

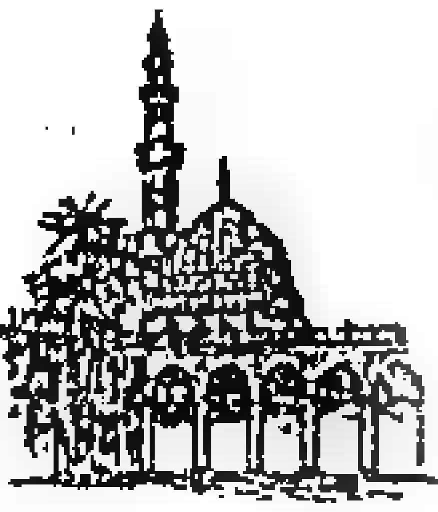
جن کو دھندلا گئے صدیوں کی غریبی کے غبار
ان خد و خال کو سونے کی طرح چمکایا

سمٹ آیا ترے اک حرف صداقت میں وہ راز
فلسفوں نے ، جسے تا حد گماں الجھایا

راحت جاں ترے خورشید محبت کا طلوع
دھوپ کے روپ میں ہے ابر کرم کا سایا

کتنا احسان ہے انسان پہ تیرا ، کہ اسے
اپنی گفتار کو کردار بنانا آیا

احمد ندیم قاسمی

وجہِ خلق دوسرا ہیں رحمت للعالمینؐ
پیکر نور خدا ہیں رحمت للعالمینؐ

اولیں خالق مساوات بشر کا کون ہے
نائب رب علیٰ ہیں رحمت للعالمینؐ

ہو بہو محفوظ جس ہستی کا ہے ہر قول و فعل
وہ فقط خیرالوریٰ ہیں رحمت للعالمینؐ

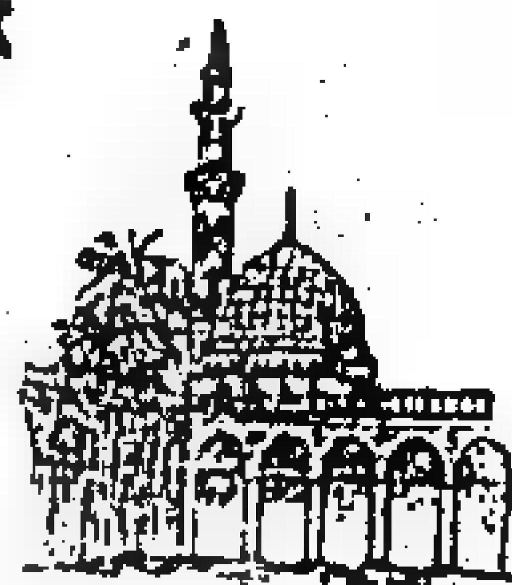
جن کی سیرت بہر انساں منفرد نظم حیات
بس وہ شہکار خدا ہیں رحمت للعالمینؐ

اور پیغمبر تھے رہبر اپنی اپنی قوم کے
رہنمائے دوسرا ہیں رحمت للعالمینؐ

صنف نازک کو عطا کی جس نے معراج حیات
وہ محمد مصطفیٰ ہیں رحمت للعالمینؐ

نشتر جالندھری





تو نبوت کے قصیدے کا مقدس مقطع
دیں کی تکمیل کا پیغام سنانے والے

ایک ہی صف میں کھڑا کر کے بڑوں چھوٹوں کو
بندہ و آقا کی تفریق مٹانے والے

پورے کونین کا خود راج دلارا ہو کر
اپنے خادم کو بھی پہلو میں بٹھانے والے

پست فطرت کہ جو روٹی کے لیے جیتے تھے
ان کو اک مقصد اعلیٰ پہ لگانے والے

حق و باطل میں گوارا نہ ہوا سمجھوتہ
کفر و اسلام کو آپس میں لڑانے والے

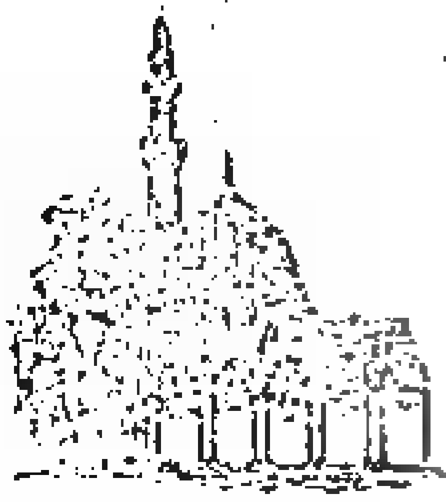
بھیڑ، بکری سے بھی جو پست تھی، اس عورت کو
مجد و عزت کی بلندی پہ بٹھانے والے

اہل محنت کے مصائب پہ پگھلنے والے
اور سرمائے کو احسان سکھانے والے

تو نے آقاؤں کو احساس مروت بخشا
اے غلاموں کو غلامی سے چھڑانے والے

ایک اک سائل و محروم کے زخم دل پر
مرہم شفقت و احسان لگانے والے

عین فطرت کے تقاضوں پہ ہے جس کی بنیاد
زندگی کا وہ نظام آ کے چلانے والے



نوع انساں کو فاقے سے بچانے کے لیے
سوکھے ٹکڑوں کو غذا اپنی بنانے والے

جو ترے قتل کے درپے رہے دشمن بن کر
زندگی کے انھیں اسرار بتانے والے

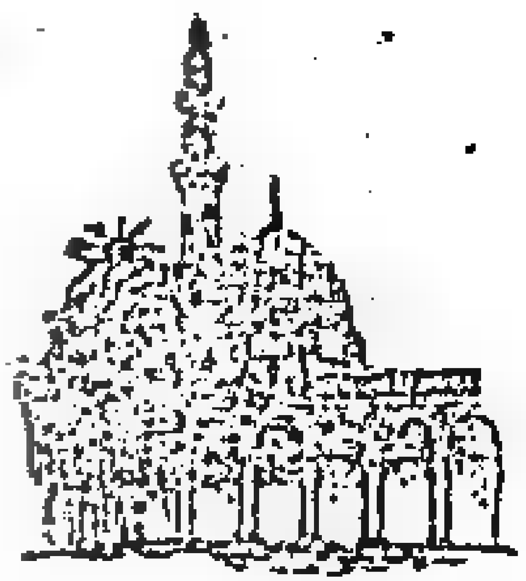
ایڑیوں پر سے ٹپکتا تھا لہو ماتھے کا
پھر بھی اللہ کی رحمت کو بلانے والے

زندگی تیری نمونہ ، تری سیرت معیار
سکۂ تہذیب و تمدن کا چلانے والے

صاحب خیر کثیر ، آیۂ حق ، رحمت حق
پورے ماحول کو پاکیزہ بنانے والے

پھر ترے ابر کرم کی ہے یہ دنیا پیاسی
راہ تکتے ہیں تری میرے زمانے والے

نعیم صدیقی



اللہ نے اپنی رحمت سے اک چاند عرب میں چمکایا
کیا خوب کرشمہ قدرت کا ، دنیا والوں کو دکھلایا

بندوں کو خدا کی رحمت کا مژدہ وہ سنانے آئے تھے
کس طرح رہیں ہم دنیا میں ، خود رہ کے بتانے آئے تھے

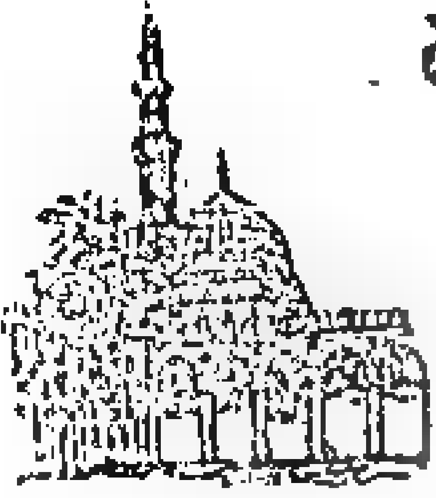
نیکی کا پڑھایا ہم کو سبق ، دکھلائی راہ بھلائی کی
جڑ کاٹی ساری بدیوں کی ، ڈھا دی دیوار برائی کی

مسلم سا پیارا نام دیا اور دین ہمیں اسلام دیا
ایمان کی بھی دولت بخشی ، اللہ کا بھی پیغام دیا

فرمایا تم مسلم سارے آپس میں بھائی بھائی ہو
مل جل کے رہو الفت سے سدا، منظور جو اپنی بھلائی ہو

فرمایا ، دور کرو سب فکریں تم آفت کے ماروں کی
معذوروں کی ، مجبوروں کی ، بیماروں کی ، بیچاروں کی

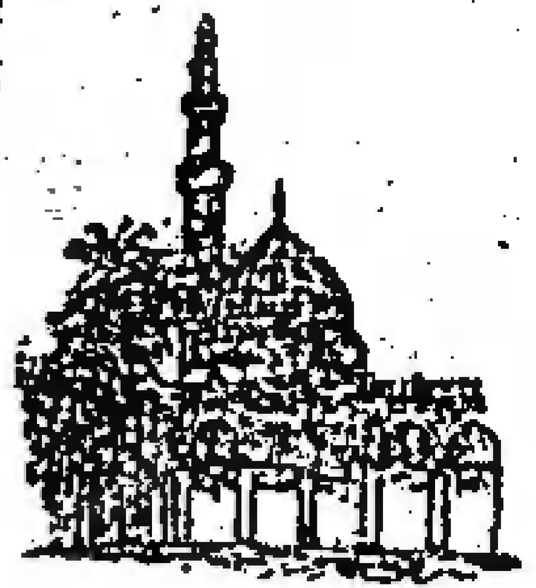
فرمایا ، تم امداد کرو مظلوموں کی ہتھیاروں سے
دیکھو دنیا میں ظلم نہ ہو ان نیزوں اور تلواروں سے



فرمایا ، جب تک قوم کوئی خود آپ درست نہیں ہوتی
تقدیر الٰہی بھی اس کی امداد پہ چست نہیں ہوتی

وہ ماہ عربؐ ہی اے نیرؔ ! اپنا تو جہاں میں سہارا ہے
ہو جائیں فدا اس نام پہ ہم ، یہ نام ہی ایسا پیارا ہے

شفیع الدین نیرؔ دہلوی



بخش دے مجھ کو خم بادۂ ناب اے ساقی
کون لے گا ترے رندوں کا حساب اے ساقی

نشہ و کیف کے مے خانے لٹاتا آ جا
کہ ترا ساقی کوثر ہے خطاب اے ساقی

تو اگر خاک کو چاہے تو بنا دے اکسیر
ہے ترے پاس وہ حکمت کی کتاب اے ساقی

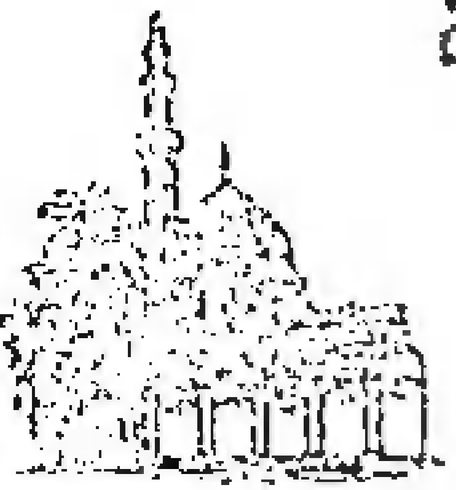
آ کے اک اک نے سنایا ترا افسانۂ حسن
ختم یوں تجھ پہ ہوا عشق کا باب اے ساقی

''قاب قوسین'' کا غل فرش سے تا عرش ہوا
جھک گئی توسن گردوں کی رکاب اے ساقی

تیری رحمت کے سمندر میں جو طوفان لے آئے
لے کے آیا ہوں میں وہ چشم پرآب اے ساقی

منتظر چشم جہاں ہے کہ پھر اٹھے شاید
طرف کعبہ سے رحمت کا سحاب اے ساقی

حکیم نیر واسطی



ترا خلق عظیم اے رہنمائے حق ، مسلم ہے
تری تعلیم کا مرہون احساں سارا عالم ہے

اخوت کا سبق تو نے دیا سارے زمانے کو
بنایا مرکز اخلاص اپنے آستانے کو

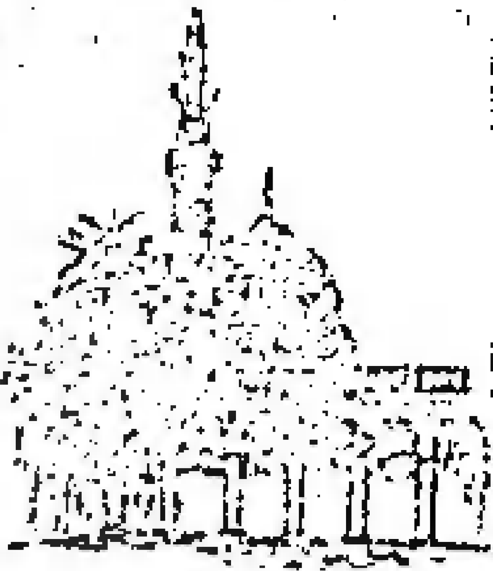
ترے قرباں، اے ختم رسلؐ! کیا شان ہے تیری
قبائے رحمت‌للعالمیں پہچان ہے تیری

تمیز حق و باطل دی تری تعلیم قرآں نے
زمانے کو کیا ممنون تیرے فیض و احساں نے

دیا درس مساوات اہل عالم کو تری خو نے
طریقہ ساری دنیا کا بدل کر رکھ دیا تو نے

ترا درس صفا مطلوب ہے آئینۂ دل کو
نگاہیں منتظر ہیں ، ڈھونڈتی ہے تیری محفل کو

رضا علی وحشت کلکتوی



دو عالم تجھ پہ صدقے اے زمین گنبد خضرا
تری آغوش میں آسودہ ہے وہ برزخ کبریٰ

وہ رشک مہر عالم تاب، جس کی جلوہ ریزی سے
شبستان جہاں میں پھر ہوا نور سحر پیدا

فدایان محمدؐ بن گئے، جو دشمن جاں تھے
تہ تیغ محبت ہو گئی یکسر صف اعدا

جہاں کے گوشے گوشے میں صدائے دین حق پہنچی
لوائے حق پرستی مشرق و مغرب میں لہرایا

ہوا سکہ رواں عدل و مساوات و اخوت کا
ہوئی پھر از سر نو مجلس صدق و صفا برپا

فضائل سے ہوئی آراستہ پھر بزم انسانی
محاسن کا بنی گہوارہ پھر یہ فسق کی دنیا

مٹی ظلمت سرائے دہر سے لعنت غلامی کی
زمانے سے اٹھی رسم تمیز بندہ و آقا

مظاہر تھے یہ سارے رحمت للعالمینی کے
کرشمے تھے یہ سب بس آپؐ کی لطف آفرینی کے

یحییٰ اعظمی

مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مرتّب :-

راجا رشید احمد محمود

افسر تعلقات عامہ، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور



پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ◎ لاہور